مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّینِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اُس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

خواتین کے فقہی مسائل

اِس کتاب میں شریعت کے بُنیادی عقائد اور خواتین سے متعلق فقہی مسائل کو سوال وجواب کی ترتیب پر عام فہم انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمہ اللہ

جمع وترتیب

مفتی محمد عثمان ارکانی

مُعاون دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبد الباری صاحب مدظلہ العالی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی۔ کراچی

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں

خواتین کے فقہی مسائل

اس کتاب میں شریعت کے بنیادی عقائد اور خواتین سے متعلق فقہی مسائل کو سوال و جواب کی ترتیب پر عام فہم انداز میں جمع کیا گیا ہے۔

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ

استاد حدیث: جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

جمع و ترتیب

مفتی محمد عثمان ارکانی

معاون دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب مدظلہ العالی

دارالافتاء، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی

ناشر

بیت العلم ٹرسٹ

ST-9E بلاک 8، نزد الحمد مسجد گلشن اقبال، کراچی

فون: 4976073 - 4976339

11030308

اسٹاکسٹ

مکتبہ بیت العلم

نزد جامع مسجد نعوذ بالله ٹاؤن کراچی

فون:021-4916690,2018342 موبائل:0300-8213802

فیکس:+92-21-4914569 ای میل:Sales@mbi.com.pk

کتاب کا نام:........ خواتین کے فقہی مسائل

اشاعت سوم:...... ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۰۰۸ء

ناشر:........ .... بیت العلم ٹرسٹ

ST-9E بلاک ۸، گلشن اقبال، کراچی

فون نمبر:+92-21-4976073 فیکس:+92-21-4972636

ویب سائٹ:www.mbi.com.pk

ملنے کے دیگر پتے

پتہ	فون
☆ مرکز القرآن / بیت القرآن، اردو بازار، کراچی۔	فون:021-2630744
☆ مکتبہ فہم الدین، نزد مسجد بیت السلام ڈیفنس کراچی۔	فون:021-5392171
☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔	فون:042-7224228
☆ ادارہ اسلامیات، اردو بازار، لاہور۔	فون:042-7243991
☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔بی روڈ، ملتان۔	فون:061-4544965
☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔	فون:051-5771798
☆ اسلامیہ کتب خانہ، گاڑی اڈہ، ایبٹ آباد۔	فون:0992-340112
☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔	فون:081-662263
☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔	فون:071-5625850
☆ حافظ اینڈ کو، لیاقت مارکیٹ، نواب شاہ۔	فون:0244-360623
☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹی گھٹی، حیدر آباد	فون:022-3640875
☆ حافظ کتب خانہ، مردان۔	
☆ مکتبہ المعارف، محلہ جنگی، پشاور۔	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضروری گزارش

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حضرات علماء کرام اور معزز قارئین کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ التماس کی جاتی ہے کہ حتی الامکان ہم نے کتاب میں تصحیح وتخریج کی پوری کوشش کی ہے تاکہ ہر بات مستند اور باحوالہ ہو پھر بھی اگر کہیں مضمون یا حوالہ جات میں سُقم وضُعف یا اَغلاط نظر آئیں تو اَز راہِ کرم ناشر کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی باقی نہ رہے۔

مزید اس کتاب کے متعلق کوئی اصلاحی تجویز ہو تو ضرور بتائیں۔ اس کتاب کی تصحیح وکتابت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کافی محنت ہوئی ہے امید ہے قدردان لوگ مسلمانوں کے لئے کی گئی اس محنت کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے رہیں گے۔

جزاکم اللہ خیراً

آپ کی قیمتی آراء کے منتظر

احباب بیت العلم ٹرسٹ

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ!

حدیث شریف کی رُو سے ضروری دینی احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے، دینِ اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اس لئے حسب موقع مرد وعورت کے متعلق شرعی احکام میں فطری فرق وتفاوت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، مگر ہماری غفلت کا عالم یہ ہے کہ ہماری اکثریت ضروری دینی احکام سے ناآشنا ہے، اگر کہیں کچھ سوجھ بوجھ ہو بھی تو پوری رعایت کے ساتھ شرعی احکام پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور ہمارا مذاق ومزاج بھی اس قدر سہولت پسند ہو چکا ہے کہ دین جیسے قیمتی سرمایہ کے لئے زیادہ محنت وطلب کی زحمت گوارا نہیں کرتے، پھر خصوصیت کے ساتھ ہماری خواتین دینی احکام سے اکثر وبیشتر بے بہرہ ہوتی ہیں جو لاپرواہی یا گھریلو مصروفیات کے باعث دینی احکام سیکھنے سے بالعموم قاصر رہتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مفتی محمد عثمان ارکانی معاونِ دارالافتاء، بنوری ٹاؤن، جنہوں نے خواتین کے ضروری مسائل کو مختلف کتبِ فتاویٰ سے یکجا کر کے ''خواتین کے فقہی مسائل'' کے عنوان سے ترتیب دیا ہے، اور مکتبہ بیت العلم کو جنہوں نے اس کی عمدہ طباعت کے ساتھ اشاعت کا بندوبست کیا ہے۔

میں نے اس مجموعہ کے جستہ جستہ مقامات کو سرسری نظر سے دیکھا خواتین کے لئے بے حد مفید ہے۔ ہماری مسلمان خواتین کو چاہیئے کہ دینی احکام کو سیکھنے کی مکمل کوشش فرمائیں یا کم از کم بہشتی زیور اور اس قسم کی کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں، اور گھریلو مصروفیات کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کے مطالعہ کو بھی نظام الاوقات میں شامل رکھیں، اگر کہیں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو شہر کے معتمد دارالافتاؤں سے مراجعت کر لی جائے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد وعورت کو دینی شوق وشغف نصیب فرمائے اور دین پر عمل کی توفیق بخشے آمین فقط والسلام۔

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(استاذ جامعہ فاروقیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ.

اَمَّا بَعْدُ:

واضح رہے کہ اسلام کامل دین اور مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ساتھ ایک معتدل اور میانہ رو مذہب ہے، جس میں افراط ہے نہ تفریط، اور ایسی شدت وسختی بھی نہیں کہ احکام اسلام پر عمل کرنا دشوار ہو۔

احکام اسلام جس طرح مردوں کے لئے ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہیں، البتہ بعض ایسے ہیں جو خاص عورتوں کے ساتھ متعلق ہیں، ان کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا ان کے ذمہ لازم ہے، مثلاً حیض، نفاس، استحاضہ اور پردہ کے متعلق احکام وغیرہ، اسی طرح وہ احکام جو اجتماعی شکل میں بیرونِ خانہ کرنے کے ہیں، ان سے عورتیں مستثنیٰ ہیں اور ان کی ادائیگی ان پر لازم نہیں، مثلاً نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز جنازہ اور جہاد وغیرہ۔

چونکہ عورتیں فطرتاً ناقصات العقل اور ضعیف القلب ہوتی ہیں اس لئے احکام شرع پر عمل کرنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتی ہیں، رسومات و بدعات میں اکثر و

بیشتر مبتلا ہوا کرتی ہیں، معمولی معمولی باتوں میں نیک فالیوں اور بدفالیوں اور نحوستوں کا عقیدہ رکھتی ہیں، غیروں کے طور طریقوں سے جلدی متاثر ہو کر ان جیسا بننے کی کوشش میں لگی رہتی ہیں اور احکامِ اسلام سے دوری کے باعث تکبر، بغض، حسد، کینہ، آزادی اور بے باکی جیسے امراض باطنہ ان میں جاگزین ہوتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کی صحیح رہنمائی کی جائے، شیطان اور نفسِ امارہ کے مکر و فریب سے انہیں بچانے کی فکر اور کوشش کی جائے، اور اس اعتبار سے بھی ان کی اسلامی تربیت ضروری تھی کہ ماں ہونے کی حیثیت سے اس کی گود بچہ کے لئے پہلی درس گاہ ہے، ماں کی گود میں اگر بچہ کی تربیت درست طریقہ سے ہوئی تو مستقبل میں انشاء اللہ بچہ درست رہے گا اور اگر یہاں تربیت کماحقہ درست نہیں ہوئی تو آئندہ بچے پر صلاح کے آثار کم ہی نظر آنے کا امکان ہے، اس کے لئے ضروری تھا کہ ماں تربیت یافتہ ہو اور احکامِ اسلام پر عمل پیرا خاتون ہو تا کہ اس کے بہتر اثرات بچے کی طرف منتقل ہوں۔

لیکن یہ جب ہے کہ اس کی صحیح طور پر رہنمائی کی جائے اور جادۂ حق پر اسے گامزن کرنے کے لئے کامل تربیت کی جائے، احکامِ اسلام پر عمل کرنے والی نیک خاتون ہونے کے ساتھ متقیہ اور صالحہ ہو تو پھر وہ مذہب، اخلاق اور تقدس کے ساتھ مذہبی، علمی اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں ایک فعال کردار ادا کر سکتی ہے۔

وہ اپنی زندگی کے پاکیزہ کارناموں سے، خدا پرستی کے نمونوں سے، اخلاق کے عملی و اعلیٰ مثالوں سے اور روحانیت کی پاک تعلیموں سے ایک گراں بہا عملی نمونہ بن جاتی ہے۔

بنا بریں عورتوں کی دینی و تربیتی اور مسائل شرعیہ سے واقف کرنے کی غرض سے حضرات علماء کرام نے اپنے اپنے زمانوں میں ضرورت کے مطابق کتابیں مرتب

و مدون کیں، عربی میں احکام النساء علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی، اردو میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ماہتاب بہشتی زیور، مولانا عاشق الٰہی علیہ الرحمہ کی تحفۂ خواتین، اور مدرسہ بیت العلم ٹرسٹ کی کتابیں تحفۂ دلہن اور مثالی ماں اور ہدیۂ خواتین وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے جو حضرت مفتی مولانا محمد عثمان ارکانی صاحب کی مرتب کردہ ہے حضرت موصوف نے اس کتاب میں عورتوں کے متعلق فقہی مسائل کو حضرات اکابر کے معتمد مختلف فتاویٰ سے یکجا کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب مقدمہ میں فرماتے ہیں:

> "اپنی طرف سے لکھنے کے بجائے اکابر علماء کرام و مفتیان عظام کی کتابوں سے ان مسائل کا شرعی حل اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جمع کرنا شروع کیا، ہم نے کوشش کی ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید مسائل کا حل جید علماء کرام و اکابر مفتیان عظام کی تحریروں سے قلم بند کر کے اپنی مسلمان بہنوں کی خدمت میں پیش کریں۔"[1]

بندہ نے از اول تا آخر اس کتاب کا مطالعہ کیا، چونکہ اکابر کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے اس لئے اس میں حذف و اضافہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، البتہ بعض جگہوں میں لفظی غلطیوں کی نشاندہی کر دی گئی۔

امید ہے کہ یہ کتاب خواتین کے لئے گراں بہا تحفہ، بہترین معلم اور مربی ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فاضل مرتب کی اس محنت کو اپنی بارگاہ ایزدی میں قبول فرما کر ان کے

[1] پیش لفظ، ص ۳۷

لئے دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنائیں، اور انہیں مزید علمی، اصلاحی، تربیتی اور تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

"این دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد"

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

عبدالباری غفرلہ

رفیق دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵

۲۲/۱۲/۲۴ھ ۲۰۰۴/۲/۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امابعد! اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین جو نوع انسانی کے لئے پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾[1]

ترجمہ: "آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔"

اسلامی احکام کا جاننا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے، کیونکہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے، یہ عقائد ونظریات اور عبادات سے لے کر زندگی کے اخلاق، معاشی، سیاسی اور تمدنی مسائل تک میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اس دین کی تعلیمات بڑی وسیع اور جامع ہیں، ہر زمانے اور ہر علاقے کے مقتضیات اور حوادث کے لئے ان میں رشد وہدایت ہے، نہ صرف یہ کہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک زندگی گزارنے کا دستور العمل ہے جس میں معاشی، معاشرتی اور کاروباری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہدایات، حلال وحرام اور معروف ومنکر اور اخلاق حسنہ اور سیئہ کی تفصیل، جسم وروح کی طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم، اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑے رکھنے، اس کا قرب تلاش کرنے، اس کے اوامر کو

[1] سورۂ مائدہ آیت ۳

بجالانے اور نواہی سے اجتناب کرنے کے بھی واضح احکام ہیں، بلکہ موت کے وقت کا شرعی دستور العمل اور موت واقع ہوجانے سے لے کر غسل، کفن ودفن، دعاء اور ایصال ثواب، تقسیم میراث، میت کے حقوق کی ادائیگی، کسی کی موت کے بعد اس کے لواحقین پر نافذ ہونے والے احکام، زیارت قبور، میت کا خیر کے ساتھ تذکرہ، اس کی وصیت کا بطریقِ شرعی نفاذ اور ایسے اعمال اختیار کرنے تک کا دستور العمل موجود ہے جو ہم سب کے عالم برزخ اور عالم آخرت میں کام آئے۔

مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ دین کی تعلیم حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ان کا فرض منصبی ہے، انہیں اپنے آپ کو اس منصب سے معزول نہیں سمجھنا چاہیئے، بلکہ خود کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنا کر غیر مسلموں اور اپنوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ایک اٹل نفسیاتی حقیقت ہے کہ انسان قول سے زیادہ عمل سے متاثر ہوتا ہے۔

آج کے معاشرتی ماحول اور دنیاوی بھاگ دوڑ نے مسلمانوں کو ایسا الجھا دیا ہے کہ وہ نہ تو مکمل دینی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں نہ ہی وہ مشغولیت کی بناء پر علماء کرام اور مفتیان عظام کی خدمت میں کثرت سے ہر وقت حاضر ہو سکتے ہیں، اور اگر کہیں ہماری بہنوں کو گھریلو مصروفیات سے کچھ فراغت نصیب بھی ہو جائے تو محرم کی عدم موجودگی ان کے لئے ایک بہت بڑا عذر ہے، جس کی وجہ سے وہ بہت سے ایسے اہم اور ضروری مسائل کی معرفت سے محروم رہتی ہیں جن کا جاننا پاکیزہ اور پرسکون زندگی گزارنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ ایک ایسی مختصر آسان اور جامع کتاب مرتب کی جائے جو ایسے تمام ضروری اور اہم مسائل کا حتی الامکان احاطہ کئے ہوئے ہو جو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں، تاکہ ہماری یہ مسلمان بہنیں گھر بیٹھے مختصر وقت میں ان اہم مسائل سے آگاہ ہوں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو

سنوار سکیں۔

بایں وجہ مدرسہ بیت العلم کے علماء کرام نے سب سے پہلے مردوں کو پیش آنے والے مسائل کی طرف توجہ دی، اور مستند علماء کرام کی زیر نگرانی ان ضروری مسائل پر مشتمل ایک کتاب "مردوں کے تین سو فقہی مسائل" کے نام سے طبع کرا کر منظر عام پر لے آئیں۔ الحمد للہ قارئین کرام نے اسے بہت پسند فرمایا اور ہاتھوں ہاتھ لیا، جس کی دوسری جلد جو معاملات و معاشرت سے متعلق ہے وہ زیر طبع ہے ان شاء اللہ وہ بھی بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

زیر نظر کتاب "خواتین کے فقہی مسائل" ہماری بہنوں کے لئے ترتیب دی گئی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس کی تیاری میں مولانا محمد عثمان صاحب فاضل و متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ، مولانا محمد عمران فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ، مولانا خلیل الرحمٰن صاحب فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی جماعت نے انتہائی اہتمام ومحنت سے کام کیا، اور خاص طور پر صنف نازک کے مسائل پر مبنی ہونے کی بناء پر مدرسہ مریم للبنات کی طالبات کو اس سلسلے میں زحمت دی گئی کہ وہ انفرادی طور پر ان موضوعات کے متعلق مسائل جمع کریں۔ الحمدللہ آج یہ کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

چونکہ دین اسلام کی تعلیمات جو ہم تک پہنچی ہیں ان کا مدار نقل پر ہے، اس لئے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے اکابر علماء کرام و مفتیان عظام کی کتابوں سے ان مسائل کا شرعی حل اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جمع کرنا شروع کر دیا، ہم نے کوشش کی ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید مسائل کا حل جید علماء کرام و اکابر مفتیان عظام کی تحریروں سے قلم بند کر کے اپنی مسلمان بہنوں کی خدمت میں پیش کریں، انسانی دسترس کی حد تک ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو ضرورت کے مطابق مرتب کیا جائے اور کوئی بھی مسئلہ جو روزمرہ زندگی میں پیش آسکتا ہے چھوٹنے نہ پائے۔

اس کتاب میں جو مسائل جمع کئے گئے ہیں تقریباً یہ سارے وہ مسائل ہیں جن کا تعلق صرف خواتین سے ہے، ان کے علاوہ وہ مسائل جو یا تو مشترک ہیں یا صرف مردوں سے متعلق ہیں اس کے لئے ہماری ہی مطبوعہ کتاب ''مردوں کے تین سو فقہی مسائل'' کا مطالعہ کیا جائے۔

ترتیب سے متعلق حتی الوسع ہر امر میں تصحیح کا پورا خیال رکھا گیا ہے، تاہم آپ سے گزارش ہے کہ اگر کہیں آپ عبارت میں یا مسئلہ میں سقم محسوس کریں تو متنبہ فرما دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔ نیز اگر مزید بہتری کی کوئی صورت آپ کے ذہن میں ہو تو اپنے مفید مشورے سے ناشر کے پتہ پر ضرور نوازیے، تاکہ خوب سے خوب تر کا سفر جاری رکھا جا سکے۔

آخر میں اللہ جل جلالہ عم نوالہ سے دعاء ہے کہ وہ ہمارے بھائیوں، بہنوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور انہیں ہدایت دے کہ وہ دین حنیف کے راستے کو چھوڑ کر دوسری راہوں پر نہ چلیں، اور زندگی کے ہر مرحلے میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی پیروی کریں۔

دعا: اے اللہ! اس کتاب کے پڑھنے والوں کے دلوں میں تو اپنی اطاعت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ پیدا فرما دے، اور جو کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں انہیں معاف فرما دے۔

اے اللہ! ہر اس شخص کو اپنے خزانوں سے بہترین بدلہ عطا فرما، جس نے اس کتاب کی تدوین و اشاعت میں کسی طور پر حصہ لیا ہو اور اے اللہ! مرتبین کی اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

طالب رحمت پروردگار

محمد حنیف عبدالمجید زمزمی ...... گلشن اقبال کراچی

کتاب العقائد

ایمان وعقائد درست ہوئے بغیر انسان کا کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی بنی نوع انسان کے عقائد کو صحیح و درست کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ہستیوں کے سلسلے کو ساری و جاری فرمایا، گویا کہ عقائد کا درست ہونا ہی اسلام کی بنیادی حیثیت ہے تو اس سے متعلق مسائل غور سے سنیے۔

تقدیر کیا ہے؟

سوال: میرے ذہن میں تقدیر یا قسمت کے متعلق بات اس وقت آئی جب ہمارے نویں یا دسویں کے استاد نے کلاس میں یہ ذکر چھیڑا، انہوں نے کہا کہ ہر انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے۔ اگر خدا ہماری تقدیر بناتا تو پھر جنت و دوزخ چہ معنی دارد؟ مطلب یہ کہ ہم جو برے کام کرتے ہیں اگر وہ خدا نے ہماری قسمت میں لکھ دیئے ہیں تو ہمارا ان سے بچنا محال ہے، پھر دوزخ اور جنت کا معاملہ کیوں اور کیسے؟ میرے خیال میں تو انسان خود اپنی تقدیر بناتا ہے۔

میں نے اپنے ایک قریبی دوست سے اس سلسلے میں بات کی تو اس نے بتایا کہ خدا نے بعض اہم فیصلے انسان کی قسمت میں لکھ دیئے ہیں، باقی چھوٹے چھوٹے فیصلے انسان خود کرتا ہے، اہم فیصلوں سے مراد بندہ بڑا ہو کر کیا کرے گا۔ کہاں کہاں پانی پئے گا وغیرہ، لیکن انسان اپنی صلاحیت اور قوت فیصلہ کی بنیاد پر ان فیصلوں کو تبدیل بھی کر سکتا ہے۔

آپ نے کچھ احادیث وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں، آپ نے اس کے ساتھ

کوئی وضاحت نہیں دی صرف یہ کہہ دینا کہ "قسمت کے متعلق بات نہ کریں" میری رائے میں تو کوئی بھی اس بات سے مطمئن نہیں ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات کہی تو انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ "سابقہ قومیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ وہ تقدیر کے مسئلے پر الجھے تھے، اب ذرا آپ اس بات کی وضاحت کردیں تو شاید دل کی تشفی ہو جائے؟

جواب: جان برادر۔ السلام علیکم! اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی اچھی بری چیز صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ، قدرت، مشیت اور علم سے وجود میں آئی ہے، بس میں اتنی بات جانتا ہوں کہ ایمان بالقدر کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا، اس کے آگے یہ کیوں، وہ کیوں؟ اس سے میں معذور ہوں۔

تقدیر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اس کو انسانی عقل کے ترازو سے تولنا ایسا ہے کہ کوئی عقل مند سونا تولنے کے کانٹے سے "ہمالیہ" کا وزن کرنا شروع کردے، عمریں گزر جائیں گی مگر یہ مدعا عنقا رہے گا۔

ہمیں کرنے کے کام کرنے چاہئیں تقدیر کا معمہ کسی سے حل نہیں ہوا ہے۔ بس سیدھا سا ایمان رکھئے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز اس کی تخلیق سے وجود میں آئی ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے اختیار و ارادہ عطا کیا ہے مگر یہ اختیار مطلق نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے دریافت کیا کہ انسان مختار ہے یا مجبور؟ فرمایا، پاؤں اٹھاؤ، اس نے اٹھا لیا، فرمایا دوسرا بھی اٹھاؤ، بولا: حضور! جب تک پہلا قدم زمین پر نہ رکھوں دوسرا نہیں اٹھا سکتا، فرمایا بس انسان اتنا مختار ہے، اور اتنا مجبور، بہر حال میں اس مسئلہ میں زیادہ قیل وقال سے معذور ہوں اور اس کو بربادی ایمان کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔[1]

فائدہ: قضا و قدر کا مسئلہ بلاشبہ مشکل اور نازک مسئلہ ہے، لہٰذا مؤمن کو چاہئے

۱؎ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ ص ۱۷۴، ص ۱۷۵

کہ اگر یہ مسئلہ اس کی سمجھ میں نہ آئے تو بحث اور حجت نہ کرے بلکہ اپنے دل و دماغ کو اس پر مطمئن کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق و مصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ کو اسی طرح بیان فرمایا ہے، لہٰذا ہم اس پر ایمان لائے۔ تقدیر کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے اس کو نازک اور مشکل ہونا ہی چاہئے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ اسی دنیا کے بہت سے معاملات اور بہت سے رازوں کو ہم میں سے بہت سے نہیں سمجھ سکتے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ایک حقیقت بیان فرما دی (جس کا پوری طرح سمجھ لینا سب کے لئے آسان نہیں) تو جن لوگوں کو سمجھ نہ آئے ان کے لئے بھی ایمان لانے کے بعد صحیح طریقہ کار یہی ہے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی بحث اور کٹ حجتی نہ کریں، بلکہ اپنی عقل اور ذہن کی نارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر ایمان لائیں۔[1]

شرک کی تفصیل

سوال: شرک کے معنی کیا ہیں؟ کیا خدا کا بیٹا پوتا یا ایک خدا کے بجائے دو خدا ماننا ہے؟ یا اس کے علاوہ اور کچھ باتیں شرک کی ہیں، یا پھر کون کون سی باتیں شرک ہیں بالتفصیل تحریر کریں؟

جواب: خدائے پاک اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اس کے مثل اور کوئی ذات ماننا یہ شرک ہے، اس کی صفات کے مثل کسی میں صفات ماننا یہ شرک ہے، جو کام صرف اس کے لئے کئے جائیں وہ کسی اور کے لئے کرنا شرک ہے، مرادیں صرف اسی سے مانگی جاتی ہیں کسی اور سے مانگنا شرک ہے، خدا کا بیٹا پوتا ماننا ایک خدا کے بجائے دو یا زیادہ خدا ماننا یہ بھی شرک ہے۔[2]

۱؎ معارف القرآن: ج ۲ ص ۱۷۴

۲؎ فتاویٰ محمودیہ، کتاب الایمان: ج ۱۴، ص ۵۳

بہشتی زیور میں بہت سی مثالیں اس کی موجود ہیں مثلاً کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو اچھا جاننا، کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی، اولاد وغیرہ کسی کے مر جانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا خدا کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کے لئے بس یہی تھا خدا کو ایسا نہ چاہئے تھے۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا۔ خدا اور رسول کے حکم کو برا سمجھنا، اس میں عیب نکالنا، کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے وغیرہ وغیرہ یہ بھی شرک ہے۔[1]

لہٰذا شرک ایک ناقابل معافی گناہ ہے اس کے ماسوا ہر گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں مگر شرک کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتے ہیں۔

چنانچہ حدیث قدسی ہے:

﴿یابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً﴾[2]

ترجمہ: ”اے آدم کے بیٹے! اگر تم زمین بھر گناہ لے کر آؤ گے اس حال میں کہ تم نے شرک نہ کیا ہو تو میں تمہارے زمین بھر گناہوں کو مغفرت میں بدل دوں گا۔“

ضروریات دین کی تفصیل

سوال: ضروریات دین کتنی چیزوں کو کہتے ہیں؟

جواب: ضروریات دین ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] بہشتی زیور حصہ اول ج ۱ ص ۴۹

[2] مشکوٰۃ باب الاستغفار الفصل ثانی ص ۲۰۴

دین سے ہونا قطعی اور یقینی ہو اور حد تواتر و شہرت عام تک پہنچ چکا ہو، حتیٰ کہ عوام بھی جانتے ہوں کہ یہ چیزیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے ہیں۔ جیسے توحید، رسالت، ختم نبوت، حیات بعد الموت، سزا و جزا، اعمال نماز، زکوٰۃ کی فرضیت، شراب اور سود کی حرمت۔[1]

فطرت کی تشریح

سوال: فطرت دین کے کیا معنی ہیں؟

جواب: انسان میں پیدائشی صلاحیت و اہلیت کہ وہ بغیر کسی ماحول کے اثر کے دین اسلام کی چیزوں کو قبول کرلے۔[2]

انتقال شوہر پر چوڑیاں توڑنا

سوال: عورتیں اپنے خاوند کے جنازہ پر چوڑیاں توڑتی ہیں کیا حکم ہے؟

جواب: چوڑیاں توڑ کر ضائع کرنا غلطی ہے، اتار کر رکھ لیں، جب عدت ختم ہو جائے پھر پہن لیں۔[3]

ماں کا دودھ بخشنا

سوال: رواج ہے کہ کمسن دودھ پیتے بچے کی وفات پر ماں معصوم بچے کو دودھ بخشتی ہے، اس کی اصل کیا ہے اور شرعی حقیقت کس قدر ہے؟

جواب: یہ دودھ بخشنا شرعاً بے اصل ہے۔[4]

---

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الایمان: ج ۱۴، ص ۵۶

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الایمان: ج ۱۴، ص ۵۶

[3] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲، ص ۴۰۸

[4] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲، ص ۴۰۸

کیا شوہر کو بندہ کہنا شرک ہے

سوال: بعض مقامات میں "شوہر" کو بندہ کہا جاتا ہے، مثلاً کہتے ہیں: "شاہد راحلہ کا بندہ ہے"، اسی طرح کسی عورت سے اس کے شوہر کے متعلق پوچھا جائے کہ یہ کون ہے؟ وہ کہتی ہے یہ میرا بندہ ہے۔ واضح فرمائیں کسی انسان کو عورت کا بندہ کہنا درست ہے؟

جواب: اس محاورہ میں "بندہ" سے مراد شوہر ہونا ہے اس لئے یہ شرک نہیں ہے۔[1]

نیک عورت جنتی حوروں کی سردار ہوگی

سوال: جب کوئی نیک مرد انتقال کرتا ہے تو اسے جنت میں ستر حوریں خدمت کے لئے دی جائیں گی، لیکن جب کوئی عورت انتقال کرتی ہے تو اس کو کیا دیا جائے گا؟

جواب: وہ اپنے جنتی شوہر کے ساتھ رہے گی اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی۔ جنت میں سب کی عمر اور قد برابر ہوگا اور بدن نقائص سے پاک ہوگا۔ شناخت حلیہ سے ہوگی، جن خواتین کے شوہر جنتی ہوں گے وہ تو اپنے شوہروں کے ساتھ ہوں گی اور حورعین کی ملکہ ہوں گی اور جن خواتین کا یہاں نکاح نہیں ہوا، ان کا جنت میں کسی سے نکاح کر دیا جائے گا، بہر حال دنیا کی جنتی عورتوں کی جنت کی حوروں پر فوقیت ہوگی۔[2]

عورت سر سے اکھڑے بالوں کو کیا کرے

سوال: جب عورت سر میں کنگھی کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ا ص ۶۳

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ا ص ۳۳۶

نہیں چاہیئے، ان کو اکٹھا کر کے قبرستان میں دبا دینا چاہیئے۔

جواب: عورت کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں اور جو بال کنگھی میں آجاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں، اس لئے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہیئے، بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہیئے، قبرستان میں دبانا کوئی ضروری نہیں۔[1]

مستورات کا نماز ظہر جمعہ سے پہلے نہ پڑھنے کا عقیدہ

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہو جائے مستورات گھروں میں ظہر کی نماز نہ پڑھیں، کیا شرعاً اس کی اصل ہے؟

جواب: اس کی کوئی اصل نہیں ہے غلط ہے۔ (بلکہ نماز جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ سکتی ہے)۔[2]

بیوی کا بدبخت ہونا شوہر کے مرنے کے بعد

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسی عورتیں جو اپنے خاوند کے انتقال کے بعد زندہ رہتی ہیں وہ بدبخت ہیں، اور جو عورتیں خاوند سے پہلے انتقال کر جاتی ہیں، وہ بہت خوش نصیب ہیں؟

جواب: خوش بختی اور بدبختی تو آدمی کے اچھے اور برے اعمال پر منحصر ہوتی ہے، پہلے یا بعد میں مرنے پر نہیں۔[3]

بعض عورتوں کا افطاری میں نمک کھانا

سوال: بعض عورتیں نمک سے افطاری کرتی ہیں اور نمک سے افطار کرنے کو

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۷۳

[2] احسن الفتاوی، باب الجمعة والعیدین: ج ۴ ص ۱۳۸

[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ا ص ۱۸۲

ثواب سمجھتی ہیں، کیا اس طرح نمک سے افطار کرنے کا عقیدہ صحیح ہے؟

جواب: یہ غلط عقیدہ ہے۔[1]

ختم کے بعد کھانا

سوال: اکثر لوگ عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے ایک ایک پارہ قرآن مجید کا ہر شخص کو دے کر پڑھواتے ہیں، یا یتیم خانے کے بچوں کو بلا کر قرآن شریف پڑھوا کر اپنے مرحوم رشتے داروں کو ثواب پہنچاتے ہیں، ایسا کرنا گناہ تو نہیں ہے، یہ بدعت ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ پڑھوانے کے بعد بچوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قرآن کریم پڑھ کر ثواب پہنچانا مفید ہے ہرگز گناہ نہیں، لیکن اس کے لئے یہ صورت اختیار کرنا کہ مجمع اکٹھا کیا جائے یہ ثابت نہیں، یہ کھانا پڑھنے اور ختم کرنے کی اجرت میں آتا ہے جو کہ شرعاً منع ہے۔ فتاویٰ بزازیہ، درالمختار وغیرہ میں اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے، اس کو اجرت کے تحت پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے۔[2]

یٰسٓ شریف کا ختم

سوال: بہت سی عورتیں اپنی ضرورتوں کو پوری کرنے اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے یٰسٓ شریف ۴۱ یا ۷۱ بار پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب کو پہنچا کر اپنے واسطے دعا کر لیتی ہیں، یہ طریقہ بھی جائز ہے کہ نہیں؟

جواب: سورہ یٰسٓ شریف کو ۴۱ یا ۷۱ دفعہ پڑھ کر دعا کرنے کا عمل اگر تجربہ سے مفید ثابت ہو اور اس سے مصائب دور ہو جاتے ہوں تو درست ہے، مصائب دور کرنے

[1] ماخوذ از بہشتی زیور، حصہ سوم: ۱۵

[2] فتاویٰ محمودیہ، باب البدعات والرسوم: ج۱۵ص۲۳

کے لئے اصل عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا اور گناہوں سے پرہیز کرنا نیز سنت کی اشاعت کرنا ہے۔[1]

عورتوں سے بیعت

سوال: عورتوں کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ہاتھ پر کسی نے بیعت نہیں کی، خلفاء راشدین اور بعد کے اکابر اہل اللہ کے یہاں بھی یہ دستور نہیں ملتا، اس لئے عورت کو پیر بنا کر اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے۔[2]

عورت کا شوہر کے پیروں کو چھونا

سوال: کیا بیوی شوہر کے پیر چھو سکتی ہے؟

جواب: تعظیم کے لئے شوہر کے پاؤں چھونا، قرآن پاک کی کسی آیت اور حدیث شریف کی کسی روایت میں نہیں دیکھا، یہ اسلامی تعظیم نہیں غیروں کا طریقہ ہے۔[3]

بیوہ عورت کا زیور پہننا

سوال: بیوہ عورت کا کانچ کی چوڑی اور چاندی سونے کی چوڑی پہننا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں یہ رسم ہے کہ بیوہ عورت کانچ کی چوڑی نہیں پہن سکتی ہے، نیز عورتوں کو چاندی سونے کے زیور کے علاوہ دیگر چیزوں کے زیور پہننا کیسا ہے؟

جواب: بیوہ کو عدت کے بعد زیور کانچ کی چوڑی وغیرہ پہننا سب درست ہے۔

[1] فتاویٰ محمودیہ، باب ما یتعلق بالتعویذ وغیرہ: ج۱۵ص۲۲

[2] فتاویٰ محمودیہ، باب السلوک والاحسان: ج۱۵ص۹۷

[3] فتاویٰ محمودیہ، احکام السلام والتقبیل ج۱۵ص۳۵۳

جس زیور میں کفار وفساق کی مشابہت نہ ہو عورتوں کے لئے وہ سب درست ہے۔[1]

استخارہ کا جائز ہونا فال کا ناجائز ہونا

سوال: کیا استخارہ کرنا کسی بھی کام کرنے سے پہلے اور فال کھلوانا شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟

جواب: سنت طریقے کے مطابق استخارہ تو مسنون ہے، حدیث میں اس کی ترغیب آئی ہے اور فال کھلوانا ناجائز ہے۔[2]

نظر بد سے حفاظت کے لئے سیاہ دھاگا باندھنا

سوال: بچے کی پیدائش پر مائیں اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لئے اس کے گلے یا ہاتھ کی کلائی میں کالے رنگ کی ڈوری باندھ دیتی ہیں، یا بچے کے سینے یا سر پر کاجل سے سیاہ رنگ کا نشان لگا دیا جاتا ہے تاکہ بچے کو بری نظر نہ لگے، کیا یہ فعل درست ہے؟

جواب: یہ محض توہم پرستی ہے۔[3]

منگل اور جمعہ کے دن کپڑے دھونا

سوال: اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ اور منگل کو کپڑے نہیں دھونا چاہئیں، ایسا کرنے سے رزق (آمدنی) میں کمی واقع ہو جاتی ہے؟

جواب: بالکل غلط، توہم پرستی ہے۔[4]

---

۱ فتاویٰ محمودیہ، احکام فیما یتعلق باستعمال الذھب والفضۃ: ج۱۳ص۳۸۹

۲ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ص۳۶۳

۳ ایضاً: ج۱ص۳۷۲

۴ ایضاً: ج۱ص۳۷۲

عصر و مغرب کے درمیان مردے کا کھانا کھانا

سوال: کیا عصر کی نماز سے مغرب کی نماز کے دوران کھانا نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس وقت مردے کھانا کھاتے ہیں؟

جواب: عصرت و مغرب کے درمیان کھانا پینا جائز ہے، اور اس وقت مردوں کا کھانا جو آپ نے لکھا ہے وہ فضول بات ہے۔[1]

شیطان کو نماز سے روکنے کے لئے جائے نماز کا الٹنا

سوال: شیطان مسلمانوں کو عبادت سے روکنے کے لئے وسوسوں کے ذریعے بہکاتا ہے اور خود عبادت کرتا ہے، اس کو عبادت سے روکنے کے لئے ہم نماز کے بعد جائے نماز کا کونا الٹ دیتے ہیں، اس طرح عبادت سے روک دینے کے عمل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: اس سوال میں آپ کو دو غلط فہمیاں ہوئی ہیں، ایک یہ کہ شیطان دوسروں کو عبادت سے روکتا ہے مگر خود عبادت کرتا ہے، شیطان کا عبادت کرنا غلط ہے، عبادت تو حکم الٰہی بجالانے کا نام ہے جب کہ شیطان حکم الٰہی کا سب سے بڑا نافرمان ہے، اس لئے یہ خیال کہ شیطان عبادت کرتا ہے بالکل غلط ہے۔

دوسری غلطی یہ کہ مصلّی کا کونا الٹنا شیطان کو عبادت سے روکنے کے لئے ہے، یہ قطعاً غلط ہے، مصلّی کا کونا الٹنے کا رواج تو اس لئے ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلاضرورت جائے نماز بچھی نہ رہے اور وہ خراب نہ ہو، عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر جائے نماز نہ الٹی جائے تو شیطان نماز پڑھتا ہے، یہ بالکل مہمل اور لایعنی بات ہے۔[2]

---

۱ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ص۳۷۳

۲ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ص۳۷۴

کسی بھی نقصان پر نحوست کا عقیدہ رکھنا

سوال: جب کسی شخص کو کس کام میں نقصان ہوتا ہے، یا کسی مقصد میں ناکامی ہوتی ہے تو وہ یہ جملہ کہتا ہے کہ ”آج صبح سویرے نہ جانے کس منحوس کی شکل دیکھی تھی“، جب کہ انسان صبح سویرے بستر پر آنکھ کھلنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی شکل دیکھتا ہے، تو کیا گھر کا کوئی آدمی اس قدر منحوس ہو سکتا ہے کہ صرف اس کی شکل دیکھ لینے سے سارا دن نحوست میں گزرتا ہے؟

جواب: اسلام میں نحوست کا تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے۔[1]

کٹے ہوئے ناخن پتلیوں کا پھڑکنا اور کالی بلی کے راستہ کاٹنے کا عقیدہ

سوال:

۱ بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر کاٹا ہوا ناخن کسی کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس نے ناخن کاٹا ہے) دشمن بن جاتا ہے؟

۲ جناب کیا پتلیوں کا پھڑکنا کسی خوشی یا غمی کا سبب بنتا ہے؟

۳ اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو کیا آگے جانا خطرے کا باعث بن جائے گا؟

جواب: یہ تینوں باتیں محض توہم پرستی کے زمرے میں آتی ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔[2]

اسلام میں بدشگونی کا تصور

سوال: عام خیال یہ ہے کہ اگر کبھی دودھ وغیرہ گر جائے، یا پھر طاق اعداد مثلاً ۳،

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ ص ۳۷۵

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ ص ۳۷۶

۵، ۷ وغیرہ، یا پھر اسی طرح دنوں کے بارے میں جن میں منگل، بدھ، ہفتہ وغیرہ آتے ہیں انہیں مناسب نہیں سمجھا جاتا، عام زبان میں بدشگونی کہا جاتا ہے، تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بدشگونی کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: اسلام میں نحوست اور بدشگونی کا کوئی تصور نہیں، یہ محض توہم پرستی ہے، حدیث شریف میں بدشگونی کے عقیدہ کی تردید فرمائی گئی ہے، سب سے بڑی نحوست انسان کی اپنی بدعملیاں اور فسق و فجور ہے، جو آج مختلف طریقوں سے گھر گھر میں ہو رہا ہے الا ماشاء اللہ، یہ بدعملیاں اور نافرمانیاں خدا کے قہر اور لعنت کی موجب ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔[1]

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا

سوال: محرم، صفر اور شعبان میں چونکہ شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے علاوہ بڑے سانحات ہوئے، ان کے اندر شادی کرنا نامناسب ہے، اس لئے کہ شادی ایک خوشی کا سبب ہے اور ان سانحات کا غم تمام مسلمانوں کے دلوں میں ہوتا ہے، اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ ان مہینوں میں کی جانے والی شادیاں کسی نہ کسی سبب سے رنج و غم کا باعث بن جاتی ہیں، اس میں کسی عقیدے کا کیا سوال؟

جواب: ان مہینوں میں شادی نہ کرنا اس عقیدے پر مبنی ہے کہ یہ مہینے منحوس ہیں، اسلام اس نظریہ کا قائل نہیں، محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی، مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس مہینے میں عقد نکاح ممنوع ہو گیا، ورنہ ہر مہینے میں کسی نہ کسی شخصیت کا وصال ہوا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی بزرگ تر تھے، اس سے یہ لازم آئے گا کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے کسی میں بھی نکاح

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ ص ۳۵۸

نہ کیا جائے، پھر شہادت کے مہینے کو سوگ اور نحوست کا مہینہ سمجھنا بھی غلط ہے۔[1]

مہینوں کو منحوس سمجھنا

سوال: اسلام میں نحوست منحوس وغیرہ نہیں، جب کہ ایک حدیث ماہ صفر کو منحوس قرار دے رہی ہے، حدیث کا ثبوت اس کاغذ سے معلوم ہوا جو کہ کراچی میں بہت تعداد کے ساتھ بانٹے گئے ہیں؟

جواب: ماہ صفر منحوس نہیں، اسے تو "صفر المظفر" اور "صفر الخیر" کہا جاتا ہے۔ یعنی کامیابی اور خیر و برکت کا مہینہ، ماہ صفر کی نحوست کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں، اس سلسلے میں جو پرچے بعض لوگوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔[2]

عصر کے بعد جھاڑو دینا اور چپل کے اوپر چپل رکھنا

سوال: ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ:

1. عصر کی اذان کے تھوڑی دیر بعد جھاڑو نہیں دینا چاہیے۔
2. چپل کے اوپر چپل نہیں رکھنی چاہیے۔
3. جھاڑو کھڑی نہیں کرنی چاہیے۔
4. چارپائی پر چادر لمبائی والی جانب کھڑے ہو کر نہیں بچھانی چاہیے؟

جواب: یہ ساری باتیں شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتیں، ان کی حیثیت توہم پرستی کی ہے۔[3]

۱ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ صـ ۳۶۰
۲ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ صـ ۳۶۱
۳ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ صـ ۳۶۲

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت بدعت حسنہ نہیں

سوال: کافی تحقیق کے بعد بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ صلوٰۃ التسبیح کبھی باجماعت پڑھی گئی ہو، کیا یہ نفل نماز جماعت سے پڑھی جاسکتی ہے، یا اس فعل کو "بدعت حسنہ" میں شمار کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

جواب: حنفیہ کے نزدیک نوافل کی جماعت مکروہ ہے جب کہ مقتدی تین یا زیادہ ہوں، یہی حکم "صلاۃ التسبیح" کا ہے اس کی جماعت بدعت حسنہ نہیں، بلکہ بدعت سیئہ ہے۔[1]

جمعرات کے دن یا چالیس روز تک روحوں کا گھر آنا

سوال: کیا ہر جمعرات کو گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں؟ اور کیا مرنے کے بعد چالیس دن تک روح گھر آتی ہے؟

جواب: جمعرات کو روح کے آنے کا عقیدہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ اس کا کوئی دوسرا شرعی ثبوت ہے، اسی طرح روحوں کا چالیس دن تک گھر آنے کا خیال غلط (اور من گھڑت) بات ہے۔[2]

تعویذ گنڈے کی شرعی حیثیت

سوال: تعویذ گنڈا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز اس کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کے لئے کیا شرائط ہیں؟

جواب: کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے جو تعویذ گنڈے کئے جاتے ہیں ان کا حکم تو

۱ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ صـ ۸۷
۲ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ صـ ۳۶۰

وہی ہے جو جادو کا ہے کہ ان کا کرنا اور کرانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے، البتہ تعویذ اگر کسی جائز مقصد کے لئے کیا جائے تو جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ اور شرک کی بات نہ لکھی ہو، نیز تعویذ گنڈے کا اثر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے، مگر ان کی تاثیر بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ تعویذ گنڈے کے جواز کی تین شرطیں ہیں:

اول: کسی جائز مقصد کے لئے ہو، ناجائز مقاصد کے لئے نہ ہو۔

دوم: اس کے الفاظ کفر وشرک پر مشتمل نہ ہوں، اور اگر وہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جن کا مفہوم معلوم نہیں تو وہ ناجائز ہے۔

سوم: ان کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے۔[1]

فائدہ: لیکن بہتر یہ ہے کہ تعویذ وغیرہ سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے، البتہ دعائیں خوب مانگی جائیں، ویسے بھی تعویذ تو ان بچوں کے لئے ہوتا ہے جو دعائیں نہیں مانگ سکتے کہ لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیا جائے، جو دعائیں مانگ سکتے ہوں ان کو تو چاہیئے کہ اپنی ہر پریشانی کا حل دعاؤں کے ذریعے تلاش کریں اور اپنے مسائل اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعے حل کروائیں۔ تعویذ کے معنی ہیں "پناہ طلب کرنا" اور ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے بہترین تعویذ ہر فرض نماز کے بعد سورۃ اخلاص، معوذتین[2] اور آیت الکرسی کا پڑھنا ہے، اسی طرح "منزل" نامی کتابچہ جو قرآن کریم کی آیات پر مشتمل ہے جو نظر، جادو، آسیب وغیرہ کے دفع کرنے میں بہت ہی مفید ہے اس کے پڑھنے کا بھی اہتمام کریں اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا تعویذ شریعت کی پابندی ہے۔

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ ص۳۶۵

[2] قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس

نجومی یا پامسٹ کے پاس جانے کا حکم

سوال: نجومی یا دست شناس (پامسٹ) کے پاس جانا اور ان کی باتوں پر یقین رکھنا از روئے شریعت کیسا ہے؟

جواب: ایسے لوگوں کے پاس جانا گناہ اور ان کی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی پنڈت، نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔" مسند احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخصوں کے بارے میں فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے بری ہیں، ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے۔[1]

پتھروں کے اثرات کا عقیدہ رکھنا

سوال: اکثر لوگ مختلف ناموں کے پتھروں کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں پتھر میری زندگی پر اچھے اور فلاں برے اثرات ڈالتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ان پتھروں کو اپنے حالات اچھے اور برے کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ براہ کرم بتائیں کہ شرعی لحاظ سے ایسا یقین رکھنا کیسا ہے؟

جواب: پتھر انسان کی زندگی پر اثرانداز نہیں ہوتے، اس کے نیک یا بدعمل اس کی زندگی کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار ہیں، پتھروں کو اثرانداز سمجھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔[2]

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ ص۳۷۳

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ ص۳۷۷

فائدۃ: یاد رکھیے جب دین کی محنت زندہ ہوتی ہے گھروں، مسجدوں اور بازاروں میں ایمان ویقین کی باتوں کے تذکرے ہوتے رہتے ہیں تو مسلمان کا ایمان، یقین پختہ رہتا ہے، وہ نہ کسی پتھر سے ڈرتا ہے نہ درخت سے، نہ کافروں کے ہجو سے، بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، باقی تمام خوف اس کے دل سے نکل جاتے ہیں، اس لئے ہمیں دین کی محنت کو عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے اور ہمارے لئے اس کام کو آسان فرمائے۔

قبر کو بوسہ دینا

سوال: قبر کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے یا کہ حرام؟

جواب: قبر کو بوسہ دینا بنیت عبادت و تعظیم کفر ہے اور بلا نیت عبادت بوسہ دینا گناہ کبیرہ ہے۔[1]

پردہ کو برا سمجھنا

سوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو پردہ شرعی کا حکم دیا، عورت نے جواب میں کہا کہ میں آخر عمر میں یہ لعنت قبول نہ کروں گی۔ اس عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: لفظ مذکورہ فی السوال کلمہ کفر ہے، اس میں نص صریح سے ثابت شدہ حکم حجاب کا انکار بلکہ اہانت ہے۔[2]

خالہ زاد سے پردہ کو معیوب سمجھنا

سوال: خالہ ماموں پھوپھی اور چچا کے لڑکوں سے پردہ کو برا سمجھنے والے کا شرعاً

[1] احسن الفتاویٰ، کتاب الایمان و العقائد: ج ۱، ص ۳۶
[2] احسن الفتاویٰ، کتاب الایمان و العقائد: ج ۱، ص ۳۹

کیا حکم ہے؟

جواب: خالہ زاد وغیرہ سے پردہ فرض ہے اور شرعاً کسی حکم کو برا سمجھنا کفر ہے۔[1]

صفر کے آخری بدھ میں عمدہ کھانا پکانا

سوال: ماہ صفر پر آخری بدھ کو بہترین کھانا پکانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفاء ہوئی تھی اس خوشی میں کھانا پکانا چاہیئے، یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: یہ غلط اور من گھڑت عقیدہ ہے، اس لئے ناجائز اور گناہ ہے۔[2]

روزہ کشائی کی رسم

سوال: ہماری طرف یہ رواج ہے کہ جب بچے کو پہلا روزہ رکھواتے ہیں تو افطار کے وقت اس کے گلے میں ہار ڈالتے ہیں، اور ایک یا دو دیگ کھانا پکا کر دوست واحباب اور رشتہ داروں کو کھلاتے ہیں، اور مسجد میں افطار کے لئے کھانا بھیجا جاتا ہے۔ تو کیا ایسے کھانے کا ثبوت کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور طریقہ مذکورہ جائز ہے؟ کھانا بھی جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس رسم کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، اس کو ثواب سمجھ کر کرنا دین میں اپنی طرف سے زیادتی کرنے کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے، بلکہ ثواب نہ بھی سمجھے تو بھی اس کا ترک لازم ہے، کیونکہ یہ ایسی رسم بن چکی ہے جس کی قباحت اہل عقل پر ظاہر ہے۔[3]

[1] احسن الفتاویٰ، کتاب الایمان و العقائد ج ۱، ص ۵۴
[2] احسن الفتاویٰ، باب ردّ البدعات: ج ۱، ص ۳۶۰
[3] احسن الفتاویٰ، باب ردّ البدعات: ج ۱، ص ۳۷۰

چیلوں کو گوشت پھینکنا

سُؤال: کسی بیمار کی طرف سے بکرا صدقہ کرنا اور اس کا گوشت چیلوں کو پھینکنا کہ جلد آسانی سے روح نکل جائے، یا خدا صدقہ کی برکت سے شفا عطاء فرمائے، جائز ہے یا نہیں؟

جَواب: یہ جہاں کی خرافات میں سے ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اس قسم کے ٹونے ٹوٹکے ہندوؤں سے لئے گئے ہیں اس کا بہت گناہ ہے۔

البتہ مطلق صدقہ سے آفت ٹلتی ہے، اور صدقہ بصورت نقد زیادہ افضل ہے، یعنی کچھ رقم کسی مسکین کو دے دی جائے یا کسی کارِ خیر میں لگا دی جائے۔[1]

بیماری سے شفاء کے لئے بکرا ذبح کرنا

سُؤال: بیمار شخص کی طرف سے بکرا ذبح کرنا گوشت فقیروں کو تقسیم کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں، کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے اس بیمار پر رحم کرے یا آسانی سے جلد روح نکل جائے، اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر جائز ہے تو جانور کی عمر اور رنگ کی بھی کوئی تخصیص ہے یا جیسا ہو ویسا ہی جائز ہوگا؟

جَواب: آفات اور بیماری سے حفاظت کے لئے صدقہ و خیرات کی ترغیب آئی ہے، مگر عوام کا اعتقاد اس بارے میں یہ ہو گیا ہے کہ کسی جانور کا ذبح کرنا ہی ضروری ہے جان کا بدلہ جان سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ عوام کی خود ساختہ بدعت ہے۔ اگر کوئی یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو بھی اس میں چونکہ اس عقیدے اور بدعت کی تائید ہے لہٰذا ناجائز ہے اور کسی قسم کا صدقہ و خیرات کر دے۔ شریعت میں

[1] احسن الفتاوی، باب ردّ البدعات: ج ۱، ص ۳۶۶

قربانی اور عقیقہ کے سوا اور کہیں بھی جانور کا ذبح کرنا ثابت نہیں ہے، یہ غلط عقیدہ اچھے اچھے دیندار لوگوں میں بھی پایا جاتا ہے اس سے پرہیز ضروری ہے۔[1]

کونڈوں کی حقیقت

سُؤال: ۲۲ رجب کو کونڈا کرنے کی رسم کا کیا حکم ہے۔ اور شریعت میں اس کی کیا اصل ہے؟

جَواب: کونڈوں کی مروج رسم دشمنانِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے،

۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے، ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی، اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے، جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ مسلمانوں سے مضطرب و خائف تھے، اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اس جگہ یہ شیرینی کھا لیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے۔ اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔

جب اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا

[1] احسن الفتاوی، باب ردّ البدعات: ج ۱، ص ۳۶۷

ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں، بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کریں اس سے بچانے کی کوشش کریں۔[1]

۱؎ احسن الفتاویٰ، باب ردّ البدعات: ج۱ ص۳۶۷

کتاب الطہارۃ

ایمان لانے سے بندہ خود کو روحانی غلاظتوں سے بچا لیتا ہے، لیکن جب وہ غسل اور وضو کرتا ہے تو وہ خود کو ظاہری گندگیوں سے بھی بچا لیتا ہے، کیونکہ جب آدمی پاک باز رہتا ہے تو اس کے دل میں برے خیالات نہیں آتے۔

معلوم ہوا ظاہری صفائی روحانی پاکیزگی کی بھی علامت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَان"

صفائی ستھرائی ایمان کا جز ہے۔[1]

تب ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾[2]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

لہٰذا ہمیں روحانی پاکیزگی کے حصول کے لئے جسمانی صفائی کی طرف خوب توجہ دینی چاہیے، اس سے ایک تو ہمارے خیالات پاکیزہ رہیں گے، دوسرا رحمت الٰہی کے حصول کا باعث بھی بنے گا۔

اب طہارت جس کے معنی پاکی کے ہیں اس سے متعلق ضروری باتیں سمجھ لیجیے۔

ناخن پالش کا طہارت سے مانع ہونا

سوال: اس دور میں عورتیں جو ناخن پالش لگاتی ہیں، کیا اس کا لگانا جائز ہے یا

۱؎ مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء: ج۱ ص۱۱۸

۲؎ سورۂ بقرہ آیت ۲۲۲

ناجائز؟

جواب: ایسی تزئین حرام ہے جو شرعی فرائض کی صحت سے مانع ہو، جو چیز بدن تک پانی پہنچنے سے مانع ہو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو اور غسل نہ ہوگا۔ (جتنی بھی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں ساتھ ساتھ توبہ بھی)۔[1]

سبیلین سے نکلنے والی رطوبت کا حکم

سوال: بوقت وظیفہ زوجیت جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں؟ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ نیز جس کپڑے کو وہ رطوبت لگ جائے بغیر دھوئے اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: رطوبت جو جسم مخصوص عورت سے بوقت ہم بستری نکلے نجس غلیظہ ہے۔[2] جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔

دھوپ میں سکھائے ہوئے ناپاک کپڑے کا حکم

سوال: کہا جاتا ہے کہ نئے یا پرانے کپڑے کو حیض کے دنوں میں استعمال کرنے کے بعد دھوپ میں سکھانے کے بعد وہ پاک ہو جاتے ہیں؟

جواب: اگر ناپاک ہو گئے تھے تو صرف دھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوں گے، ورنہ (سکھانے کی) ضرورت نہیں، کیونکہ حیض کے ایام میں پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے سوائے اس کپڑے کے جس کو نجاست لگ گئی ہو۔[3]

---

[1] احسن الفتاوی: ج۲، ص۳۶
[2] فتاوی دارالعلوم دیوبند باب فی الانجاس وتطہیرھا: ج۱، ص۳۱۴
[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۲ ص۸۸

کپڑوں پر ناپاک چھینٹوں کے پڑنے کا حکم

سوال: اگر پاک کپڑے پہن کر ناپاک کپڑے دھوئیں جائیں تو کیا ناپاک کپڑوں کے چھینٹوں سے پاک کپڑے ناپاک ہو جائیں گے؟

جواب: ناپاک چھینٹوں سے کپڑے ضرور ناپاک ہوں گے۔[1]

ناپاک چربی والا صابن

سوال: مردار اور حرام جانوروں کی چربی کے صابن سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے، نمازیں وغیرہ درست ہیں؟

جواب: ایسے صابن کا استعمال کرنا جس میں یہ چربی ڈالی گئی ہو جائز ہے۔ کیونکہ صابن بن جانے کے بعد اس کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔[2]

شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم

سوال: شیر خوار (دودھ پیتا بچہ) اگر کپڑوں پر پیشاب کر دے تو کپڑوں کو دھونا چاہیے یا کہ ویسے پانی گرا دینے سے صاف ہو جائیں گے؟

جواب: بچے کا پیشاب ناپاک ہے، اس لئے کپڑے کا پاک کرنا ضروری ہے، اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہا دیا جائے کہ اتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔[3]

عورتوں کے لئے ڈھیلے سے استنجاء کرنا

سوال: استنجاء کے وقت ڈھیلے کا استعمال کرنا عورتوں کے لئے ضروری ہے یا

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۲، ص۸۹
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۲، ص۹۱
[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۲، ص۸۵

نہیں؟

جواب: پیشاب کے بعد استنجاء کے لئے عورتوں کو مردوں کے مثل مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں، استنجاء کے دوسرے احکام مرد و عورت کے درمیان مشترک ہیں۔[1]

حاملہ کا برہنہ حالت میں کنویں میں گرنے کا حکم

سوال: حاملہ عورت جس کا حمل تقریباً آٹھ ماہ کا ہے، اسی عرصہ میں بچہ پیٹ میں مرگیا جس کے صدمہ سے وہ زیادہ بیمار ہوگئی ہے، بعد ازیں اس کو رات میں دردِ زہ شروع ہوا، وہ برہنہ حالت میں کنویں میں گر پڑی، معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال لی گئی۔ ایسی حالت میں کنواں کس طریقہ پر پاک ہوگا؟

جواب: عورت کے گرنے اور زندہ نکال لینے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا۔[2]

چھاتی پر بچہ کی قے کے دودھ لگ جانے کا حکم

سوال: چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا، پھر بچہ نے چوس لیا تو کیا پاک ہوگا؟

جواب: چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہوگیا۔[3]

نجس مہندی کے لگانے کا حکم

سوال: کسی عورت نے نجس مہندی لگائی اب اس نجس مہندی کو کس طرح پاک کیا جائے؟

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الطہارۃ، فصل فی الاستنجاء: ج ۴، ص ۵۳

[2] کفایت المفتی، کتاب الطہارۃ: ج ۲، ص ۲۳۶

[3] بہشتی زیور، حصہ دوم: ص ۴

جواب: نجس مہندی ہاتھوں، پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے، رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔[1]

نجس تیل سر میں ڈالنے کے بعد پاکی کا طریقہ

سوال: نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا، تو سر اور بدن کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟

جواب: نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، صابن لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے۔[2]

[1] بہشتی زیور، حصہ دوم: ص ۵

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۵

باب الوضو

١ وضوء انسان کو ظاہری و باطنی گناہ اور سستی چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے اور جب بغیر وضوء کے انسان نماز پڑھنا شروع کرتا ہے تو اس کے اندر ایک قسم کی غفلت موجود رہتی ہے، یہی غفلت اسے دنیاوی خیالات و پریشانیوں میں لے جاتی ہے، اب جب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے جارہا ہے تو اسے خوب چاق و چوبند اور چستی کے ساتھ حاضر ہونا ہے اور اس میں یہ چستی وضوء پیدا کرتا ہے۔

٢ جدید میڈیکل سائنس اور مشاہدہ و تجربہ سے یہ بات مزید پختہ ہوگئی ہے کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد بدن کے مختلف حصوں سے خارج ہوتے رہتے ہیں وہ مواد ہاتھ پاؤں یا منہ و سر میں آکر ٹھہر جاتے ہیں، اور مختلف قسم کے پھوڑے پھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں، ایسے میں بدن کے مختلف حصوں کے ان اعضاء کو دھونے سے وہ زہریلے مادے یا تو دور ہو جاتے ہیں یا جسم کے اندر ہی ان کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے، یا پھر بدن سے نکل جاتے ہیں۔

٣ جو شخص ظاہر و باطنی نظافت کا پابند ہو اسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [1]

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ (صفت) لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔“

٤ پاکیزگی رہنے سے نیک اعمال کی ادائیگی کی زیادہ توفیق ملتی ہے۔

٥ گناہ و سستی سے جو روحانی نور چہرہ و جسم کے مختلف حصوں سے ختم ہو چکا ہوتا

[1] سورۂ بقرہ آیت ٢٢٢

ہے وہ دوبارہ لوٹ آتا ہے، اور یہی روحانی نور وضوء میں دھوئے جانے والے اعضاء میں قیامت کے دن چمکنے لگیں گے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

﴿إِنَّ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ﴾

ترجمہ: ”قیامت کے دن میری امت اس حال میں آئے گی کہ وضوء کے آثار سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے، اس لئے تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھائے۔“ [1]

٦ ہمیشہ باوضوء رہنے سے انسان فرشتے کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان دور بھاگتا ہے۔

٧ اب وضوء میں جس ترتیب کا بذریعہ قرآن تعلیم دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان احکام الٰہی کی مخالفت یا گناہ بھی اسی ترتیب سے کرتا ہے۔ اب جس عضو نے احکام الٰہی کی مخالفت میں پہلے حصہ لیا اس کا پہلے دھونا فرض کیا، تاکہ اس کی توبہ پہلے ہو جائے۔ جیسے سب سے پہلے توبہ زبان کی کلی کو مسنون قرار دیا۔ کیونکہ انسان کی زبان احکام الٰہی کی مخالفت میں باقی اعضا سے پہل کر جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ اٰدَمَ فِيْ لِسَانِهٖ“ یعنی بنی آدم کے اکثر گناہ اس کی زبان سے صادر ہوتے ہیں، اسی سے کفر، غیبت، گالم گلوچ، اور ہزاروں قسم کے بے حیا کلمات نکلتے ہیں، اس کے بعد ناک کی صفائی کو مسنون قرار دیا، اس سے دماغی غرور و تکبر سے توبہ ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد چہرے کو دھوئے۔ تاکہ بدنظری چھوٹ جائے، پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا جائے تاکہ گناہ چھوڑ دیئے جائیں، پھر سر کے مسح کے ساتھ کان کے مسح کا بھی

[1] مسند احمد بن حنبل: ج ٢ صفحہ ٤٠٠

حکم دیا گیا کیونکہ کان بلا ارادہ بھی بہت سی آواز پکڑتے ہیں، پھر گردن کے مسح کا حکم ہوا تاکہ آئندہ اس سے سرکشی نہ ہو، اب سب سے آخر میں پاؤں کے دھونے کو ضروری قرار دیا، وجہ یہ ہے کہ سب سے آخر میں منصوبے پر یہی عمل کراتا ہے، کیونکہ آنکھ دیکھتی ہے، زبان بات کرتی ہے، ہاتھ حرکت کرتے ہیں کان سنتے ہیں، پھر سب کے بعد پاؤں چلتے ہیں اور تین بار دھونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان پختہ ارادہ کرتا ہے کہ آئندہ ایسا گناہ مجھ سے سرزد نہیں ہوگا اور میں پچھلے گناہ کی توبہ کرتا ہوں۔

اب وضوء سے متعلق ضروری مسائل پڑھیے۔

بدون نیت نہانے سے وضوء ہو جائے گا

سوال: بغیر کسی نیت کے یونہی نہا لیا جائے، یا سمندر میں تیر لیا جائے تو کیا وضوء خود بخود ہو جائے گا؟ اگر ہو جائے گا تو کیا سر کا مسح بھی ہو جائے گا؟

جواب: وضوء مع مسح صحیح ہو جائے گا، البتہ بدون نیت کے ثواب نہیں ملے گا۔[1]

خواتین کے لئے مسواک کا حکم

سوال: کیا نماز سے پہلے وضوء میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؟

جواب: مسواک خواتین کے لئے بھی سنت ہے، لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کو برداشت نہ کرسکیں تو ان کے لئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے جب کہ مسواک کی نیت سے اس کا استعمال کریں۔[2]

---

[1] احسن الفتاوی، کتاب الطہارۃ: ج ۲ ص ۹

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۳۲

سرخی، پاؤڈر، کریم لگا کر وضو کرنا

سوال: مروجہ کریم پاؤڈر یا سرخی لگانا کیسا ہے، کیونکہ اس سے ناخن پالش کی طرح کوئی قباحت نہیں کہ وضو کا پانی اندر نہ جائے؟

جواب: ان میں اگر کوئی ناپاک چیز ملی ہوئی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، مگر ناخن پالش کی طرح سرخی کی تہہ جم جاتی ہے اس لئے اس کا اتارنا ضروری ہے۔[1]

ناخنوں میں میل ہونے پر وضو کا حکم

سوال: کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے، اگر ہم میل صاف کئے بغیر وضوء کریں تو وہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: وضوء ہو جائے گا، مگر ناخن بڑھانا خلاف فطرت ہے۔[2]

وضو کے دوران عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال: کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو حتی الوسع (بقدر استطاعت) سر ننگا نہیں کرنا چاہیئے مگر وضو ہو جائے گا۔[3]

مصنوعی دانت کے ساتھ وضو کا حکم

سوال: مصنوعی دانت لگا کر وضو ہو جاتا ہے یا ان کا نکالنا ضروری ہے؟

جواب: نکالنے کی ضرورت نہیں ان کے ساتھ وضوء درست ہے۔[4]

---

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۴۳

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۴۳

[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۴۳

[4] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۴۳

ناخن پالش اور سرخی پر وضو کا حکم

سوال: جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضوء نہیں ہوتا اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے؟ یا اگر وضوء کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز درست ہے؟

جواب: ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی، لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا، اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہو جائے گا۔ ہاں اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔[1]

مستحاضہ کا ہر فرض نماز کے لئے وضو کا حکم

سوال: استحاضہ (جاری خون) والی عورت کیا ہر فرض نماز کے لئے وضو کرے؟

جواب: استحاضہ والی عورت ہر فرض نماز کے لئے نیا وضو کرے، اور جب تک اس نماز کا وقت رہے اس کا وضو باقی رہے گا بشرطیکہ وضو کو توڑنے والی اور کوئی چیز پیش نہ آئے، اور اس وضو سے اس فرض نماز کے وقت میں جس قدر چاہے فرض، واجب، سنت اور نفل نمازیں اور قضاء نمازیں پڑھ سکتی ہیں۔[2]

محرم عورت کا سر پر بندھے ہوئے رومال پر مسح کرنا

سوال: بعض خواتین حالت احرام میں سر پر رومال باندھتی ہیں، اور وضوء کے وقت رومال نہیں اتارتی بلکہ رومال ہی پر مسح کر لیتی ہے، کیا یہ درست ہے؟

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ صـ۷۷

[2] مسائل غسل: صـ۳۱

جواب: ایسی خواتین کا وضو نہیں ہوتا، لہٰذا وضوء کے وقت رومال سر سے کھول کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے۔[1]

پلستر پر مسح کرنا

سوال: کسی کے پھنسی یا زخم پر پلستر چڑھا ہوا ہے، اگر وہ غسل یا وضو کے وقت اس کو کھول کر دھوئے تو کچھ نقصان نہیں، البتہ جو دوائی لگائی ہوئی تھی، پلستر کو ہٹانے کی وجہ سے وہ باقی نہیں رہے گی، لہٰذا وہ دوا مرض کے لئے مفید ثابت نہ ہوگی یا یہ کہ پھر پلستر (پٹی) نہیں ملے گا یا مہنگا ملے گا تو کیا اس صورت میں پلستر کو ہٹا کر اس عضو کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پلستر کھولنا زخم کے لئے مضر ہو تو پلستر کھول کر اس عضو کا دھونا ضروری نہیں، بلکہ پلستر پر مسح کرنا کافی ہے اور وہ پلستر، پٹی کے حکم میں ہے اور اگر کھولنا مضر نہیں مگر پلستر دوبارہ ملے گا نہیں یا عام مروج قیمت سے زیادہ مہنگا ملے گا یا قیمت تو زیادہ نہیں مگر تنگدستی کی وجہ سے خریدنے پر قدرت نہیں تو مسح جائز ہے۔[2]

پھایہ (سنی پلاسٹ) پر مسح کرنا

سوال: چہرے پر پھنسی یا زخم ہے اس پر انگریزی مرہم کا پھایہ (سنی پلاسٹ) لگا ہوا ہے اس کو ہٹا کر وضو کرے یا پھایہ کے اوپر سے پانی بہائے؟

جواب: اگر زخم کو پانی نقصان پہنچاتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس کے اوپر مسح کرے۔[3]

[1] خواتین کا حج: صـ۴۹

[2] احسن الفتاویٰ، کتاب الطهارة باب المسح على الحيض والجبيرة: ج ۲ ص ۶۴

[3] احسن الفتاویٰ، کتاب الطهارة باب المسح على الحيض والجبيرة: ج ۲ ص ۶۴

باب نواقص الوضو

دانت سے خون نکلنے پر وضو کب ٹوٹتا ہے؟

سوال: اگر دانت سے خون نکلتا ہو اور وضو بھی ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب: اگر اس سے خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔[1]

نکسیر سے وضو کا حکم

سوال: نماز پڑھتے ہوئے نکسیر اگر نکل آئے تو نماز چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے؟

جواب: نکسیر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔[2]

چھاتی سے پانی اور دودھ کے نکلنے پر وضو کا حکم

سوال: اگر چھاتی سے پانی یا دودھ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا، اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔[3]

اسی طرح اگر دودھ عورت کی چھاتی سے نکلے تو بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔[4]

---

۱ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲، ص ۳۷ ۲ آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۳۸

۳ بہشتی زیور، حصہ اول ص ۳۳ ۴ فتاوی دارالعلوم دیوبند، فصل نواقض وضو: ج ۱ ص ۱۲۶

ناخن پر سوکھے ہوئے آٹے کے ساتھ وضو کا حکم

سوال: کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ جائے اس پر وضو کرے تو یہ وضو کرنا درست ہے؟

جواب: اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا جب یاد آئے آٹا دیکھے تو چھڑا کر پانی ڈال دے، اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے اور پھر سے پڑھے۔[1]

مستحاضہ کے وضوء ٹوٹنے کا حکم

سوال: مستحاضہ عورت جس کا خون جاری ہو اس کا وضو کب ٹوٹتا ہے؟

جواب: مستحاضہ عورت کا وضو وقت کے اندر اندر برقرار رہتا ہے، بشرطیکہ وضوء کو توڑنے والی اور کوئی چیز پیش نہ آئے، لیکن جب وقت چلا جائے اور دوسری نماز کا وقت آ جائے تو اب نئے سرے سے وضو کرنا چاہیئے۔[2]

سیلان الرحم (لیکوریا) کا حکم

سوال: عورت کو بیماری کی وجہ سے آگے کی راہ سے پانی کی طرح سفید رطوبت آتی ہے، اسے سیلان الرحم اور ڈاکٹروں کی اصطلاح میں لیکوریا کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ پانی و رطوبت ناپاک ہوتی ہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کپڑے جسم پر لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔[3]

---

۱ بہشتی زیور، حصہ اول: ص ۴۰

۲ مسائل غسل: ص ۳۲

۳ ماخوذ از شامی، باب الانجاس: ج ۱ ص ۳۱۳

باب التیمّم

❶ جب پانی نہ ملے تو مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھنا لازم ہے، گویا مٹی پانی کا قائم مقام ہے اور مٹی کا پانی کے قائم مقام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی اور مٹی کے درمیان بنیادی طور پر اخوت ڈالی ہے، انہی دو چیزوں پر انسان کی زندگی اور بقا کا دارومدار ہے۔ انسان کا اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے چہرے کو خاک میں آلودہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بڑا بھاتا ہے، اب جس چیز میں رب راضی اسی میں انسان کو بھی راضی ہونا چاہیے، اسی وجہ سے اس کا نام تیمم رکھا گیا ہے جس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔ یعنی پانی نہ ملنے کی وجہ سے اب پاک مٹی کا ارادہ کرلے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾[1]

ترجمہ: "پاک مٹی کا ارادہ کرلو۔"

تیمم کے ارکان دو ہیں۔ ایک بار دونوں ہتھیلی زمین پر مار کر اس سے چہرے کا مسح کرنا۔

دوسری بار دونوں ہتھیلی زمین پر مار کر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے ڈھول سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے پچھلے حصے سے شروع کرے اور ہاتھ کے اوپر والے حصے سے مسح کرتا ہوا کہنی پر جا کر ختم کرے اور ہتھیلی کے ڈھول سے ہاتھ کے نچلے حصے کا مسح کرتے ہوئے ہتھیلی پر آکر ختم کرے، اسی طرح بائیں ہاتھ کا مسح دائیں ہتھیلی کے ڈھول سے کریں۔

[1] سورۂ نساء آیت ۴۳

تیمّم کرنے کا طریقہ

سوال: تیمم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دل میں یوں ارادہ کرے کہ میں پاک ہونے کے لئے یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتی ہوں، پھر دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے، پھر جھاڑ دے منہ کومل لیوے، پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر جھاڑ دے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے، چوڑیوں کنگن وغیرہ کا درمیان اچھی طرح ملے، اگر اس گمان میں ناخن برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاوے گی تو تیمم نہ ہوگا، انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے انگلیوں میں خلال کر لیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کرلیں تو تیمم ہوگیا۔[1]

وضوء اور غسل کا تیمّم ایک ہے

سوال: کیا وضو اور غسل کا تیمم ایک ہے؟

جواب: جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے، اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے، ایسے ہی جو عورت حیض ونفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔[2]

پانی نقصان کرے تو تیمّم کا حکم

سوال: بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرے تو تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گی تو بیمار پڑ جائے گی، یا دیر میں اچھی ہوگی، تب بھی تیمم درست ہے، لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان

[1] بہشتی زیور، حصہ اول: ص ۶۸ [2] بہشتی زیور، حصہ اول: ص ۶۹

کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔[1]

غسل نقصان کرے تو تیمّم کا حکم

سوال: اگر غسل کرے تو پانی نقصان کرے اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے، پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لئے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیئے، اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل و وضو دونوں کے لئے کافی ہے۔[2]

بچہ کے مرض کے خطرے کے وقت ماں کو تیمّم کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اکثر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے اور ماں کے مسلسل غسل کرنے کی بناء پر بچہ بیمار ہو جائے گا یا ماں خود بیمار ہو جائے گی ماں نہاتی نہیں ہے تو اس وجہ سے کیا اس کو قرآن پڑھنا جائز ہوگا؟

جواب: اگر بار بار کے غسل سے اس (ماں) کو اپنے یا بچہ کی بیماری کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کرے، پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا کرے، اور تیمم کے بعد تلاوتِ قرآن شریف بھی درست ہے۔[3]

[1] بہشتی زیور، حصہ اوّل: ص ۶۷ [2] بہشتی زیور، حصہ اول: ص ۶۸

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب التیمم: ج ۱ ص ۲۴۰

باب الغسل

غسل کا مسنون طریقہ

سوال: غسل کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کرنے والی کو چاہیئے کہ پہلے دل میں غسل کا ارادہ بھی کرے کہ میں پاک ہونے کے لئے غسل کرتی ہوں پھر گٹے دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی۔ ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہیئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرنا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھو لے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پھر پیر دھوئے۔ اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

پہلے سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیرے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔[1]

عورت کے لئے بال کی جڑ میں پانی پہنچانا

سوال: بحالتِ جنابت عورت کہاں تک نہائے؟

جواب: ضروری ہے کہ سر پر سے پانی ڈالے اور تمام بدن پر پانی بہادے۔ صرف

[1] بہشتی زیور حصہ اول: ص ۶۷

عورت کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر اس کے سر کے بال کی مینڈھیاں گندھی ہوئی ہوں تو ان کا کھولنا ضروری نہیں، بلکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہے، یعنی اس طرح کرے کہ سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ہاتھ سے دبا دے کہ پانی جڑوں میں پہنچ جائے۔[1]

سوال: اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری کا حصہ پاؤ یا نصف یا تہائی حصہ فرج میں داخل ہو جائے اور جوش کے ساتھ منی نکل کر فرج میں داخل ہو جائے، اس صورت میں عورت پر بھی غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: عورت پر غسل واجب نہیں۔[2]

عورت کی شہوت سے منی نکلے تو غسل کا حکم

سوال: مردوں کی طرح عورتوں کو اگر شہوت سے منی نکلے تو ان پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

جواب: غسل فرض ہے۔[3]

عورت کو احتلام ہو جائے تو غسل کا حکم

سوال: عورت کو مرد کی طرح احتلام ہو جائے تو مردوں کی طرح غسل فرض ہے یا نہیں؟

جواب: غسل فرض ہے۔[4]

جنابت کے بعد فوراً حائضہ ہوگئی تو غسل کا حکم

سوال: وظیفہ زوجیت کے بعد بیوی حائضہ ہوگئی، تو اس کی بیوی پر غسلِ جنابت

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل فی فرائض الغسل: ج ا ص ۱۴۱
[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل فی موجبات الغسل: ج ا ص ۱۵۰
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل موجبات غسل: ج ا ص ۱۵۲
[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل موجبات غسل: ج ا ص ۱۵۲

فرض ہے یا نہیں؟

جواب: غسلِ جنابت اس پر فرض نہیں رہا، حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔[1]

مہندی کے رنگ کے ساتھ غسل کا حکم

سوال: خواتین کا یہ کہنا کہ اگر ایام کے دنوں مہندی لگائی جائے تو جب تک حنا کا رنگ مکمل طور پر اتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا کیا یہ درست ہے؟

جواب: عورتوں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ غسل ہو جائے گا۔ غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی کے رنگ کا اتارنا ضروری نہیں۔[2]

عورت کے بچہ پیدا ہونے پر غسل کا حکم

سوال: عورت کا جب بچہ پیدا ہوتا ہے، کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے؟ کیا جب تک غسل نہ کریں اس کا پکایا ہوا کھانا کھانا حرام اور گناہ ہے؟

جواب: حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے، جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اس پر غسل فرض نہیں اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔[3]

بچہ پیدا ہونے کے بعد بالکل خون نہ آئے تو غسل کا حکم

سوال: کسی عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد بالکل خون نہ آئے، غسل کرے یا نہ کرے؟

جواب: بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے، تب بھی جننے کے بعد

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل موجبات الغسل: ج ا ص ۱۵۴
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۵۳
[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۶۰

(احتیاطاً) نہانا واجب ہے۔[۱]

حیض ونفاس میں غسل کا حکم

سُؤال: عورتوں کا جب حیض ونفاس بند ہو تو کیا غسل واجب ہے؟

جَواب: عورتوں کا جب حیض ونفاس کا خون بند ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔[۲]

۱ مسائل غسل: ص۳۳

۲ بہشتی زیور، حصہ اول: ص۷۵

باب الحیض والنفاس

حیض کی تعریف

سُؤال: حیض کسے کہتے ہیں؟

جَواب: صحت مند، بالغ غیر حاملہ عورت کو ہر ماہ آگے کی راہ سے جو معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔[۱]

نفاس کی تعریف

سُؤال: نفاس کسے کہتے ہیں؟

جَواب: بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔[۲]

استحاضہ کی تعریف

سُؤال: استحاضہ کسے کہتے ہیں؟

جَواب: استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو حیض و نفاس کی بیان کردہ تعریف کے خلاف آئے، مثلاً حیض میں تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ آنے والا خون حیض نہیں استحاضہ ہے، اور نفاس میں چالیس روز سے زیادہ آنے والا خون استحاضہ ہے۔[۳]

۱ مسائل غسل: ص۱۷

۲ مسائل غسل: ص۲۹

۳ مسائل غسل: ص۳۶

مدتِ حیض

سوال: حیض کی مدت کیا ہے؟

جواب: کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے، اور دو حیضوں کے درمیان عورت کم از کم پندرہ دن پاک رہتی ہے، یعنی ایک حیض کے بعد کم از کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہیں آتا، اور زیادہ سے زیادہ پاک رہنے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، ممکن ہے کہ کسی عورت کو ساری زندگی حیض نہ آئے۔[1]

مدتِ نفاس

سوال: نفاس کی مدت کیا ہے؟

جواب: زیادہ سے زیادہ نفاس کی مدت چالیس دن ہے اور کم کی کوئی حد نہیں، اگرچہ کچھ دیر آکر خون بند جائے تو بھی وہ نفاس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔[2]

نفاس اور حیض کے درمیان پاکی کی مدت

سوال: نفاس اور حیض کے درمیان پاکی کی مدت کتنی ہے؟

جواب: نفاس اور حیض کے درمیان پاکی کی مدت کم از کم پندرہ دن ہے۔[3]

حالتِ حیض میں ذکر کا حکم

سوال: عورت حیض کی حالت میں ذکر اور تسبیح وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

---

[1] مسائل غسل: ص ۱۷

[2] مسائل غسل: ص ۲۹

[3] مسائل غسل: ص ۲۹

جواب: حالتِ حیض میں تلاوتِ قرآن کے سوا ہر قسم کا ذکر جائز ہے، قرآن کی آیت بھی دعاء کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔[1]

حائضہ پر دم کرنا

سوال: حیض یا نفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔[2]

ایامِ عادت کے بعد خون آنا

سوال: ایک عورت کی عادت مستمرہ یہ ہے کہ ہر مہینہ میں پانچ روز حیض آتا ہے، کبھی کبھی چھٹے دن بھی آجاتا ہے، کبھی تو یہاں تک نوبت آتی ہے کہ نہا دھو کر دو تین نماز پڑھتی ہے پھر خون آجاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانچ دن گزرنے کے بعد جب خون بند ہو جائے تو نماز کے آخر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھے، پھر اگر خون آجائے تو نماز چھوڑ دے۔[3]

ایامِ عادت سے قبل خون بند ہو گیا اس کا حکم

سوال: ایک عورت کو ہمیشہ پانچ روز تک خون آتا تھا اب چوتھے روز بند گیا تو اس کے لئے نماز کا کیا حکم ہے، اور ہمبستری جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نماز روزہ فرض ہے، مگر پانچ روز مکمل ہونے سے قبل ہمبستری جائز نہیں اور نماز کو وقتِ مستحب کے آخر تک موخر کرنا واجب ہے۔[4]

---

[1] احسن الفتاویٰ، باب الحیض: ج ۲، ص ۶۷

[2] احسن الفتاویٰ، باب الحیض: ج ۲، ص ۶۸

[3] احسن الفتاویٰ، باب الحیض: ج ۲، ص ۶۸

[4] احسن الفتاویٰ، باب الحیض: ج ۲، ص ۶۸

خاص ایام کے دوران شوہر کا بیوی کو ہاتھ لگانا

سوال: کیا ماہواری میں شوہر اپنی بیوی سے مقاربت (ہمبستری) یا گھٹنوں سے لے کر زیر ناف کے حصہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟

جواب: خاص ایام کی حالت میں وظیفہ زوجیت (ہمبستری) سخت حرام ہے، بلکہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک حصہ و بدن کو شوہر کا ہاتھ لگانا اور مس کرنا بھی بغیر پردہ جائز نہیں۔[1]

دورانِ حفظ ناپاکی کے ایام میں قرآن کریم کس طرح یاد کیا جائے؟

سوال: قرآن شریف حفظ کرنے کے دوران ناپاکی کی حالت میں کسی پین وغیرہ کی مدد سے قرآن پاک کے صفحے پلٹ کر یاد کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟

جواب: عورتوں کے خاص ایام میں قرآن کریم کا زبان سے پڑھنا جائز نہیں، حفظ کو بھولنے کا اندیشہ ہو تو بغیر زبان ہلائے دل میں سوچتی رہے، زبان سے نہ پڑھے، (البتہ قرآن سن سکتی ہے) کسی کپڑے وغیرہ سے صفحے الٹنا جائز ہے۔[2]

ناپاکی کی حالت میں ناخن کاٹنا

سوال: ناپاکی کی حالت میں اگر ناخن کاٹ لئے جائیں تو کیا جب تک وہ بڑھ کر دوبارہ نہ کاٹے جائیں پاک نہ ہو سکے گی؟

جواب: ناپاکی کی حالت میں ناخن نہیں اتارنے چاہئیں، مگر یہ غلط ہے کہ جب تک ناخن نہ بڑھ جائیں آدمی پاک نہیں ہوتا۔[3]

---
[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ صہ ۶۸
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ صہ ۷۲
[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲، صہ ۸۱

بچہ پیدا ہونے کے بعد وظیفہ زوجیت کی ممانعت کب تک ہے؟

سوال: جس عورت کا بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

جواب: جس عورت کا بچہ پیدا ہوا ہو اس کے لئے مدتِ نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے، پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں بار بار خون کم وبیش آتا رہے تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا، چالیس دن کے بعد جائز ہے، اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لئے اگر چالیس دن سے پہلے خون منقطع ہو جائے تو غسل کے بعد اس سے صحبت جائز ہے۔[1]

شروع کے تین دن رات خون آئے پھر پندرہ دن پاک رہے اس کے بعد تین دن خون آئے کیا کرے

سوال: اگر کسی عورت کو تین دن خون آئے پھر پندرہ دن پاک رہی۔ پھر تین دن رات خون آیا تو اس عورت کے ایام حیض کس طرح شمار ہوں گے؟

جواب: تین دن پہلے کے اور تین دن جو پندرہ دن کے بعد ہے حیض کے ہیں اور بیچ پندرہ دن پاکی کے ہیں۔[2]

حمل کے زمانہ کا خون حیض ہے یا استحاضہ

سوال: عورت کو زمانہ حمل میں جو خون آتا ہے آیا وہ حیض ہے یا استحاضہ؟

---
[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل مسائل نفاس: ج ۱ صہ ۲۵۹
[2] مسائل غسل: صہ ۱۸

جواب: حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے۔[1]

عادتِ مقررہ سے خون بڑھ جائے تو کیا کرے؟

سوال: کسی عورت کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا، پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا تو کیا کرے؟

جواب: اگر عورت کو ہر مہینہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا، لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے مقرر ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔[2]

مدتِ حیض میں خالص سفیدی کے علاوہ اور رنگ آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر عورت کو مدتِ حیض میں خالص سفیدی کے علاوہ دیگر رنگ آئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مدتِ حیض میں خالص سفیدی کے علاوہ جس رنگ کا بھی خون آئے جیسے سرخ، زرد، نیلا، سبز، خاکی اور سیاہ تو یہ حیض ہے، لیکن خالص سفید رنگ کا حیض آنے لگے اور بالکل سفید دکھلائی دے کہ گدی جیسی رکھی تھی ویسی ہی نکلے تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔[3]

پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو خون آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کسی عورت کی پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر ہے، اس کو خالص سرخ یا

۱ مسائل غسل: ص۲۲ ۲ مسائل غسل: ص۱۹ ۳ مسائل غسل: ص۱۸

سرخ مائل بہ سیاہی خون نہ آئے ان کے علاوہ دوسری رنگت کا خون آئے، تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ استحاضہ ہے حیض نہیں ہے۔[1]

لڑکی کو پہلے پہل خون آئے اور بند نہ ہو

سوال: کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا، کئی مہینہ تک برابر آتا رہا، آیا وہ عورت حیض اور استحاضہ کس طرح شمار کرے؟

جواب: جس دن سے خون آیا ہے اس دن سے لے کر دس دن رات تک آنے والا خون حیض ہے، اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے۔ اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔[2]

عادت مقرر نہ ہونے والی عورت کا حکم

سوال: ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اور کبھی دس دن بھی خون آتا ہے اسی طرح بدلتا رہتا ہے۔ تو اس عورت کا حکم کیا ہے؟

جواب: دس دن تک جتنی دفعہ خون آئے وہ سب حیض ہے، اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آجائے تو دیکھو اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا، جتنے دن آیا ہو اتنے دن حیض کے سمجھیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔[3]

شروع کے ایک یا دو دن خون آئے پھر بیچ میں پندرہ دن پاک رہے، پھر ایک دو دن خون آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت جس کو مہینے کے شروع میں ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ

۱ مسائل غسل: ص۲۷ ۲ مسائل غسل: ص۲۱ ۳ مسائل غسل: ص۲۰

دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آئے، آیا یہ خون حیض ہے یا استحاضہ؟

جواب: شروع میں اور آخر میں ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔[1]

بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے آنے والے خون کا حکم

سوال: بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ بھی استحاضہ ہے، بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نکل نہ آئے اس وقت تک جو خون آئے گا اس کو استحاضہ کہیں گے۔[2]

ایک دن یا کئی دن خون آئے پھر پندرہ دن سے کم پاک رہے تو کیا حکم ہے

سوال: ایک عورت کو ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی، تو کس طرح حیض واستحاضہ شمار کرے؟

جواب: اس صورت میں اس پاکی کا کچھ اعتبار نہیں، بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ لہٰذا جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن حیض کے ہیں، باقی استحاضہ ہے۔[3]

مدتِ نفاس میں خالص سفیدی کے علاوہ دیگر رنگ کا دیکھنا

سوال: مدتِ نفاس میں خالص سفیدی کے علاوہ دوسرے رنگ کا خون آئے وہ

[1] مسائل غسل: ص۲۱ [2] مسائل غسل: ص۲۳ [3] مسائل غسل: ص۲۱

کیا ہوگا؟

جواب: نفاس کی مدت میں خالص سفیدی کے علاوہ جس رنگ کا خون بھی آئے وہ نفاس سمجھا جائے گا۔[1]

نفاس کا خون چالیس دن سے متجاوز ہونا

سوال: اگر کسی عورت کے نفاس کا خون چالیس دن سے بڑھ گیا ہے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل یہی بچہ ہوا ہے تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا اس سے زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے، لہٰذا چالیس دن کے بعد نہائے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے، اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی بچے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے تو اتنے دن نفاس کے ہیں، اور جو عادت سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے جب کہ چالیس دن سے بڑھ جائے۔[2]

نفاس کا خون عادتِ مقررہ سے بڑھ جانا

سوال: کسی عورت کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے، لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے، لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے، اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے، اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ اس لئے فوراً غسل کرے اور دس دن کی نماز قضاء پڑھے۔[3]

[1] مسائل غسل: ص۲۹ [2] مسائل غسل: ص۲۹ [3] مسائل غسل: ص۳۰

آدھا یا آدھے سے زیادہ بچہ نکل آنا

سُؤال: آدھا یا آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا، اس وقت جو خون آئے تو کیا حکم ہے؟

جَواب: آدھا یا آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا، تو اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے، اور اگر آدھے سے کم نکلا تو اس وقت جو خون آئے وہ استحاضہ ہے۔[1]

حمل کا گر جانا اور بچہ کا کوئی عضو بن جانا

سُؤال: کسی کا حمل گر گیا، اگر بچہ کا کوئی عضو بن گیا ہے تو گرنے کے بعد جو خون آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جَواب: کسی کا حمل گر گیا، اگر بچہ کا کوئی عضو بن گیا ہے تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر کسی طرح کا کوئی عضو نہیں بنا گوشت ہی گوشت ہے تو اس کے بعد جو خون آئے وہ نفاس نہیں، پھر اگر حیض کی تفصیل کے مطابق وہ حیض بن سکے تو حیض ہے، اور اگر حیض بھی بن نہ سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔[2]

چھ مہینے کے اندر دو بچے کا پیدا ہونا

سُؤال: اگر چھ مہینے کے اندر آگے پیچھے دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کی ابتداء کس بچے سے شمار ہوگی؟

جَواب: اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کی ابتداء پہلے بچہ کی ولادت سے سمجھی جائے گی، مثلاً دوسرا پہلے بچہ کے دس بیس دن یا دو ایک

[1] مسائل غسل: ص۳۰ [2] مسائل غسل: ص۳۱

مہینہ کے بعد پیدا ہو تو نفاس کا حساب پہلے بچہ سے کریں گے، دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہیں کیا جائے گا۔[1]

چھ مہینے یا اس سے زیادہ فاصلے پر دو بچے کا پیدا ہونا

سُؤال: دو بچوں کی پیدائش کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو، اور دونوں کے بعد جو خون آئے وہ کس طرح شمار ہوں گے؟

جَواب: اگر دو بچے پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینے یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو، اور دونوں کے بعد خون آئے تو وہ دونوں خون جدا جدا دو نفاس سمجھے جائیں گے۔[2]

بچہ کے اعضاء کٹ کٹ کر نکلنا

سُؤال: اگر کسی بچہ کے تمام اعضاء کٹ کٹ کر نکلیں تو اس کے اکثر اعضاء نکل چکنے کے بعد جو خون آئے، تو کیا شمار ہوگا؟

جَواب: اگر کسی بچہ کے تمام اعضاء کٹ کٹ کر نکلیں تو اس کے اکثر اعضاء نکل چکنے کے بعد جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔[3]

دو ایک ماہ کا حمل ساقط ہونا

سُؤال: اگر دو ایک ماہ کا حمل ساقط ہو جائے اور سوائے جمے ہوئے خون یا گوشت کے لوتھڑے کے کچھ نہ نکلے اور اس کے بعد خون آئے، تو کیا حکم ہوگا؟

جَواب: وہ نفاس نہ ہوگا۔[4]

[1] مسائل غسل: ص۳۱ [2] مسائل غسل: ص۳۲
[3] مسائل غسل: ص۳۲ [4] مسائل غسل: ص۳۳

مقام آپریشن سے خون کا آنا

سوال: اگر کسی عورت کے آپریشن سے بچہ پیدا ہو، اور خون آپریشن کے مقام سے نکلے، آگے کی راہ سے نہ نکلے تو یہ خون کیا ہوگا؟

جواب: اگر کسی عورت کے آپریشن سے بچہ پیدا ہوا اور خون آپریشن کے مقام سے نکلے، آگے کی راہ سے نہ نکلے تو یہ خون نفاس نہیں کہلائے گا، اور اگر آگے کی راہ سے بھی خون باہر نکلے تو وہ نفاس سمجھا جائے گا۔[1]

استحاضہ کا حکم

سوال: کسی عورت کو استحاضہ کا خون جاری ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: استحاضہ کے خون کا حکم معذور کے حکم کی طرح ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو استحاضہ کا خون جاری ہو اور ایک فرض نماز کے پورے وقت میں برابر اس طرح جاری ہو کہ عورت کو اتنا وقت بھی نہ ملے کہ اس میں خون نہ آئے، اور وہ وضو کر کے اس وقت کی نماز ادا کر لے، جب اس طریقہ سے مسلسل خون جاری ہو تو وہ عورت معذور کہلائے گی اور اگر عورت کو اتنا وقت مل جاتا ہے کہ جس میں طہارت کے ساتھ اس وقت کی فرض نماز پڑھ لے اور اس دوران خون نہ آئے تو پھر یہ عورت شرعاً معذور کے حکم میں نہیں ہوگی، اور معذور کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے بلکہ تندرستوں کے حکم میں ہوگی، اور جو احکام تندرستوں پر ہوتے ہیں وہی اس کے ہوں گے۔

ذکر کردہ تفصیل کے مطابق ایک بار عورت کے معذور ہونے پر پھر آئندہ عذر کے باقی رہنے کے لئے مسلسل خون جاری رہنا ضروری نہیں، بلکہ وہ فرض نماز کے وقت کم از کم ایک بار بھی خون آجائے تو بھی عورت معذور رہنے کے لئے کافی ہے

[1] مسائل غسل: ص ۳۲

اور جب کسی فرض نماز کا پورا وقت ایسا گزرے کہ اس میں ایک بار بھی خون نہ آئے تو پھر عورت معذوروں کے حکم میں نہ رہے گی تندرستوں کے حکم میں ہو جائے گی۔[1]

استحاضہ کی حالت میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور مسجد میں جانے کا حکم

سوال: استحاضہ والی عورت جس کا خون جاری ہے وہ قرآن کریم کی تلاوت اور مسجد میں جا سکتی ہے اور بیت اللہ کا طواف کر سکتی ہے؟

جواب: استحاضہ والی عورت کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا قرآن کریم باوضو چھونا اور مسجد میں جانا بیت اللہ کا طواف کرنا سب جائز ہے، جب کہ مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[2]

خواتین کے مخصوص عذر کے مسائل جاننے کے لئے کتاب "ہدیۂ خواتین" مطبوعہ بیت العلم ٹرسٹ کا مطالعہ کیجیے۔

[1] مسائل غسل: ص ۴۰ [2] مسائل غسل: ص ۴۱

کتاب الصلوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف اور صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے، اور اس بندگی کو بجالانے کے لئے اسے تمام سہولتیں مہیا کردیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس کا اظہار چاہتا ہے۔

(۱) اب نماز ہی احکام الٰہی میں سے وہ حکم ہے جس میں کمال بندگی پایا جاتا ہے۔

(۲) جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو آداب بجالاتا ہے اوران احکامات کا تکرار ہوتا ہے جو آپ کی طرف سے اسے ملے، اس کے بعد بندہ پانچ وقت کی نمازوں میں رب کے حضور اپنی گردن جھکاتا ہے، یہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اے اللہ! میں تمہاری ہی اطاعت بجالا رہا ہوں، میرا سر تسلیم خم ہے، اس کے بعد سر سجدہ ریز ہوتا ہے، گویا زبان سے اپنی پیشانی رگڑ رگڑ کر یہ بتا رہا ہے کہ اے اللہ! عزت وشان تو سب تیرے ہی لئے ہے، ہم تو بس ان احکامات کے پاسدار ہیں جو آپ نے ہم پر نازل فرمائے۔

نماز کے لئے تکبیر تحریمہ یعنی "اللہ اکبر" کہہ کر نماز میں داخل ہونا شرط ہے۔ باقی قیام، رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ اور تشہد قعدہ اخیرہ کے ساتھ نماز کو ادا کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک چیز کے بغیر نماز ادا کی گئی تو نماز کا لوٹا ضروری ہے۔

نماز کی اہمیت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق یہی چیز کرتی ہے، قرآن حکیم میں بیاسی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے نماز کی تاکید فرمائی ہے، قیامت کے دن جب تمام لوگوں کو جمع کیا جائے گا اس دن سب سے پہلا سوال نماز سے متعلق ہوگا۔

اب نماز سے متعلق ضروری مسائل سمجھیے۔

خواتین کی نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال: خواتین کے نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: باوضوء پاک جگہ قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز کی نیت کرے (اس وقت جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرے) نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بھی یہ درست ہے، نیت کر کے اللہ اکبر کہے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ دوپٹہ سے، باہر نکالے بغیر کاندھوں تک اٹھائے، پھر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اس طرح باندھے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے، اس کے بعد ثناء یعنی "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پھر سورۃ الحمد پڑھے، جسے سورۂ فاتحہ کہتے ہیں جب "وَلَا الضَّالِّيْنَ" کہے تو اس کے فوراً بعد آمین کہے، اس کے بعد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ پڑھے یا کہیں سے بھی کم سے کم قرآن مجید کی تین آیتیں پڑھ لے، اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے، یعنی اس طرح جھک جائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے ملائے رہے اور رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہے، اس کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے کھڑی ہوجائے، پھر کھڑے ہی کھڑے "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہے، جب خوب سیدھی کھڑی ہوجائے اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدے میں جائے، زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح چہرہ رکھے کہ پہلے ناک پھر ماتھا رکھا جائے، اور ہاتھ اس طرح رکھے کہ دونوں بانہیں زمین پر بچھ جائیں، اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کردے، مگر پاؤں کھڑے نہ رکھے، بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور

کہنیاں دونوں پہلوؤں سے مل جائیں اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے۔

اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے اس میں بھی کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے اور یہ سجدہ بھی اس طرح کرے جس طرح ابھی اوپر بیان ہوا (دوسرے سجدہ کے ختم پر ایک رکعت ہوگئی) دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لئے اللہ اکبر کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائے اور اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے، سیدھی کھڑی ہو کر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور "وَلَا الضَّآلِّیْن" کے فوراً بعد آمین کہے، پھر قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا کسی بھی جگہ سے کم از کم تین آیات پڑھے۔ اس کے بعد اس طرح ایک رکوع اور دو سجدے کرے، جس طرح پچھلی رکعت میں بیان ہوا، دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا بتایا، یعنی دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے۔ اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں، جب بیٹھ جائے تو تشہد یعنی التحیات آخر تک پڑھے، التحیات پڑھتے ہوئے "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پر جب پہنچے تو داہنے کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول حلقہ بنا دے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لے اور جب "لَا اِلٰہَ" کہے تو شہادت کی انگلی اٹھا دے اور "اِلَّا اللّٰہُ" کہے تو اس انگلی کو جھکا دے، مگر دونوں انگلیاں بند کرنے اور انگوٹھے سے بیچ کی انگلی کو ملانے سے جو شکل بن گئی اس کو آخر نماز تک باقی رکھے، التحیات سے فارغ ہو کر درود پڑھے پھر کوئی دعا پڑھے جو قرآن و حدیث میں آئی ہو اس کے بعد داہنی طرف منہ

کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔ اور نماز سے نکلنے کی نیت کرے اور علیکم (تم پر) کہتے ہوئے ان فرشتوں پر سلام کی نیت کرے جو داہنی طرف ہوں، پھر اس طرح جو بائیں طرف ہوں یہ دو رکعت نماز ختم ہوگئی۔

اگر کسی کو چار رکعت نماز پڑھنی ہے تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر "عبدہ و رسولہ" تک پڑھ کر کھڑی ہو جائے اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے تیسری رکعت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر شروع کر دے اس کے بعد سورہ فاتحہ پھر اور کوئی سورۃ پڑھے، پھر رکوع اور دونوں سجدے اس طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہوا، تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر چوتھی رکعت کے لئے کھڑی ہو جائے اور کھڑے ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھ سے ٹیک نہ لگائے اس رکعت کو شروع کرتے ہوئے بھی "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھے اور اس کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے پھر دوسری کوئی سورۃ پڑھے پھر اسی طرح رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلے بیان ہوا، چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جیسے دوسری رکعت پر بیٹھی تھی اور التحیات پوری پڑھ کر درود شریف پھر دعا پڑھے اور اس کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور تعوذ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم" نہیں پڑھا جاتا، بلکہ یہ رکعتیں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" سے شروع کی جاتی ہیں۔ اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین آیات پڑھنا واجب ہے، یہ طریقہ دو بار چار رکعت پڑھنے کا معلوم ہوا، اگر کسی کو تین رکعات فرض نماز مغرب پڑھنا ہے تو وہ دوسری رکعت میں بیٹھ کر "عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" تک التحیات پڑھے پھر کھڑی ہو جائے اور تیسری رکعت میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے اس کے بعد رکوع اور دونوں سجدے کرے بیٹھ جائے

اور پوری التحیات اور درود شریف اور دعا ترتیب وار پڑھے اور پھر سلام پھیر دے۔[1]

عورت اذان کا جواب دے یا نہ دے؟

سوال: عورتوں کو بھی اذان کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں، مگر حیض و نفاس والی جواب نہ دیں۔[2]

عورتیں کس طرح سجدہ کریں؟

سوال: کیا عورتوں کو مردوں کی طرح سجدہ کرنا چاہیے یا ایسا سجدہ کرنا چاہیے جس میں ان کی ٹانگیں زمین سے نہ لگی ہوں، اور پیٹ اور ٹانگیں ملی ہوئی ہوں، کس طرح کرنا چاہیے؟

جواب: عورت کو زمین سے چپک کر سجدہ کرنے کا حکم ہے، حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہی ہدایت فرمائی تھی۔[3]

مزید تفصیل کیلئے مفتی عبدالرؤف صاحب کا رسالہ "خواتین کا طریقہ نماز" دیکھیں۔

ساڑھی میں عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

سوال: عورتوں کی نماز ساڑھی یعنی لہنگا پہن کر درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہاں کا رواج عورتوں کے لباس کا یہی ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ ستر پورا ہونا چاہیے۔[4]

ساڑھی باندھنے میں اکثر عورتیں بے احتیاطی کرتی ہیں اور اکثر ان کا بلاؤز ناف تک یا اس سے بھی اوپر رہتا ہے جس کی وجہ سے آدھا یا چوتھائی پیٹ ساڑھی

[1] تحفۂ خواتین ص ۱۲۰
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲، ص ۱۷۳
[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲، ص ۱۹۷
[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل ستر عورت: ج ۲ ص ۱۳۳

باندھنے کی وجہ سے کھلا رہتا ہے، اگر اسی طرح کھلے ہوئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔

بلا آستین کے کرتے، بلاؤز اور فراک میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: نیم آستین یا بلا آستین کا کرتا یا بلاؤز یا فراک پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اپنی بانہوں کو الگ چادر سے چھپانا ضروری ہے، اگر چادر وغیرہ سے چھپانا بھول گئی تو نماز نہیں ہوگی۔[1]

عورت سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھے؟

سوال: عورت کو سجدہ و جلسہ میں پاؤں کیسے رکھنا چاہیے؟

جواب: عورت کے لئے قدمین کا کھڑا کرنا سنت نہیں ہے، پس سجدہ اور جلسہ میں پیروں کو کھڑا نہ کرے، اور جلسہ و تشہد وغیرہ میں تورک کرے (یعنی داہنی طرف پاؤں نکال کر پڑھے)۔[2]

کیا عورت کا نماز میں جہر سے قرآن پڑھنا درست ہے؟

سوال: عورت اگر نماز نفل یا تراویح میں قراءت بالجہر مکان کے اندر پڑھے، کیا یہ درست ہے؟

جواب: عورت نماز میں جہر نہیں کر سکتی، اس لئے کہ عورت کی آواز عند البعض ستر ہے۔[3]

[1] عورتوں کے لباس کے احکام
[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل سنن و کیفیت نماز: ج ۲ ص ۱۶۱
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل سنن و کیفیت نماز: ج ۲ ص ۲۱۹

عورتیں جہری نماز میں قراءت جہر کے ساتھ کریں یا آہستہ؟

سوال: عورتیں نماز سریہ و جہریہ میں قراءت جہر سے کریں یا آہستہ؟

جواب: عورتیں سب نمازوں میں قراءت آہستہ کریں۔[1]

شوہر کی اقتداء

سوال: کوئی عورت تنہائی میں خاوند کے پیچھے فرض نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر بیوی اپنے شوہر کے پیچھے اقتدا کرے صحیح ہے، مگر اس کو برابر میں نہ کھڑا ہونا چاہئے پیچھے کھڑی ہو اور اگر علیحدہ نیت باندھے تو پھر خواہ برابر ہو یا پیچھے ہر طرح نماز صحیح ہے۔[2]

عورتوں کے سامنے آنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال: اگر نماز ادا کرتے وقت عورتیں سامنے آجائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے سامنے آنے سے نماز میں کچھ خلل نہیں ہوتا، اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔[3]

عورتوں کی جماعت تراویح

سوال: چند عورتیں حافظاتِ قرآن یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے، خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی، سب میں عورت کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل قرآت فی الصلوۃ: ج۲ص۲۶۴

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل امامت: ج۳ص۲۰۵

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب مکروہات الصلوۃ: ج۴ص۱۱۸

ہے۔[1]

نوٹ: بالفرض اگر کہیں عورتیں جماعت تراویح کر لیتی ہیں تو حافظاتِ خواتین کے لئے اس کی گنجائش ہے کراہت کے ساتھ جماعت کی نماز ہو جاتی ہے۔

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہ کریں؟

سوال: عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہ کریں۔

جواب: وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں۔[2]

عورت بوقتِ ولادت نماز کس طرح پڑھے؟

سوال: عورت حالت دردزہ میں باوجودیکہ ہوش وحواس درست ہوں اور بظاہر بچہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو، مگر رطوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا وقت ہو، اور وہ محض آداب طہارت یا حرمتِ نماز کا یا خیال کرے کہ تمام جسم خون آلودہ ہوگا نماز نہ پڑھے تو گناہ گار ہوگی یا نہیں؟ اور نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟

جواب: ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضو کرلے اگر ہو سکے، ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرے اور اس خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ دم استحاضہ ہے، مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے۔[3]

عورت مردوں کے پہلو میں کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت ظہر وعصر پنجگانہ نماز میں آکر خود باجماعت مردوں کے برابر کھڑی ہو جائے تو مردوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل نماز تراویح: ج۴ص۲۶۵

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل نماز تراویح: ج۴ص۲۹۹، ص۳۰۰

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل صلوٰۃ المریض: ج۴ص۳۲۱

جواب: ایسی صورت میں جو مرد بالغ اس عورت کے برابر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی، یعنی ایک مرد دائیں اور ایک بائیں طرف جو اس عورت کے ہیں ان دونوں کی نماز نہ ہوگی۔[1]

نماز میں قیام عورت پر بھی فرض ہے

سوال: عورتیں عموماً بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں یا کھڑی ہو کر شروع کرتی ہیں، مگر دوسری رکعت میں بیٹھ جاتی ہیں، اگر فرض کی یا واجب کی نمازوں کی ایک رکعت بیٹھ کر پڑھ لی تو نماز ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: نماز ادا نہیں ہوئی، اور سجدہ سہو سے بھی تلافی نہ ہوگی، اس لئے کہ فرض اور واجب بلکہ سنت موکدہ میں بھی قیام مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے۔[2]

نماز میں عورت کے ٹخنے کھلے رہنے کا حکم

سوال: نماز کی حالت میں عورت کے ٹخنے کھلے رہے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: قاعدہ یہ ہے کہ اگر سہواً (بھول سے) ربع عضو (چوتھائی عضو) تین بار "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور قصداً ربع عضو ایک لمحہ بھی کھلا چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہوگئی، ربع عضو سے کم ستر کھلنا خواہ سہواً ہو یا عمداً، تین تسبیح کی مقدار سے کم ہو یا زیادہ بہر حال مفسد نہیں، ٹخنے پنڈلی کے ساتھ مل کر ایک عضو ہے اور ربع عضو سے کم ہے، اس لئے نماز ہو جائے گی۔[3]

نماز جمعہ میں عورتوں کی شرکت مکروہ ہے

سوال: عورتیں شہر کی جامع مسجد میں پردہ کے ساتھ نماز جمعہ اداء کر سکتی ہیں یا

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب مفسدات نماز: ج ۴ ص ۹۸

[2] احسن الفتاویٰ: ج ۳، ص ۳۱

[3] احسن الفتاویٰ: ج ۳، ص ۴۰۲

نہیں؟ جمعہ کے بہانے سے وعظ و نصیحت بھی سن لیتی ہیں۔

جواب: عورتوں کے لئے احتیاط اور پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اور جلبِ نفع سے دفعِ مضرت مقدم ہے، اس لئے فقہاء نے عورتوں کو جماعت جمعہ و عیدین اور وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے۔[1]

عورت کا کھلی جگہ میں نماز پڑھنا

سوال: عورت اگر مسافر ہو تو وہ قصر کرے گی، لیکن اگر کہیں سیر و تفریح کے لئے گئی جہاں قصر کی نماز اس کے لئے لاگو نہیں، مگر نماز کا وقت ہو گیا ہے، کیا وہ کھلی جگہ نماز ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: شرعی سفر میں تو بہر حال وہ قصر کرے گی اگر سیر و تفریح کے لئے گئی ہے اور وہ نماز کھلی جگہ میں پڑھے گی تب بھی اس کا پڑھنا درست ہے، تمام بدن کو ڈھانک کر اس طرح کہ صرف ہاتھ اور قدم اور چہرہ کھلا رہے اس کی نماز درست ہے، اگر پیروں میں موزے ہوں اور ہاتھوں میں دستانے تب بھی نماز درست ہے۔[2]

عورتوں کا عیدگاہ جانا

سوال: عورتوں کو مردوں کی طرح عیدگاہ میں نماز کے لئے جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ ہی میں یہ ممنوع ہو چکا تھا۔[3]

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب فی الصلوٰۃ الجمعۃ: ج ۵ ص ۱۱۵

[2] فتاویٰ محمودیہ، مسائل متفرقہ (در کتاب الصلوٰۃ) ج ۱۴، ص ۲۱۰

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب فی صلوٰۃ العیدین: ج ۵ ص ۲۳۲

کیا عورت تحیۃ الوضوء پڑھ سکتی ہے؟

سوال: اگر عورت پانچ نمازوں کی پابند ہے، کیا وہ پانچوں نمازوں میں تحیۃ الوضوء پڑھ سکتی ہے، اور کیا عصر اور فجر کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضوء پڑھ سکتی ہے؟

جواب: ظہر، عصر اور عشا سے پہلے پڑھ سکتی ہے، صبح صادق کے بعد سے نماز فجر تک صرف فجر کی سنتیں پڑھی جاتی ہیں دوسرے نوافل درست نہیں، سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کر لینے سے وہ بھی ادا ہو جائے گا، مغرب سے پہلے پڑھنا اچھا نہیں، کیونکہ اس سے نماز مغرب میں تاخیر ہو جائے گی، اس لئے نماز مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء کی نماز نہ پڑھی جائے، بہر حال اس مسئلہ میں مرد عورت کا ایک ہی حکم ہے۔[1]

زمانہ حیض میں نماز وروزہ کا حکم

سوال: حیض کے زمانہ میں نماز اور روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: حیض کے زمانہ میں نماز اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ فرق اتنا ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضاء واجب نہیں ہوتی، لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد قضاء رکھنی پڑے گی۔[2]

نماز فرض پڑھتے ہوئے حیض آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر عورت فرض نماز پڑھتے ہوئے دوران نماز حیض آگیا، آیا یہ نماز معاف ہوگئی ہے؟

جواب: اگر فرض پڑھتے ہوئے دوران نماز حیض آگیا تو وہ نماز بھی معاف ہوگئی،

۱ آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ ج ۳، صہ ۸۰

۲ مسائل غسل حیض کے احکام: صہ ۲۳

پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء نہ پڑھے اور اگر نماز نفل یا سنت میں حیض آگیا تو پاک ہونے کے بعد ان کی بھی قضاء پڑھنی پڑے گی، اگر فرض یا نفل روزہ میں حیض آجائے تو وہ بھی ٹوٹ جائیں گے اور ان کی بھی قضاء واجب ہوگی۔[1]

نماز کے اخیر وقت میں حیض کا آنا

سوال: اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: تب بھی نماز معاف ہوگی۔[2]

تنگیٔ وقت میں پاک ہوئی اور دس دن سے کم حیض آیا تو نماز کا حکم

سوال: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت میں خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت میں خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے تو جلدی اور پھرتی سے نہالے، نہانے کے بعد اگر ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی ہے، تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی، اور قضاء پڑھنی پڑے گی، اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضاء پڑھنا واجب نہیں۔[3]

۱ مسائل غسل حیض کے احکام: صہ ۲۳

۲ مسائل غسل حیض کے احکام: صہ ۲۳

۳ مسائل غسل: حیض کے احکام: صہ ۲۵

پورے دس دن خون آنے کے بعد ایسے وقت میں پاکی حاصل ہوئی کہ جس میں صرف اللہ اکبر کہا جا سکے تو نماز کا حکم

سوال: اگر پورے دس دن رات حیض آیا، اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پورے دس دن رات حیض آیا، اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ اللہ اکبر ایک دفعہ کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں، تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضاء پڑھے۔[1]

ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نماز کا حکم

سوال: اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟

جواب: اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں وضوء کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں، اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آگیا تو معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا، حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا وہ استحاضہ تھا اور ایک یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نماز نہیں پڑھیں اب ان کی قضاء پڑھے۔[2]

---

[1] مسائل غسل حیض کے احکام: ص ۲۵

[2] مسائل غسل حیض کے احکام: ص ۲۴

تین دن حیض کی عادت کے بعد خون جاری ہونے میں نماز کا حکم

سوال: کسی عورت کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے، لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے، لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے، اگر پورے دس دن رات آیا ہو اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔ کچھ قضاء نہ پڑھے اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی، اس لئے یہ سب دن حیض کے ہو گئے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے، لہٰذا گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضاء پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔[1]

چالیس دن سے قبل نفاس کا خون بند ہو تو نماز کا حکم

سوال: اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جائے نماز کس طرح پڑھے؟

جواب: اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرتا ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہرگز نماز قضاء نہ ہونے دے۔[2]

استحاضہ کی حالت میں نماز وغیرہ کا حکم

سوال: کیا عورت استحاضہ (خون جاری) کی حالت میں نماز روزہ ادا کر سکتی ہے؟

---

[1] مسائل غسل حیض کے احکام: ص ۲۴

[2] مسائل غسل نفاس کے احکام: ص ۳۳

جواب: استحاضہ کی حالت میں نماز روزہ خواہ نفلی ہوں ممنوع نہیں اور ہم بستری بھی ممنوع نہیں، اس لئے استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے۔[1]

استحاضہ والی عورت نے فجر کے وقت سورج نکلنے کے بعد وضو کیا، کیا نماز پڑھ سکتی ہے؟

سوال: استحاضہ (خون جاری) والی عورت نے اگر فجر کے وقت وضوء کیا تو سورج نکلنے کے بعد اس وضوء سے نماز پڑھ سکتی ہے؟

جواب: استحاضہ والی عورت نے اگر فجر کے وقت وضو کیا تو سورج نکلنے کے بعد اس وضوء سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہئے اور جب سورج نکلنے کے بعد وضوء کیا تو اس وضوء سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے، ظہر کے وقت نیا وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب عصر کا وقت آئے گا تب نیا وضو کرنا پڑے گا، ہاں اگر کسی اور وجہ سے وضوء ٹوٹ جائے تو دوسری بات ہے۔[2]

استحاضہ والی عورت نے وضو کر کے ایک رکعت نفل پڑھی اور وقت نکل گیا تو نماز کا حکم

سوال: استحاضہ والی عورت نے وضو کر کے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھی تو نماز کا وقت نکل گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: استحاضہ والی عورت نے وضو کر کے نفل نماز شروع کی، جب ایک رکعت پڑھی تو نماز کا وقت نکل گیا تو نماز فاسد ہوگئی اور احتیاطاً قضاء لازم ہے۔[3]

---

[1] مسائل غسل استحاضہ کا حکم: صـ۴۱
[2] مسائل غسل استحاضہ کا حکم: صـ۴۲
[3] مسائل غسل استحاضہ کا حکم: صـ۴۲

رحم میں دواء رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: اگر حالت بیماری میں عورتوں کو جو دواء اندر رکھانی پڑتی ہے اس حالت میں نماز کو اداء کرے یا قضاء کرے؟

جواب: اس حالت میں نماز پڑھ لے، قضاء نہ کرے۔[1]

عورتوں کا نماز کے لئے مسجد میں جانا

سوال: عورتوں کو برقع اوڑھ کر مسجد میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی تھا کہ "بُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ" یعنی ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔[2]

ام حمید ایک جان نثار خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا بہت شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو لیکن تمہارے لئے بند کوٹھری میں نماز پڑھنا صحن کی نماز سے بہتر ہے اور صحن کی نماز برآمدہ کی نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز ہماری مسجد (مسجد نبوی) میں آکر پڑھنے سے بہتر ہے، اس کے بعد ام حمید نے نماز کے لئے اندھیری کوٹھری منتخب کر لی اور وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں، مسجد میں نہیں گئیں۔[3]

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا اور عورتوں کی حالت میں تبدیلی (عمدہ پوشاک زیب و زینت اور خوشبو کا استعمال وغیرہ) دیکھ کر آپ نے ان عورتوں کو مسجد میں آتی تھیں، روک دیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس بات کو

---

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الصلوٰۃ: ج صـ۹۸
[2] ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی خروج النساء لی المسجد: ج۱ص۸۴
[3] ترغیب، کتاب الصلوٰۃ، باب ترغیب الصلوٰۃ فی بیوتهن: ج۱ص۱۴۰

پسند فرمایا کسی نے مخالفت نہیں کی، البتہ بعض عورتوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی شکایت کی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی فیصلۂ فاروقی سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو دیکھتے جو اب عورتوں میں نظر آتی ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرماتے[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مارتے اور ان کو مسجد سے نکالتے[2]

یہ اس دور کی بات ہے جب کہ اکثر عورتوں میں شرم و حیاء اور تقویٰ و پرہیزگاری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور مردوں میں اکثریت نیکوکار تھی، فیض و برکات کا حصول زریں موقع تھا اور مسجد نبوی کی فضیلت اور نماز باجماعت ادا کرنے کی شریعت میں سخت تاکید تھی باوجود اس کے عورتوں کو مسجد کی حاضری سے روک دیا گیا تو دور موجودہ میں کیا حکم ہونا چاہیے۔ "قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔"

اس بناء پر فقہاء رحمہم اللہ نے فرمادیا: "مکروہ ہے عورتوں کو جماعت میں شریک ہونا، چاہے جمعہ اور عیدین ہو یا مجلس وعظ پر چاہے وہ عمر رسیدہ ہو چاہے جوان، رات ہو یا دن زمانہ کی خرابیوں کی وجہ سے مفتی بہ مذہب یہی ہے۔"[3]

لیکوریا کی حالت میں نماز کا حکم

سوال: لیکوریا کا پانی اس طرح ہو کہ پاکی کی حالت میں نماز پڑھنا ممکن نہیں، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ ہر نماز کے لئے وضو کرے۔ اور اس کا وضو اس وقت ٹوٹے گا جب نماز

[1] ابوداؤد، کتاب الصلاۃ باب التشدید فی ذلک: ج۱ص۸۴
[2] عینی شرح بخاری، (کتاب الصلوۃ باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغلس): ج۳ص۱۵۷
[3] فتاویٰ رحیمیہ متفرق مسائل ج۱ص۲۳۱

کا وقت نکل جائے گا، مثلاً سورج طلوع ہونے کے بعد اس نے نماز کے لئے وضو ک
اب اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتی ہے، اس کا وضو اس وقت ٹوٹے گا جب ظہر ک
وقت نکل جائے گا۔ جبکہ اسے اس دوران لیکوریا کے عذر کے علاوہ موانع وضو پیش ن
آئے۔ ورنہ وضو ٹوٹ جائے گا۔[1]

[1] ماخوذ از شامی، فی احکام المعذور: ج۱ص۳۰۶

باب الجنائز

نماز جنازہ کو دوسرے لفظوں میں دعائیہ اجتماع کہیے، جس طرح ایک قصور وار ہے ایسے میں بیس چالیس آدمی حاکم کے پاس جا کر گڑگڑا کر ان سے التجا کریں تو وہ حاکم بھی اس کا قصور معاف کر دیتا ہے، بالکل اسی طرح مؤمنین کے ایک گروہ کا میت کی سفارش میں شریک ہونا اس پر رحمت الٰہی کے نزول میں بڑا اثر رکھتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

﴿مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَايُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيهِ﴾

ترجمہ: ”یعنی کوئی مسلمان ایسا نہیں مرتا مگر یہ کہ ایسے چالیس آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اس کے جنازہ میں شریک ہوں یعنی اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں ایسے میں اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرماتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔“[1]

نہلانے کا مسنون طریقہ

سؤال: مردہ کو نہلانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دے دو۔ تین دفعہ یا پانچ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے اس کے بعد مردے کو استنجاء کرا دو۔ لیکن

[1] مسلم، کتاب الجنائز، باب فی قبول شفاعة الاربعين الموحدين فی من صلوا عليه: ج ۱ ص ۳۰۸

اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو۔ اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر دھلاؤ۔ پھر اس کو وضو کرا دو لیکن کلی نہ کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو۔ نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت پھر سر کا مسح۔ پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض ونفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو۔ تاکہ وضو کراتے وقت اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھو دے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبا دے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دھراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا دے اور کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔[1]

عورت کا کفن کس کے ذمہ ہے؟

سؤال: عورت کو اکثر کفن اس کے والدین کی طرف سے دیا جاتا ہے کیا یہ حکم شرعی ہے کہ کفن عورت کے سسرال والوں کی طرف سے نہ ہو؟

[1] بہشتی زیور حصہ دوم: صفحہ ۵۲

جواب: نہیں، یہ شریعت کا حکم نہیں بلکہ خلاف شرع رواج ہے، شرعاً کفن شوہر کے ذمہ ہے، اگر وسعت نہ ہو تو پھر عورت کے ترکہ سے کفن دیا جائے گا۔[1]

عورت کا مسنون کفن

سوال: عورت کا مسنون کفن کیا ہے؟

جواب: عورت کے مسنون کفن یہ ہیں:

1. بڑی چادر پونے تین گز لمبی، سوا گز سے ڈیڑھ گز تک چوڑی۔
2. چھوٹی چادر ڈھائی گز لمبی، سوا گز سے ڈیڑھ تک چوڑی۔
3. کفنی یا کرتا، اڑھائی گز لمبا، ایک گز چوڑا۔
4. سینہ بند دو گز لمبا، سوا گز چوڑا۔
5. اوڑھنی ڈیڑھ گز لمبی، تقریباً ایک گز چوڑی، نہلانے کے لئے تہبند اور دستانے اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کے مسنون کفن کے پانچ کپڑے ہیں: ازار، لفافہ، کرتہ، سینہ بند اور سر بند یعنی اوڑھنی۔[2]

عورت کو کفنانے کا طریقہ

سوال: عورتوں کو کفنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: عورتوں کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھاؤ، پھر قمیص کا نچلا حصہ بچھاؤ اوپر کا باقی بند حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو، پھر میت کو غسل کے بعد تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲ ص ۳۷۶
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص ۱۰۰

الٹ دو کہ قمیص کا سوراخ (گریبان) گلے میں آ جائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو جب اس طرح قمیص پہنا چکو تو جو تہ بند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دو اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دو عورت کو زعفران بھی لگا سکتے ہیں، پھر پیشانی ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو، پھر سر کے بالوں کو دو حصے کر کے قمیص کے اوپر سینہ پر ڈال دو ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا حصہ بائیں طرف، پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دو ان کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیئے۔[1]

عورتوں کا قبرستان جانا

سوال: عورتیں قبرستان جا سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: جائز تو ہے لیکن نہ جانا ہی زیادہ بہتر ہے۔[2]

عورتوں کے جنازہ پر سرخ چادر

سوال: جو عورت خاوند والی مرتی ہے اس کے جنازہ پر ایک سرخ چادر ڈالتے ہیں ان کے جنازہ پر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: نماز جنازہ اس پر بھی درست ہے، سرخ چادر کی پابندی کہیں ثابت نہیں۔[3]

عورت کے جنازہ کے لئے دفن کے وقت پردہ

سوال: عورت کی قبر پر پردہ کرنا رات اور دن کسی وقت شرعاً کیسا ہے اور کیوں کیا جاتا ہے؟

[1] احکام میت: ص ۵۱
[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲ ص ۳۹۷
[3] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲ ص ۳۹۸

جواب: جنازہ کے ساتھ نامحرم بھی ہوتے ہیں، اس لئے پردہ کیا جاتا ہے تاکہ قبر میں رکھتے وقت بدن کے جثہ کو نامحرم نہ دیکھیں۔[1]

ناخن پالش والی میت کا غسل

سؤال: اگر کہیں موت واقع ہوگئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میت کا غسل صحیح ہو جائے گا؟

جواب: اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا، اس لئے ناخن پالش صاف کر کے غسل دیا جائے۔[2]

حالتِ نزع میں عورت کو مہندی لگانا

سؤال: عورت کو نزع کے وقت مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: یہ نہ مسنون ہے اور نہ درست ہے بلکہ ناجائز ہے۔[3]

عورت خاوند کو اور خاوند بیوی کو غسل دے سکتے ہیں یا نہیں؟

سؤال: عورت اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی عورت کو غسل دے سکتے ہیں؟

جواب: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر اپنی بیوی کو وفات کے بعد غسل نہیں دے سکتا، البتہ دیکھنے کی اجازت ہے۔[4]

محرم عورتوں کو مرنے کے بعد غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

سؤال: اپنی منکوحہ کے علاوہ مرد اپنے محرم عورتوں کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الجنائز: ج ۲ ص ۲۳۷ [2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۴ ص ۷۵
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز: ج ۵ ص ۲۳۵
[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز: ج ۵ ص ۲۲۸

جواب: غسل نہیں دے سکتا، بلکہ ایسے موقع پر (کہ غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو) تیمم کرانے کا حکم ہے۔[1]

غیر محرم عورتیں مردہ مرد کو نہیں دیکھ سکتیں

سؤال: مردہ کی رونمائی محرم و غیر محرم عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔[2]

عورت کی نمازِ جنازہ شوہر کے حکم سے ہوگی یا باپ کے حکم سے؟

سؤال: ایک عورت فوت ہوئی اس کا شوہر اور باپ دونوں موجود ہیں تو نماز جنازہ کے لئے کس کی اجازت معتبر ہوگی؟

جواب: اس صورت میں باپ کا حق ہے، خود نماز جنازہ پڑھا دے یا کسی کو اجازت دے۔[3]

بالغ مرد و عورت کی نماز جنازہ کی دعا میں کوئی تمیز ہے؟

سؤال: بالغ مرد و عورت کی نماز جنازہ میں تمیز ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: بالغ مرد و عورت کی نماز جنازہ میں تمیز ضروری نہیں، دونوں کے لئے دعاء ایک طرح ہے۔[4]

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الجنائز: ج ۵ ص ۲۲۸
[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مردوں کے کفن کا بیان: ج ۵ ص ۲۶۷
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل نماز جنازہ: ج ۵ ص ۳۰۲
[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل نماز جنازہ: ج ۵ ص ۳۱۵

تنہا عورتوں کا نماز جنازہ پڑھنا اور مردوں کی جماعت میں شریک ہونا

سؤال: صرف عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں یا نہیں اور عورتوں کا شریک ہونا مردوں کی جماعت میں درست ہے یا نہیں؟

جواب: تنہا عورتوں کی جماعت جنازہ مکروہ نہیں ہے اور نماز اداء ہو جاتی ہے، بلکہ تنہاء ایک عورت بھی نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ساقط ہو جاتا ہے اور عورتوں کا مردوں کی جماعت میں حاضر ہونا مطلقاً مکروہ ہے۔[1]

حاملہ عورت کا انتقال ہونا اور اس کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ نکالنا

سؤال: اگر حاملہ عورت کا چار یا چھ ماہ یا سات ماہ یا نو ماہ کے اثناء میں انتقال ہو جائے تو اس کے بچہ کو پیٹ چاک کر کے نکالا جائے یا نہیں؟

جواب: اگر حاملہ عورت مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو کر حرکت کرتا ہو تو اس پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالا جائے، پس جس وقت حمل کو اتنی مدت ہو جائے کہ بچہ پیٹ میں حرکت کرنے لگے اور ماں کے مرنے پر بھی اس میں حرکت و اضطراب باقی ہو اس وقت یہ حکم ہے جو مذکور ہوا، بس مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اگر نواں مہینہ بھی حاملہ کو ہو اور اس کے مرنے پر بچہ پیٹ میں حرکت کرتا اور اضطراب کرتا ہوا معلوم نہ ہو تو پیٹ کو چاک نہ کیا جائے گا، بلکہ مدار بچہ کے زندہ ہونے پر اور حرکت و اضطراب پر ہے نہ کسی مدت پر۔[2]

---

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فصل نماز جنازہ: ج ۵ صـ ۳۷۱

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل دفن وغیرہ: ج ۵ صـ ۳۷۶

عورتوں کے دفن کے وقت پردہ

سؤال: جب کوئی عورت مرجاتی ہے تو بوقتِ دفن پردہ کیا جاتا ہے، یہ حکم سب عورتوں کے لئے ہے یا پردہ والی عورتوں کے لئے؟

جواب: یہ حکم یعنی عورت کے دفن کرتے وقت پردہ کا سب عورتوں کے لئے ہے۔[1]

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مرگئی

سؤال: عورت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مرگئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کر دیا جائے یا ایک ہی غسل وکفن میں دفن کریں؟

جواب: لڑکے کو جدا نہ کیا جائے صرف عورت کا غسل وکفن ونماز پڑھنا کافی ہے۔[2]

میت کے بارے میں عورتوں کی توہم پرستی

سؤال: یہ کہا جاتا ہے کہ لاش کو ہلانا اور ادھر ادھر کرنا ٹھیک نہیں، کیوں کہ اس سے مردے کو سخت تکلیف ہوتی ہے اگر اس کو سانس ہو تو سب کو چیر پھاڑ دے۔ میرے محترم بزرگ نواب شاہ ہی میں ایک اتفاق ہوا ایک لڑکی کا انتقال ہوا، پتہ نہیں غسل دے کر لے کر آئے تو کفن پہنانے کے بعد اس لڑکی کو جس کا انتقال ہوا غسل دینے والی نے اس کی آنکھوں کو کھول کر کاجل لگایا یا محترم ایک غسل والی نہیں بلکہ نواب شا کی جتنی ایسی عورتیں ہیں وہ سب یہ ہی رسم کرتی ہیں کاجل لگانا انگلی سے، ویسے یہ کہاں تک درست ہے؟

---

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل قبر دفن وغیرہ: ج ۵ صـ ۳۱۲

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل متفرقات: ج ۵ صـ ۳۶۹

اگر کسی کے گھر میں کوئی بچہ یا لڑکی لڑکا عورت مرد بڈھی بڈھا عمر رسیدہ یا کسی کی بھی موت واقع ہو جائے، تو عورتیں پرہیز کرتی ہیں کہ ہماری پرہیز یا ہمیں تعویذ ہے ایسی عورتیں موت والے گھر میں نہیں جاتیں حتی کہ ان کی ۱۰ یا ۱۲ سال کی لڑکیوں کے بھی پرہیز ہوں گے اور یہاں تک کہ اس یعنی میت والے گھر کے آگے سے بھی نہیں گزریں گے، خدا نہ کرے ان کو میت کی کوئی روح چمٹ جائے گی، یہ پرہیز چالیس دن یا اس سے بھی زیادہ چلتا ہے یہ پرہیز اپنے سگے رشتوں یعنی بھتیجوں بھتیجیوں یا کوئی برادری وغیرہ عزیز رشتہ دار اور پڑوسیوں تک چلتا ہے۔

جواب: یہ بھی توہم پرستی ہے کہ لاش کو اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہ کیا جائے، میت کے کاجل یا سرمہ لگانا ممنوع ہے، بعض عورتیں جو میت والے گھر نہیں جاتیں اسی طرح زچگی والے گھر سے پرہیز کرتی ہیں، یہ غلط لوگوں کی پھیلائی ہوئی گمراہی ہے وہ ان کو ایسے تعویذ دیتے ہیں کہ وہ ساری عمر ان کے چکر سے باہر نہ نکل سکیں۔[1]

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص۱۰۳۔ ص۱۰۴

کتاب الزکوۃ وصدقہ فطر

انسان کے لئے یہ بڑا مشکل ہے کہ اپنے خون پسینے سے کمائی ہوئی دولت کو یونہی کسی کو دے دے، مگر جب صاحب نصاب یعنی وہ شخص جس کے پاس ۷½ تولہ سونا یا ۵۲½ چاندی یا اس مقدار وہ رقم جس پر سال گزر گیا ہو موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے اپنی سب سے اس پیاری چیز کو قربان کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کے گزر بسر کا مدار ہے، گویا وہ زبان حال سے اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ!

تیرے حکم کے آگے کسی چیز کی محبت دل میں جگہ نہیں لے سکتی، ایسے میں اس کے دل سے کنجوسی کی گندگی نکل جاتی ہے، ایمان کی شدت اور خیر خواہی اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور اس کا دل پاکیزہ ہو جاتا ہے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے جس سے خوش معاملگی پروان چڑھتی ہے اور رفاہی معاشرہ وجود میں آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ زکوۃ کا نام زکوۃ رکھا گیا ہے جو دلوں کو پاکیزہ کرے۔

اب یہ ضروری ہے کہ ایک بار کی ادائیگی سے یہ فرض ختم نہ ہو جائے بلکہ لوٹا لوٹا کر اس کو دہرایا جائے، اب یہ چکر اتنی کم مدت میں نہ ہو کہ حساب لگانا مشکل ہو جائے یہ کہ ابھی ایک وقت کی ادا بھی نہ ہو پائی تھی کہ دوبارہ لاگو ہوگئی، جس سے ایک طرح دشواری پیش آتی، نہ مدت اتنی لمبی رکھی گئی کہ جو زکوۃ کی اصل روح ہے کنجوسی کی صفت کو دور کرنا اور مساکین کے ساتھ ہمدردی کو فروغ دینا، رفاہی معاشرے کو قائم کرنا وغیرہ ہی ناپید ہو جائے، اس وجہ سے سب سے زیادہ حکمت ایک سال کے بعد واجب کرنے میں پیدا ہوئی، اب زکوۃ سے متعلق مسائل سمجھیے۔

مہر پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: دینِ مہر نکاح کی زکوٰۃ مرد وعورت کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔ اور مہر ادا نہیں ہوا۔ لہٰذا کسی صورت سے جو مہر کے اوپر زکوٰۃ کا ہونا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: مرد جب دین مہر عورت کو دے دے اور وہ مقدار نصاب ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تب عورت کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی، اگر وہ مقدار نصاب نہیں بلکہ اس سے کم ہے اور عورت کے پاس اتنی مقدار موجود ہے جس کو مہر کے ساتھ ملا کر پورا نصاب ہو سکتا ہے تو اس کو ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، اگر نصاب پورا نہیں ہو سکتا تو اس پر زکوٰۃ نہیں، اسی طرح وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں۔[1]

عورت کا بغیر اطلاع شوہر کے اپنے زیور و سامان کی زکوٰۃ دینا

سوال: جس عورت کے پاس زیور جہیز کا ہو وہ بغیر اطلاع خاوند پر زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جہیز کا زیور عورت کا مملوکہ ہے، اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[2]

بیوی کے صاحبِ نصاب ہونے سے شوہر صاحبِ نصاب کا حکم

سوال: بیوی اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحبِ نصاب

فتاویٰ محمودیہ، باب زکوٰۃ المتقدین: ج ۳ ص ۸۷

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل صفت زکوٰۃ: ج ۶ ص ۴۷

سمجھا جائے گا یا نہ اور زکوٰۃ اور قربانی کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بیوی کے صاحبِ نصاب ہونے سے شوہر صاحبِ نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس (شوہر) کے ذمہ واجب نہیں ہے۔[1]

زیورات جو برابر نہ پہنے جائیں ان پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: جو زیورات طلائی ونقرئی ماہ دو ماہ رکھ دیا اور دو ماہ تین ماہ برابر پہنا گیا اور وہ زیور بقدر نصاب بلکہ زیادہ ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: زیور سونے و چاندی کا جب بمقدار نصاب ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے۔[2]

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ دینے کا حکم

سوال: مرد اپنی عورت کو یا عورت اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں۔[3]

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

سوال: عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے مرد پر یا باپ پر یا شوہر پر؟ مہر میں سے دے دے۔ عورت کے پاس مال ہو یا نہ ہو؟

جواب: عورت جب صاحبِ نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے اگر شوہر ادا کرے گا تو ادا ہو جائے گا، باپ پر واجب نہیں۔[4]

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل صفت زکوٰۃ: ج ۶ ص ۵۰

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل صفت زکوٰۃ: ج ۶ ص ۵۹

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل مصارف زکوٰۃ: ج ۶ ص ۲۹۲

[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل صدقۂ فطر: ج ۶ ص ۳۲۴

بچیوں کے نام کئے گئے زیور پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بچیوں کے نام الگ الگ پانچ پانچ تولے سونا رکھ دے تاکہ ان کی بیاہ شادی میں کام آسکے تو یہ شرعاً کیسا ہے؟ کیا مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا یہ الگ الگ ہونے کی صورت میں واجب نہ ہوگی؟

جواب: چونکہ زیور بچیوں کے نام کر دیا گیا ہے اس لئے وہ اس کی مالکہ بن گئیں، اس لئے اس شخص کے ذمہ اس کی زکوٰۃ نہیں اور ہر ایک بچی کی ملکیت چونکہ نصاب سے کم ہے اس لئے ان کے ذمہ بھی زکوٰۃ نہیں، البتہ جو لڑکی بالغ ہو اور اس کے پاس زیور کے علاوہ بھی کچھ نقد روپیہ پیسہ ہو خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کم ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تو اس لڑکی پر زکوٰۃ لازم ہوگی، کیونکہ جب سونے چاندی کے ساتھ کچھ نقدی مل جائے اور مجموعہ کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے اور جو لڑکی نابالغ ہے اس کی ملکیت پر زکوٰۃ نہیں جب تک کہ وہ بالغ نہیں ہو جاتی۔[1]

زیور کے رنگ پر زکوٰۃ نہیں، لیکن کھوٹ سونے میں شمار ہوگا

سوال: کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائیں گے یا زیورات جس میں رنگ وغیرہ بھی شامل ہوں اس رنگ کے وزن کو شامل کرتے ہوئے زکوٰۃ لازم ہوگی اور اس طرح سے کھوٹ کا کیا مسئلہ ہے؟

جواب: سونے میں جو رنگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جا سکتا ہے، البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص ۳۶۶، ص ۳۶۷

جائے گی۔[1]

نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ

سوال: حکومت نے بنک اکاؤنٹ میں سے زکوٰۃ منہا کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں تو یہ فرمائیں کہ چھوٹے بچوں کے نام سے ان کے مستقبل کے لئے جو رقم بنک میں جمع کرائی جاتی ہے یا مختلف تقریبات میں ان کو رقم ملتی ہے اور وہ بھی بنک میں جمع ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔ حکومت اگر نابالغ بچے کے مال سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں۔[2]

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

سوال: اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو، لیکن جب اس کی بیوی شادی ہو کر اس کے گھر آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض بھی ہے اور اس کی اتنی تنخواہ بہرحال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے زکوٰۃ و قربانی واجب رہے گی اور اللہ میاں شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال و جواب کئے جائیں؟

جواب: چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہیں، اس لئے قربانی و زکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا اور اگر وہ ادا نہیں کرتی تو گنہگار بھی وہی ہوگی، شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔[3]

[1] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص ۳۶۵
[2] ایضاً: ج ۳ ص ۳۴۳ [3] ایضاً: ج ۳ ص ۳۴۶

کتاب الصوم

فطری تقاضا تو یہی ہے کہ عقل ہمیشہ نفس پر غالب آئے، لیکن انسانی زندگی میں بہت سے مراحل ایسے آتے ہیں کہ عقل پر نفس غالب آجاتا ہے، جس سے انسان شتر بے مہار کی طرح بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے، اب یہ ضروری ہے کہ انسان کے اس نفس کو لگام دیا جائے اب انسان کا نفس تو کہتا ہے کہ پیٹ بھر مگر رب کی مرضی ہے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اپنے نفس کی مرضی کو چھوڑ کر ہماری مرضی پر بھوکا رہو، اسی وجہ سے روزے کو فرض قرار دیا جو نہ صرف نفس کو قابو کرتا ہے بلکہ عقل کو بھی حد میں رکھتا ہے اس کے اندر تقویٰ کی صفت کو اجاگر کرتا ہے، انسان کی عاجزی کو جتلاتا ہے بصیرت کو بڑھاتا ہے درندگی کی صفت کو ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے کو ابھارتا ہے اور سب سے بڑھ کر انسانی جسم اور روح کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مزید توانا اور تندرست بناتا ہے۔

اب روزے سے متعلق ضروری مسائل جان لیجیے۔

دودھ پلانے سے عورت کا روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

سُؤال: اگر کسی عورت نے اپنے شیر خوار بچے کو دودھ پلایا تو آیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟

جَواب: روزہ نہیں ٹوٹے گا۔[1]

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل غیر مفسد الصوم: ج ۶ ص ۴۰۸

غیر روزہ دار شوہر نے روزہ دار بیوی سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا تو کیا حکم ہے؟

سُؤال: ایک مرد بغیر روزہ ماہ رمضان میں اپنی بیوی روزہ دار سے اس گمان پر کہ شاید روزہ سے نہیں ہے صحبت کرتا ہے، بیوی نے سمجھا کہ میرا روزہ مرد کو معلوم ہے اور شاید مباشرت روزے میں جائز ہوگی۔ تاہم مرد سے دریافت کیا مرد فوراً علیحدہ ہو گیا اب کفارہ کس کے ذمہ ہے۔

جَواب: اس صورت میں اگر دخول ہو گیا تو کفارہ عورت پر لازم ہے اور اگر ایک دفعہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا نہیں کھلا سکتا تو یہ درست ہے کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے، یا روزانہ اس کو قیمت نصف صاع گندم کی دیتا رہے، یا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح قیمت تقسیم کرے کہ ہر ایک مسکین کو ایک فطرہ کی قیمت یعنی نصف صاع گندم پونے دو سیر کی قیمت دے دے۔[1]

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا یہ کیا کرے؟

سُؤال: ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے محروم رہی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا، اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے؟ جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے اس وقت گزشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے؟

جَواب: اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل قضاء و کفارہ: ج ۶ ص ۴۳۷

سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضاء کرے۔[1]

دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے یا نہیں؟

سُؤال: جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کو روزہ رکھنا چاہیئے یا نہیں؟ جب کہ عورت کمزور ہے۔

جواب: اگر بچہ کی طرف سے یا اس عورت کی طرف سے اندیشہ ہو کہ عورت کے روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ ہلاک ہوجائے گا یا عورت بوجہ ضعیف کے ہلاک ہو جائے گی یا اس کے دودھ نہ رہے اور بچہ ہلاک ہو جائے گا تو اس صورت میں عورت رمضان شریف میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرے۔[2]

روزہ میں عورت کا لپ اسٹک لگانا

سُؤال: عورت کو روزہ کی حالت میں لبوں پر سرخی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، البتہ منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے۔[3]

حائضہ کا رمضان میں کھانا پینا

سُؤال: اگر رمضان میں عورت خاص ایام کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو اس کو دن میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں۔

جواب: اگر حیض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا یا روزہ رکھنے کے بعد حیض آگیا تو کھانا پینا جائز ہے، لیکن دوسروں کے سامنے نہ کھائے اور اگر دن کو حیض سے پاک ہوئی تو دن کا باقی حصہ روزہ دار کی طرح رہنا واجب ہے۔[4]

---

۱ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل عوارض: ج ۶ ص ۴۶۱
۲ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل عوارض: ج ۶ ص ۴۶۴
۳ احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۴۴۳
۴ احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۴۲۸

نفل روزہ میں حیض آگیا تو قضاء واجب ہے

سُؤال: ایک عورت نے نفل روزہ رکھا دن کے کسی حصہ میں حیض آگیا تو کیا پاک ہونے کے بعد یہ روزہ قضاء کرنا ہوگا؟

جواب: اس روزہ کی قضاء واجب ہے۔[1]

کفارہ کے روزوں کے درمیان حیض آگیا

سُؤال: اگر کسی عورت نے روزہ رکھ کر توڑ دیا اور اب اسے کفارہ کے روزے رکھنے ہیں کفارہ کے روزے رکھنے شروع کیئے تو چند روز بعد اس کے ماہواری کے دن آگئے اب وہ روزہ نہیں رکھ سکتی اور کفارہ کے روزوں میں ناغہ نہیں ہوتا ایسی عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ماہواری کی وجہ سے کفارہ کے روزوں میں فصل مضر نہیں، ماہواری ختم ہوتے ہی فوراً روزے شروع کر دے، اسی طرح ساٹھ روزے پے درپے پورے کرے اگر ماہواری ختم ہونے کے بعد ایک دن کا بھی ناغہ کیا تو نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔[2]

دردزہ سے روزہ کا حکم

سُؤال: اگر کسی حاملہ عورت کو حمل کی وجہ سے کافی تکلیف ہے اور روزہ رکھ کر توڑ دیتی ہے محض تکلیف کی وجہ سے اور سورج غروب کے وقت اس کے بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس عورت کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا اس پر روزہ توڑنے کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے یا صرف قضاء؟

---

۱ احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۴۲۸
۲ احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۴۴۲

جواب: اگر روزہ نہ توڑنے سے عورت یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا ظن غالب ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے صرف قضاء واجب ہے کفارہ نہیں، بدون ایسے خطرہ کے روزہ توڑنا گناہ ہے اور کفارہ واجب ہے، البتہ اگر اسی روز غروب آفتاب سے قبل بچہ پیدا ہو گیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔[1]

ساٹھ سالہ مریضہ فدیہ دے سکتی ہے

سوال: ایک مریضہ جسے ٹی بی کا مرض لاحق ہے اور عمر بھی تقریباً ساٹھ سال ہے اور نہایت کمزور ہے صحت کے آثار نظر نہیں آتے ڈاکٹروں نے سختی سے منع کیا کہ روزہ نہ رکھیں اور اگر روزہ رکھیں گی تو پھیپھڑوں پر برا اثر ہوگا۔ کیا فدیہ دے سکتی ہے؟

جواب: اگر آئندہ زمانہ میں بھی تندرستی کے امکان نظر نہیں آتے تو فدیہ دینے کی شرعاً اجازت ہے، ایک روزے کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔[2]

حاملہ طبی معائنہ کرائے تو روزہ کا حکم

سوال: روزہ دار حاملہ عورت کا دائی معائنہ کرتی ہے جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے یعنی فرج کے اندر ہاتھ داخل کرنا وغیرہ اس صورت میں روزہ باقی رہے گا یا نہیں! قضاء لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے اور اگر انگلی کو پانی یا تیل لگا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔[3]

کفارہ کے روزوں کے درمیان نفاس کا آنا

سوال: اگر کسی عورت نے کفارہ کا روزہ رکھا بیچ میں نفاس آگیا آیا پھر دوبارہ روزہ

[1] احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۴۳۲
[2] خیر الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۷۵
[3] خیر الفتاویٰ، کتاب الصوم: ج ۴ ص ۷۷

رکھے؟

جواب: نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی صحیح نہیں ہوا اب روزے پھر سے رکھے۔[1]

دوائی کھا کر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا

سوال: رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھا کر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں، اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں اور فخریہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب: یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے عورت پاک ہی شمار ہوگی اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا، رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔[2]

شدت پیاس سے جان بلب ہو جائے تو افطار کا حکم ہے

سوال: شدت پیاس حالت غیر ہو جائے تو افطار کر سکتے ہیں؟

جواب: روزہ کی حالت میں اگر پیاس اتنی شدید لگے کہ جان خطرہ میں پڑ جائے تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔[3]

شوال کے چھ روزے رکھنا

سوال: عید کے بعد چھ روزے عید کے بعد فوراً لگاتار رکھے جائیں یا کچھ وقفہ سے بھی رکھ سکتے ہیں؟

[1] بہشتی زیور، حصہ سوم ص ۱۶
[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص ۲۷۸
[3] خیر الفتاویٰ، کتاب الصوم ج ۴ ص ۴۲

جواب: دونوں طرح درست ہے، بہتر یہ ہے کہ متفرق رکھے جائیں۔[1]

روزے کی حالت میں آنکھ میں دوائی ڈالنا

سوال: رمضان المبارک میں آنکھوں میں بحالت روزہ مائع یعنی بہنے والی دوائی ڈالی تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے یا نہیں؟

جواب: آنکھ میں بہتی ہوئی دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[2]

حائضہ سحری سے پہلے پاک ہوگئی تو روزہ کا حکم ہے

سوال: عورت رمضان ہی میں سحری کے وقت حیض سے پاک ہوگئی غسل نہیں کیا کیا یہ عورت بغیر غسل کے روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر منتہائے سحری سے کچھ دیر قبل پاک ہوگئی تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگیا ہے۔[3]

قضاء رمضان کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے

سوال: کسی کے ذمہ رمضان المبارک کے چند روزوں کی قضاء باقی ہے ان کے ادا کئے بغیر نفلی روزے رکھنا ہے، آیا اس کے وہ نفلی روزے ہوں گے یا رمضان شریف کی قضاء کے شمار ہوں گے؟

جواب: نفلی روزے ہوں گے، کیونکہ قضاء روزوں کے لئے تعیین شرط ہے۔[4]

روزوں کی طاقت ہوتے ہوئے کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا

سوال: ① ایک آدمی نے جبراً حالت صوم میں رمضان المبارک میں اپنی بیوی

۱ خیر الفتاوی، کتاب الصوم ج۴ ص۳۵

۲ ایضاً: ج۴ ص۳۶ ۳ ایضاً: ج۴ ص۲۹ ۴ ایضاً: ج۴ ص۵۸

سے جماع کرلیا تو کفارہ مرد پر ہوگا یا دونوں پر؟

② دونوں کی طاقت ہوتے ہوئے کھانا کھلانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا؟

جواب:

① خاوند پر کفارہ لازم ہے، بیوی نے اگر بخوشی موافقت کی ہے تو اس پر بھی کفارہ لازم ہے۔

② روزوں کی طاقت ہوتے ہوئے کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔[1]

بحالت صوم انجکشن لینا کیسا ہے؟

سوال: بحالت صوم جو انجکشن گوشت میں لیا جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن جو انجکشن رگ میں دیا جاتا ہے جس سے حاجت طعام بھی رفع ہو جاتی ہے تو ایسا انجکشن رت میں لینے سے روزے پر اثر انداز ہوگا یا نہیں؟

جواب: بذریعہ انجکشن جسم میں دوا یا غذا پہنچانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔[2]

بچہ کو روزہ کی حالت میں لقمہ چبا کر دینا

سوال: بچہ چھوٹا ہے، روٹی چبا کر کھلائی جاتی ہے اس کے بغیر نہیں کھا سکتا، ایسی صورت میں بحالت صوم روٹی چبا کر اس کی والدہ دے دے تو روزے پر کوئی اثر ہوگا؟

جواب: جب بچہ بغیر لقمہ چبائے نہ کھا سکتا ہو اور کوئی نرم غذا بھی نہ ہو تو لقمہ چبانا مکروہ نہیں، ہاں بلاضرورت چبانا مکروہ ہے، اسی طرح خاوند یا مالک یا مالکہ ظالم ہیں کھانے میں نمک مسالہ کم وبیش ہونے پر خفا ہوتے ہوں گالیاں دیتے ہوں تو زبان سے چکھنے سے روزہ میں خرابی نہیں آئے گی (مالا بدمنہ)۔[3]

۱ خیر الفتاوی، کتاب الصوم ج۴ ص۶۶

۲ فتاوی رحیمیہ، کتاب الصوم ج۲ ص۳۸

۳ فتاوی رحیمیہ، کتاب الصوم ج۲ ص۴۱

باب الاعتکاف

عورت کو اعتکاف میں حیض آگیا

سُوال: اگر عورت کو اعتکاف کی حالت میں حیض آجائے تو وہ اتنے دنوں کے اعتکاف کی قضاء کرے گی یا نہیں؟

جَواب: جس روز حیض شروع ہوا صرف اسی ایک دن کی قضاء واجب ہے۔[1]

عورتوں کا اعتکاف بھی جائز ہے

سُوال: عورتوں کے اعتکاف کی شرائط اور طریقے کیا ہیں؟

جَواب: عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ کو یا کوئی اور جگہ مناسب ہو تو اس کو مخصوص کر کے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کر کے عبادت میں مصروف ہو جائے، سوائے حاجات شرعیہ کے اس جگہ سے نہ اٹھے، اگر اعتکاف کے دوران عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو اعتکاف ختم ہو جائے گا، کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔[2]

خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں بیٹھنا

سُوال: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف رمضان المبارک میں بیٹھ سکتی ہے کہ نہیں؟

---

[1] احسن الفتاوی، باب الاعتکاف: ج ۴ ص ۵۰۳

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۳ ص ۳۱۵

جَواب: عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ بیٹھے۔[1]

عورت کا اعتکاف کے لئے جگہ تبدیل کرنا

سُوال: عورت اعتکاف کی جگہ متعین کرنے کے بعد تبدیل کر سکتی ہے؟

جَواب: اعتکاف کے لئے جگہ متعین کرنے کے بعد تغیر وتبدیل جائز نہیں ہے، اندر ہو یا باہر ہو۔[2]

عورت کا اعتکاف میں کھانا پکانا

سُوال: اعتکاف کرنے والی عورت گھر کی مسجد میں کھانا پکا سکتی ہے یا نہیں؟ اذان اور وضو کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے تو کافی کی اس عبارت کے خلاف ہے؟

جَواب: اگر اس کا کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجد بیت میں کھانا پکا سکتی ہے، مسجد بیت پر تمام احکام مسجد کے جاری نہیں ہوتے۔[3]

عورت کا اعتکاف گھر پر نفل ہے یا سنت؟

سُوال: گھر پر عورت کا اعتکاف نفل ہوگا یا سنت؟

جَواب: وہ نفل اعتکاف بھی کر سکتی ہے سنت بھی۔[4]

---

[1] خیر الفتاوی، اعتکاف کے مسائل: ج ۴ ص ۱۴۴

[2] خیر الفتاوی، اعتکاف کے مسائل: ج ۴ ص ۱۴۴

[3] فتاوی محمودیہ، باب الاعتکاف: ج ۳ ص ۱۶۱

[4] فتاوی محمودیہ، باب الاعتکاف: ج ۱۳ ص ۱۵۸

کتاب الحج

محبت کا اظہار صرف عاجزی و انکساری سے نہیں بلکہ محبت و ایثار بھی ضروری ہے، نماز تو انسان کے اندر عاجزی کو پیدا کرتی ہے تو حج انسان کے ایثار و محبت کو ظاہر کرتا ہے۔

گویا حاجی بزبان حال یہ کہتا ہے اے اللہ! میں تیرے احکام کی پابندی عاجزی کی وجہ سے نہیں عشق اور تیری محبت میں کر رہا ہوں۔

اے اللہ! دیکھو میں کیسے دیوانہ وار تمہاری طرف چلا آیا، اپنی زیب و زینت کو کیسے دور کر دیا، اپنا سر منڈوالیا اور کیسے اپنی صورت مجذوبانہ بنالی۔

یہی چیز جو انسانی جسم میں ولولہ، روحانی تپش اور محبت پیدا کرتی ہے وہ حج ہے اور حج مالداروں پر اس وجہ سے فرض کیا گیا کہ محبت حج کے لئے صرف اس کا اظہار ہی کافی نہیں، بلکہ اس محبت کو بجالانا بھی ضروری ہے اور یہ صرف وہی شخص بجالاسکتا ہے جو مالدار ہو۔

دوسری چیز یہ کہ دولت انسان کے اندر فخر و غرور کو پروان چڑھاتا ہے، اب مالدار آدمی اگر حج کرے گا تو گویا وہ اپنے اندر کے فخر و نخوت کو مٹا رہا ہے اور رب کے حکم کے آگے خود کو قلندر بنا رہا ہے تو اس کے اندر کی وہ بڑائی جسے دولت نے جنم دیا تھا حج اسے ختم کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ مالدار جس کے پاس کوئی شرعی عذر نہ ہو اور وہ راستے کے اخراجات کی استطاعت رکھتا ہو عورت ہو تو کوئی محرم (جس کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے) یا شوہر ساتھ ہو وہ حج ادا کرے، رب کی اطاعت کو بجا لائے۔

بغیر محرم کے بوڑھیا کا سفر حج

سوال: ایک ساٹھ سالہ بوڑھی عورت حج کو جانا چاہتی ہے مگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہے ایک بڑے میاں جو اس عورت کے محرم تو نہیں مگر ان کی عمر بھی ساٹھ سے زیادہ ہے تو ایسی صورت میں وہ عورت ان بڑے میاں کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: بوڑھی عورت کو بھی بغیر شوہر یا کسی محرم کے سفر نہیں کرنا چاہیے۔[1]

لڑکی کی شادی مقدم ہے یا حج

سوال: بالغہ لڑکی بغیر شادی شدہ گھر میں موجود ہو اور والدین حج کو جانا چاہتے ہیں تو بالغہ کی شادی کرنا افضل ہے یا حج کو جانا؟

جواب: اگر حج فرض ہے اور لڑکی کی حفاظت کا انتظام بھی ہے تو اس کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے۔[2]

کسی عورت کا دوسری عورتوں کے ساتھ حج کرنا

سوال: میری اہلیہ پر حج فرض ہو چکا ہے، لیکن میں ایک خاص عذر کی وجہ سے مجبور معذور ہوں، ان کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا، اور نہ کوئی محرم موجود ہے، جوان کے ساتھ سفر حج کر سکے، حسن اتفاق سے کچھ خواتین حج کو جا رہی ہیں بصورت ہذا ان بزرگ خواتین کے ساتھ میری اہلیہ ازروئے شرع شریف اپنا فریضۂ حج ادا کر سکتی ہے؟

جواب: عورت کے پاس اگر اپنے حج کے لئے روپیہ کافی ہو اور شوہر یا کوئی محرم بھی

[1] فتاوی محمودیہ، کتاب الحج: ج ۳ ص ۱۷۷
[2] فتاوی محمودیہ متفرقات: ج ۳ ص ۱۷۸

جانے والا ہو تب تو اس کے ذمہ حج کے لئے جانا فرض ہوتا ہے ورنہ فرض نہیں ہوتا، بلکہ حج بدل کے لئے وصیت کرنا ضروری ہوتا ہے جس کی تنفیذ ایک تہائی ترکہ سے لازم ہوتی ہے، عورت بوڑھی ہو یا جوان اور قافلہ میں دوسری عورتیں ہوں یا نہ ہوں سب کا یہی حکم ہے۔[1]

عورتوں کے لئے روضۂ اقدس کی زیارت

سؤال: عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت منع ہے تو کیا روضۂ اطہر پر بھی جانا عورتوں کو منع ہے۔

جواب: منع نہیں۔[2]

نقاب چہرہ سے لگ گیا تو اس کا حکم

سؤال: اگر کسی عورت کے حالت احرام میں چہرہ پر برقع کا نقاب ہوا سے اڑ کر پڑے یا سوتے میں چادر وغیرہ چہرہ پر پڑ جائے تو اس کی کیا جزاء ہے؟

جواب: ایک گھنٹہ سے کم وقت ہو تو نصف صاع صدقہ واجب ہے۔[3]

حج اور عمرہ کا طریقہ اور اس کی قسمیں

سؤال: حج کن عورتوں پر فرض ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں اور حج ادا کرنے کا مختصر طریقہ کیا ہے؟

جواب: جن عورتوں کے پاس اتنا سرمایہ ہے جس میں وہ حج کے سفر کے اخراجات برداشت کر سکے اور سفر میں محرم ساتھ ہوں اور عدت سے پاک ہوں تو اس کے ذمہ حج فرض ہے۔

ل فتاوی محمودیہ، کتاب الحج ج ۱۳ ص ۱۹۴
ے فتاوی محمودیہ، فصل زیارۃ المدینۃ: ج ۳ ص ۱۸۱
ت احسن الفتاوی، کتاب الحج: ج ۴ ص ۵۴۵

حج کی تین قسمیں ہیں

۱ حج افراد: جو اپنی جگہ سے صرف حج کا احرام باندھے اور احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرے اس قسم کے حج کو افراد اور ایسا حج کرنے کو مفرد کہتے ہیں۔

۲ حج قران: اپنی جگہ سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت کرے، اس قسم کے حج کرنے کو حج قران اور ایسا حج کرنے والے کو مقرن کہتے ہیں۔

۳ حج تمتع: اپنی جگہ سے صرف عمرہ کی نیت کر کے عمرہ کا احرام باندھے، پھر مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ سے فارغ ہو کر احرام ختم کر دے، اس کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو وہیں حج کا احرام باندھے تو اس کا نام حج تمتع ہے اور اس طرح کے حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ حج کے تمام افعال ذی الحجہ مہینے کے پانچ دنوں ہی میں ادا کئے جاتے ہیں یعنی آٹھ ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک، جب کہ عمرہ پورے سال ادا کیا جاتا ہے، حج کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے کر لے ان تینوں حج میں قدرے فرق ہے جس کی تفصیل علماء کرام سے معلوم کی جا سکتی ہے، عموماً حجاج حج تمتع ہی کرتے ہیں اس لئے اسی کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

احرام کا طریقہ اور آداب

حج اور عمرہ کے افعال میں سب سے پہلا عمل احرام ہے، اس سے پہلے ناخن کتر لیں زیر ناف اور بغل کے بال صاف کر لیں بعد ازیں سنت کے مطابق غسل کر لیں اور صرف وضو کر لینا بھی کافی ہے، پھر سارے سلے ہوئے کپڑے بدستور پہنی رہیں مردوں کی طرح تہبند باندھنے اور چادر اڑھنے کا حکم عورت کے لئے نہیں ہے، اور مکروہ وقت اور ماہواری بھی نہ آ رہی ہو تو عام طریقہ سے دو رکعت نفل پڑھیں اور

چہرے سے کپڑا ہٹا لیں نفل پڑھ لینے کے بعد جس حج وعمرہ کا ارادہ ہے اس حج وعمرہ کے لئے دل میں نیت کر کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، اگر ماہواری آرہی ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کر لیں یا صرف وضو کر لیں لیکن دو رکعت نہ پڑھیں بغیر نفل پڑھے قبلہ رخ بیٹھ جائیں اور چہرے سے کپڑا ہٹا لیں اور جس حج وعمرہ کا ارادہ ہے اس حج وعمرہ کے لئے دل میں نیت کر کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں: "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" یہ ہوا عورتوں کے احرام کا طریقہ۔

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اب آپ کو عمرہ ادا کرنا ہے، لہٰذا مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل نہ پڑھیں، اس مسجد کا تحیہ طواف ہے، اس لئے دعا مانگنے کے بعد طواف کریں، ہاں اگر ہجوم کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے طواف نہ کرنا ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو پھر طواف کے بجائے تحیۃ المسجد پڑھیں۔

طواف: اب آپ طواف کرنے کے لئے حجر اسود کی طرف چلیں اور مردوں سے ہٹ کر حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑی ہوں کہ سارا حجر اسود آپ کے داہنے طرف ہو جائے، پھر قبلہ رخ ہو کر طواف کی نیت کریں اور حجر اسود کے سامنے آئیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ" پھر دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔

پھر حجر اسود کی طرف استلام کا اشارہ کریں، اشارہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود کی طرف اٹھا کر ہتھیلیاں اس طرح پھیلا دیں گویا وہ حجر اسود پر رکھی ہیں

اور یہ کہیں "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" اور ہتھیلیاں چوم لیں اور اگر مردوں کا ہجوم نہ ہو تو بجائے اس طرح اشارہ کرنے کے آپ خود حجر اسود پر جا کر اور اس پر دونوں ہاتھ رکھ دونوں ہاتھوں کے درمیان حجر اسود کو آہستہ سے بوسہ دیں، پھر دائیں طرف مڑ کر اپنی چال کے مطابق چلیں اور مردوں سے ہٹ کر طواف شروع کریں، بغیر ہاتھ اٹھائے جو دل چاہے اپنی زبان میں دعاء کریں یا ذکر کریں کوئی دعا مخصوص نہیں ہے۔

بیت اللہ کا تیسرا کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے اگر اس پر خوشبو ملی ہوئی نہ ہو تو اس پر دونوں ہاتھ پھیر دیں یا صرف داہنا ہاتھ پھیر دیں، اگر خوشبو لگی ہوئی ہو یا مردوں کا ہجوم ہو تو بغیر اشارہ کے یوں ہی گزر جائیں۔

پھر حجر اسود کے سامنے پہنچیں اور حجر اسود کی طرف ہتھیلیوں کا رخ کریں مذکورہ بالا دعا پڑھیں اور ہتھیلیوں کو بوسہ دیں، یہ ایک چکر ہوا، اس کے بعد باقی چھ چکر بالکل اسی طرح کریں۔

پھر طواف کے سات چکر پورے کر کے ملتزم پر آئیں، ملتزم حجر اسود اور خانہ خدا کے دروازے کے درمیان جو دیوار ہے اس کو کہتے ہیں اس سے چمٹ کر دعا کریں، البتہ اگر یہاں خوشبو لگی ہوئی ہو یا مردوں کا ہجوم ہو تو پھر اس سے کچھ دور کھڑی ہو کر دعاء کریں۔

نماز واجب طواف: ملتزم سے ہٹ کر مقام ابراہیم کے پاس آئیں اور مردوں سے دور اس طرح کھڑی ہوں کہ آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم آجائے، اگر مکروہ وقت نہ ہو اور مردوں کا ہجوم نہ ہو تو حرم شریف میں جہاں جگہ ملے وہاں یہ نماز ادا کریں، اب زمزم کے کنویں پر جائیں اور قبلہ رو کھڑے ہو کر پانی پی کر اور کچھ اپنے اوپر چھڑک کر خوب دعاء کریں۔

سعی کا طریقہ: اس کے بعد حجر اسود کے سامنے آئیں اور سیاہ پٹی پر کھڑی ہوں اور

حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں اور سعی کرنے کے لئے صفاء کی طرف چلیں اور صفاء کے اوپر قبلہ رو کھڑی ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے سعی کی نیت کریں، پھر دعاء کے لئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں اور خوب دعاء کریں، صفاء سے اتر کر سکون واطمینان سے مروہ کی طرف چلیں اور ذکر و دعاء میں مشغول رہیں اور جب سبز ستونوں کے قریب پہنچے تو اپنی عادت کے مطابق چلیں اور یہ کہیں "رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ."

پھر مروہ پہنچ کر وہی ذکر اور دعاء کریں جو صفاء پر کی ہیں، یہ سعی کا ایک چکر ہوا اسی طرح چھ چکر ادا کرنے ہیں یہاں سے صفاء جائیں دو چکر ہو جائیں گے اور صفاء سے مروہ پر تین چکر ہو جائیں گے، آخری چکر مروہ پر ختم ہوگا، ہر چکر میں سبز ستون کے درمیان خواتین نہیں دوڑیں گی، پھر آخر میں مروہ پر جا کر دعاء کریں۔

قصر

اور اسی جگہ یا گھر آکر اپنی چوٹی کے آخر میں سے انگلی کے ہر ایک پورے سے کچھ زائد بال کتر دیں اس کے بعد ناخن وغیرہ کاٹیں۔ لیجئے عمرہ پورا ہو گیا۔ اب آپ چہرہ سے کپڑا لگا سکتی ہیں اور ہٹا سکتی ہیں خوشبو لگا سکتی ہیں اب احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو گئی ہیں، اس کے بعد مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت مطاف کے کنارے یا حجر اسود و ورنہ حرم میں جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لیں سعی کے بعد یہ دو رکعت نفل مستحب ہے۔

حج ادا کرنے کا طریقہ

حج کا پہلا دن۔ ۸ ذی الحجہ

۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک کے ایام حج کے دن کہلاتے ہیں یہی دن ان

سارے سفر کا حاصل ہیں اور انہی دنوں میں اسلام کا اہم رکن "حج" ادا ہوتا ہے، ۷ ذی الحجہ کو مغرب کے بعد ۸ ذی الحجہ کی رات شروع ہو جائے گی رات ہی کو احرام کی نیت سے غسل کریں اور ناخن کتر لیں بغل اور زیر ناف بال صاف کر کے فارغ ہو جائیں، اگر غسل نہ کرنا چاہے تو وضو کرنا بھی کافی ہے۔

مکروہ وقت نہ ہو اور ماہواری بھی نہ آرہی ہو تو احرام کی نیت سے گھر میں دو رکعت نفل ادا کریں اور اگر مکروہ وقت ہو یا ماہواری آرہی ہو تو نفل نہ پڑھیں، صرف وضو یا غسل کر کے احرام کی نیت کر لیں، پھر فوراً ہی حج کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ آہستہ آواز کے ساتھ تلبیہ کہیں بس احرام بندھ گیا۔

منٰی روانگی: اب آپ حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ معظمہ سے طلوع آفتاب کے بعد منٰی روانہ ہوں اور راستہ میں اترتے چڑھتے صبح اور شام نمازوں کے بعد اور ملاقات کے وقت آہستہ آواز سے لبیک کہیں اور دعائیں مانگیں، منٰی میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ دوسرا دن کی نماز فجر ادا کرنا مسنون ہے اور رات کو منٰی میں رہنا سنت ہے۔

۹ ذی الحجہ۔ حج کا دوسرا دن

عرفات روانگی: فجر کی نماز منٰی میں پڑھیں تکبیر تشریق کہیں اور آہستہ سے تلبیہ کہیں اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر عرفات جانے کی تیاری کریں اور آہستہ آواز تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات کی طرف روانہ ہوں اور عرفات زوال سے پہلے پہلے پہنچ جائیں وضو کر لیں غسل کر لینا پردہ کے ساتھ افضل ہے، وقوف عرفات کا وقت زوال کے بعد سے صبح صادق تک ہے، اس لئے زوال ہوتے ہی وقوف شروع کر دیں، قبلہ رخ کھڑے ہوں، وقوف کی نیت کریں اور دعا کے لئے ہاتھ پھیلائیں اور خشوع و خضوع کے ساتھ آہستہ آواز کے ساتھ لبیک کہیں، پھر خوب گڑگڑا کر توبہ واستغفار

کریں اور اپنے سارے گناہوں کی دل سے معافی مانگیں، اسی طرح غروب آفتاب تک خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر ودعا میں لگے رہیں۔

مزدلفہ روانگی: جب عرفات کے میدان میں آفتاب غروب ہو جائے تو یہاں نہ مغرب کی نماز پڑھیں اور نہ عشاء اور نہ راستہ میں یہ نمازیں پڑھیں، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر ان نمازوں کو ادا کریں راستہ میں ذکر اللہ، درود شریف اور لبیک پڑھتی رہیں۔ پھر مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں، طریقہ یہ ہے کہ جب عشاء کا وقت ہو جائے تو پہلے مغرب کے تین فرض اداء کریں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق کہیں اور لبیک کہیں، اس کے فوراً بعد عشاء کے فرض ادا کریں (مسافر ہوں تو دو رکعت اور مقیم ہوں تو چار رکعت فرض ادا کریں) سلام پھیر کر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں اس کے بعد مغرب کی دو سنت پھر عشاء کی دو سنت اور تین رکعات وتر ادا کریں، نمازوں سے فارغ ہو کر پوری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں گزاریں اور کچھ دیر آرام بھی کریں۔

کنکریاں چننا: شیطان کو مارنے کے لئے مزدلفہ سے رات ہی کو کنکریاں چننا افضل ہے، لیکن یہ کنکریاں کہیں اور سے بھی اٹھالیں تب بھی جائز ہے۔

وقوف مزدلفہ: جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں فجر کے فرض اور سنت ادا کریں، صبح صادق ہوتے ہی وقوف مزدلفہ شروع ہو جائے گا اور یہ واجب ہے اس کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، لہٰذا ذکر و دعاء میں مشغول رہیں جب سورج نکلنے کے قریب ہو جائے تو مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

منیٰ واپسی: راستہ بھر دعاء تلبیہ کہتی رہیں اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور منیٰ میں پہنچ جائیں۔

۱۰ ذی الحجہ۔ حج کا تیسرا دن

جمرہ عقبہ کی رمی: جب آپ منیٰ پہنچ جائیں تو سب سے پہلے جَمْرَةُ الْعَقَبَة کو سات کنکریاں ماریں اور کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ پر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ایک کنکری پکڑیں اور آہستہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جمرہ کے ستون کی جڑ پر پھینک دیں کچھ اوپر بھی لگ جائے تو کچھ حرج نہیں، تاہم اس کے احاطے میں کنکری گرنا ضروری ہے اس طرح سات کنکریاں ماریں۔

قربانی: جَمْرَةُ الْعَقَبَة کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنی ہے، قربانی آج ۱۰ تاریخ میں کرنا ضروری نہیں ہے اس کے لئے تین دن مقرر ہیں۔ ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک۔ رات میں اور ان میں جب چاہیں قربانی کر سکتے ہیں۔

قصر: قربانی سے فارغ ہو کر تمام سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ کتر لیں یا کتروالیں، بعد ازیں ناخن وغیرہ تراش لے، جب قصر ہو جائے گا تو احرام کی بیشتر پابندی ختم ہو جائیں گی البتہ خاوند سے صحبت کرنا بوس و کنار یہ طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہوگا۔

طواف زیارت: جمرہ عقبہ کی رمی، قربانی اور سر کے بال قصر کرنے کے بعد طواف زیارت کریں، طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ آفتاب غروب ہونے تک ہے، طواف زیارت کے بعد سعی کریں، یعنی صفاء و مروہ کے درمیان سات چکر لگائیں اور ان چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے گی نہیں دوڑے گی۔ حج کی سعی کا وہی طریقہ ہے جو عمرہ کے بیان میں لکھا گیا ہے۔

طواف زیارت کی اہمیت: یاد رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن اور فرض ہے یہ کسی حال نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہو سکتا ہے، بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کی ادائیگی نہ ہوگی خاوند سے صحبت اور

بوس وکنار حرام رہے گا، لہٰذا اس کا خاص اہتمام فرمائیں بغیر طواف زیارت کئے ہرگز وطن واپس نہ آئیں۔

۱۱ ذی الحجہ۔ حج کا چوتھا دن

گیارہ تاریخ کو زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات پر سات کنکریاں ماریں، آج کی یہ کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولیٰ پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت یہ پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ۔"

۱۲ ذی الحجہ۔ حج کا پانچواں دن

آج کا خاص کام صرف زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا ہیں جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو آپ نے ماری ہیں، آج کی رمی کرنے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ منیٰ میں مزید قیام کریں یا مکہ مکرمہ آجائیں اگر مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ ہے تو غروب آفتاب سے پہلے حدود منیٰ سے نکل جائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ کا حج پورا ہو گیا، منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور جتنا ہو سکے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقہ، خیرات، ذکر وتلاوت اور دیگر نیک کام کر لینا چاہئیں۔

حج سے واپسی اور طواف وداع: حج کے بعد جب مکہ مکرمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو پھر طواف وداع واجب ہے، اس طواف کا طریقہ بالکل وہی ہے جو عمرہ کے طواف میں لکھا گیا ہے، اس کے مطابق طواف کریں، طواف سے فارغ ہو کر ملتزم پر خوب دعائیں کریں آب زم زم پئیں اور حسرت افسوس کرتے ہوئے واپس ہوں، حرم سے باہر آکر خوب دعائیں کریں، یا اللہ ہمارے سفر کو آسان فرما اور عافیت وسلامتی سے اپنے اہل وعیال میں پہنچا اور حج وعمرہ کی سعادت صحت وعافیت

کے ساتھ بار بار عنایت فرمایا اور اس حاضری کو میری آخری حاضری نہ بنا آمین۔

حج میں پردے کا حکم

سوال: بعض جاہلوں سے سنا ہے حج وعمرہ کے دوران نامحرم مرد اور عورت سگے بہن بھائی کی طرح ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نامحرم مردوں سے خلط ملط ہو جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ بالکل غلط ہے اور ناجائز ہے، ہر مرحلہ میں شرعی پردہ فرض ہے اور اس کا اہتمام ضروری ہے۔[1]

احرام میں پردہ کا طریقہ

سوال: حج وعمرہ کے احرام میں نامحرم مردوں سے پردہ کا کیا طریقہ ہے؟ جب کہ خواتین کے لئے ضروری ہے کہ کپڑا چہرے سے نہ لگے۔

جواب: ان دونوں پر عمل کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ایک ولایتی ہیٹ لے لیں اور اس میں آنکھوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے جو گتہ چھجے کی طرح آگے لگا ہوا ہوتا ہے اس پر باریک کپڑے کی نقاب سی لیں جس میں چہرہ بھی نہ جھلکے اور آنکھوں کے سامنے باریک سی جالی سی لیں تاکہ راستہ بآسانی نظر آسکے اور اس کو سر اور پیشانی کے اوپر اوڑھ لیں، اور برقعہ کی نقاب سر کے پیچھے کر لیں۔ اور باقی تمام جسم کو برقعہ سے ڈھانپ لیں اور چہرے کے سامنے ہیٹ کی نقاب ایک ہاتھ سے تھامے رکھیں تاکہ وہ ہوا سے اڑ کر چہرے پر نہ لگنے پائے، اس طرح نامحرم مردوں سے بھی پردہ ہو جائے گا اور نقاب بھی چہرے سے دور رہے گی۔[2]

[1] خواتین کا حج صـ ۲۴
[2] خواتین کا حج صـ ۲۵

احرام کے دوران کپڑے کا چہرے پر بار بار لگنا

سوال: حالت احرام میں نقاب کا کپڑا یا کوئی دوسرا کپڑا چہرے سے لگے اور فوراً ہٹا دے تو کوئی جرمانہ ہے؟

جواب: اس میں کوئی جرمانہ واجب نہیں خواہ کتنی بار لگے، لیکن اس سے بھی بچنا چاہیے۔[1]

ایک دن یا ایک رات سے کم کپڑے کا چہرے سے لگنا

سوال: حالت احرام میں اگر ایک گھنٹہ سے زیادہ اور ایک دن یا ایک رات سے کم کپڑا چہرے سے لگا رہے تو کیا جرمانہ ہے؟

جواب: اس صورت میں صدقہ فطر کے برابر یعنی پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔[2]

کامل ایک دن یا کامل ایک رات کپڑے کا چہرے سے لگا رہنا

سوال: حالت احرام میں اگر کامل ایک دن یا کامل ایک رات کپڑے سے چہرہ چھپائے رکھے اور کپڑا چہرہ سے لگا رہے تو کیا جرمانہ ہے۔

جواب: ایسا کرنا بلا عذر ہو تو ایک دم واجب ہے۔[3]

ارکانِ حج ادا کرنے کی نیت سے حیض سے مانع دوا استعمال کرنا

سوال: عورتیں ارکان حج کو ادا کرنے کے لئے ایام حج میں حیض سے مانع دوا

۱ خواتین کا حج صـ۲۷ ۲ خواتین کا حج صـ۲۷ ۳ خواتین کا حج صـ۲۷

استعمال کر سکتی ہے؟

جواب: استعمال نہ کرنا چاہیے طواف زیارت کے سوا تمام افعال ادا کر سکتی ہے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف زیارت بھی کر سکتی ہے، البتہ اگر وقت کم ہو اور طواف زیارت کا وقت نہ مل سکتا ہو اور باوجود کوشش کے حکومت سے مہلت ملنے کا امکان نہ ہو تو استعمال کی گنجائش ہے۔[1]

ایام ماہواری میں طواف کرنا

سوال: عورتیں حیض ونفاس کی حالت میں طواف کر سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: حیض ونفاس کی حالت میں خواتین طواف نہیں کر سکتیں اور ایسی حالت میں مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں۔[2]

طواف میں اضطباع اور رمل کرنا

سوال: طواف میں اضطباع اور رمل کر سکتی ہیں۔

جواب: عورتیں طواف میں اضطباع یعنی احرام کی چادر داہنی بغل سے نکال کر اس کے دونوں پلے آگے پیچھے سے بائیں کاندھے پر ڈالنا اور رمل (یعنی دوڑنا) نہیں کریں گی، یہ دونوں عمل مردوں کے لئے ہیں۔[3]

رات میں طواف کرنا

سوال: کیا خواتین رات میں طواف کر سکتی ہیں؟

جواب: خواتین کو رات میں طواف کرنا مستحب ہے اور دن میں بھی جائز ہے۔[4]

۱ فتاویٰ رحیمیہ، مسائل شتی: ج ۶ صـ۲۳
۲ خواتین کا حج صـ۲۶
۳ خواتین کا حج صـ۲۷
۴ خواتین کا حج صـ۲۷

ضرورت کی بناء پر مردوں کے ہجوم میں طواف کی ضرورت پیش آنا

سوال: اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہجوم میں طواف کرنے کی ضرورت پیش آئے، مثلاً طواف زیارت کرنا ہے یا کوئی دوسرا واجب طواف کرنا ہے اگر ہجوم ختم ہونے کا انتظار کریں تو حیض آنے کا اندیشہ ہے یا کہیں ضروری جانا ہے یا قیام کی مدت کم ہے تو اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں حتی الامکان مردوں سے بچتے ہوئے مطاف کے کنارے کنارے طواف کر لینا چاہیے، یا حرم شریف کی چھت پر کر لیں۔[1]

عمرہ کے طواف کے بعد ماہواری کا آجانا

سوال: اگر کسی کو عمرے کے طواف کرنے کے بعد اچانک ماہواری آجائے تو وہ سعی کر سکتی ہے؟

جواب: عمرہ کا طواف کرنے کے بعد ماہواری آجائے تو اس کو سعی کرنا جائز ہے کیونکہ سعی کی جگہ حرم شریف میں داخل نہیں ہے، اس سے الگ ہے اور سعی ماہواری کی حالت میں بھی ادا ہو جاتی ہے، البتہ سعی کے بعد شکرانہ کے طور پر دو نفل چھوڑ دیں، کیونکہ ماہواری کی حالت میں انہیں پڑھنا جائز بھی نہیں ہے۔[2]

قصر کرنے کی مقدار

سوال: خواتین اپنے بالوں کی کتنی مقدار قصر کریں؟

جواب: خواتین کم از کم چوتھائی سر کے بال بقدر ایک انگل کتروانے اور تمام سر کے

[1] خواتین کا حج صـ۴۷
[2] خواتین کا حج صـ۵۰

بال بقدر ایک انگل کتروانا سنت ہیں، قصر کا طریقہ یہ ہے کہ ساری چوٹی پکڑ کر دائیں بائیں اور پیچھے کی جانب سے سر کے بالوں کی تین لٹیں بنا کر انگلی کے ایک پورے کی لمبائی کے برابر خود تراش لیں یا کسی دوسرے سے ترشوالیں، لیکن کسی نامحرم مرد سے نہ کٹوائیں کہ یہ حرام ہے۔[1]

دوسروں کی طرف سے طواف یا عمرہ کرنا

سوال: کسی کی طرف سے عمرہ یا طواف کرنا چاہے تو کس طرح کر سکتی ہے؟

جواب: کسی کی طرف سے عمرہ یا طوف کرنا چاہیں تو ان کی طرف سے نیت کر کے طریقہ مذکورہ کے مطابق عمرہ یا طواف کریں، عمرہ کا احرام مسجد عائشہ سے باندھ کر آئیں اور عمرہ کریں نیت اس طرح کریں اے اللہ! یہ عمرہ یا یہ طواف میں اپنے والد یا والدہ یا شوہر یا کوئی اور کی طرف سے کرنے کی نیت کرتی ہوں ان کی طرف سے آپ اس کو قبول فرمالیں اور میرے لئے آسان فرمادیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمرہ یا طواف اپنی طرف سے کر کے اس کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچادیں۔[2]

حرم شریف کی جماعت

سوال: خواتین کو حج وغیرہ کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد حرام اور مسجد نبوی کی جماعت میں شامل ہونا افضل ہے؟

جواب: خواتین کو حج وغیرہ کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنے سے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے اس لئے گھر ہی میں نماز پڑھنا افضل ہے، لہٰذا نماز باجماعت ادا کرنے کی نیت سے انہیں حرم شریف میں نہ آنا چاہیے، البتہ خانہ کعبہ کی زیارت کرنے یا طواف کرنے یا عمرہ کرنے کی نیت سے حرم شریف میں

[1] خواتین کا حج صـ۵۳
[2] خواتین کا حج صـ۵۳

آسکتی ہیں، اسی طرح مسجد نبوی میں روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کی نیت سے آسکتی ہیں، اگر ان مقاصد کے لئے خواتین حرم شریف میں یا مسجد نبوی میں تشریف لائیں اور جماعت کا وقت ہو جائے اور وہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی، لیکن افضل گھر میں نماز پڑھنا ہے۔[1]

وقوف عرفات میں ماہواری کا آنا

سوال: وقوف عرفات کے لئے خواتین کا ایام ماہواری سے پاک ہونا ضروری ہے۔

جواب: وقوف عرفات کے لئے خواتین کا حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، اس حالت میں بھی وقوف صحیح ہو جاتا ہے۔[2]

عذر کی بناء پر وقوف مزدلفہ نہ کرنا

سوال: بیماری یا لوگوں کی ہجوم سے تکلیف پہنچنے پر مزدلفہ میں نہ ٹھہریں، رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ چلے جائیں کچھ حرج ہے یا نہیں۔

جواب: ایسی صورت میں کچھ حرج نہیں جائز ہے اور ایسا کرنے سے ان پر کوئی دم واجب نہ ہوگا بلا عذر کے یہ وقوف چھوڑ دیا تو دم واجب ہوگا۔[3]

وقوف مزدلفہ میں ایام کا شروع ہونا

سوال: وقوف مزدلفہ کے لئے خواتین کا ایام ماہواری سے پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب: مزدلفہ میں رات گزارنے کے لئے اور وقوف مزدلفہ ادا کرنے کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، اس حالت میں بھی یہ وقوف

[1] خواتین کا حج: صـ۵۶
[2] خواتین کا حج: صـ۷۲
[3] خواتین کا حج: صـ۷۵

ادا ہو جاتا ہے۔[1]

خود رمی کرنا

سوال: بغیر کسی عذر کے خواتین کی طرف سے ان کے محرم مرد کنکریاں مارے تو یہ جائز ہے؟

جواب: بغیر شرعی عذر کے کسی دوسرے کے ذریعہ رمی کرانا جائز نہیں، اس سے دم واجب ہو جاتا ہے۔[2]

کنکریاں مارنے کے لئے ماہواری سے پاک ہونا ضروری نہیں

سوال: کیا تمام دنوں کی کنکریاں مارنے کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے؟

جواب: تمام دنوں کی کنکریاں مارنے کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے، اس حالت میں بھی رمی کرنا جائز ہے۔[3]

حیض ونفاس میں بال کترانے کا حکم

سوال: حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں سر کے بال کترانا کیسا ہے؟

جواب: حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں سر کے بال کترانا یا کتروانا جائز ہے۔[4]

حدود حرم سے باہر بال کترانا

سوال: حدود حرم سے باہر جا کر بال کترانے یا کتروانے سے کیا جرمانہ ہے؟

[1] خواتین کا حج: صـ۷۵
[2] خواتین کا حج: صـ۸۰
[3] خواتین کا حج: صـ۸۲
[4] خواتین کا حج: صـ۸۵

جواب: حدود حرم سے باہر جا کر بال کترائیں یا کتروائیں تو دم لازم ہوگا۔[1]

ایام ماہواری میں طواف وداع کا حکم

سوال: حج کے سب ارکان و واجبات ادا کر چکنے کے بعد ماہواری آ جائے تو طواف وداع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں طواف وداع ان کے ذمہ واجب نہیں رہتا ساقط ہو جاتا ہے جب کہ محرم اور دیگر رفقاء بھی روانہ ہونے لگے اس کو چاہیئے کہ مسجد میں داخل نہ ہو بلکہ حرم شریف کے دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعاء مانگ کر رخصت ہو جائے، لیکن مکہ مکرمہ کی آبادی سے باہر نکلنے سے پہلے پہلے وہ پاک ہو جائے یا میقات سے گزرنے سے پہلے پاکی کی حالت میں واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے گی تو پھر طواف وداع کرنا واجب ہوگا۔[2]

پوری عمر محرم کا نہ ملنا

سوال: کسی کو پوری عمر محرم نہ ملے تو حج کی فرضیت کے باوجود وہ کیا گناہ گار نہیں ہوگی؟

جواب: اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کر سکے تو حج نہ کرنے سے گناہ گار نہ ہوگی لیکن مرتے وقت وصیت کرنا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا۔[3]

معتدہ کا حج

سوال: کیا عورت عدت چھوڑ کر حج کو جا سکتی ہے؟

---

۱ خواتین کا حج: صـ ۸۶
۲ خواتین کا حج: صـ ۱۰۳
۳ بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۳۵

جواب: عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں۔[1]

زیارت مدینہ

سوال: زیارت مدینہ کرنا کب بہتر ہے؟

جواب: جن خواتین پر حج فرض ہو ان کے لئے پہلے حج کر لینا اور زیارت مدینہ کے لئے بعد میں جانا بہتر ہے اور جن پر حج فرض نہ ہو انہیں اختیار ہے کہ خواہ پہلے مدینہ منورہ حاضر ہوں اور بعد میں حج کریں یا پہلے حج کریں اور زیادہ مدینہ بعد میں حاضر ہوں۔[2]

---

۱ بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۳۶
۲ خواتین کا حج: صـ ۱۰۶

كتاب النكاح

انسان کی تخلیق صرف بندگی کے لئے تھی تو یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ بندگی ایسی ہو کہ بندہ خالص پاک باز اور عفت وعصمت کے ساتھ ہو، انسان کے اندر سے شہوت کا عنصر ختم کر دیا جاتا تو فرشتے اور انسان میں کوئی فرق ہی باقی نہیں رہتا، مگر حضرۃ انسان کی فضیلت اس وجہ سے ثابت ہوئی کہ اپنے اندر مادۂ شہوت کے ہونے کے باوجود صرف اور صرف اپنے رب کی منشا اور مرضی کے لئے ان قباحتوں سے پرہیز کرتا ہے لیکن فطری تقاضے سے یکسر روکا بھی نہیں گیا بلکہ اس کے لئے جائز صورتیں بتا دیں، اور وہ ہے نکاح۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ﴾[1] یعنی تمہارا نکاح اس نیت سے ہو کہ تم تقویٰ و پرہیز گاری کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔

معلوم ہوا نکاح سچی محبت اور پاکیزہ خیالات کو پیدا کرنے کا وسیلہ ہے، عفت و عصمت اور تقویٰ کا ذریعہ ہے، قلبی اطمینان، رسائی راحت و سرور اور دونوں جہاں کی ترقی کا سبب ہے، ساتھ ہی تہذیب وتمدن کی داغ بیل ہے اور قوم وملت کی خدمت اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے یہ تو تھیں نکاح کی حکمتیں۔ جن کے بندھن میں مرد و عورت طے شدہ معاہدے کے تحت دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرنے سے بندھ جاتے ہیں۔ اور بے حساب فوائد سمیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب اس سے متعلق ضروری مسائل ملاحظہ فرمایئے۔

---

[1] سورۂ نساء، آیت ۲۴

نکاح کا شرعی طریقہ

سُؤال: نکاح کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جَواب: نکاح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ خود عورت یا اس کے ولی سے اجازت لے کر دو گواہوں کے سامنے عقد کر لیا جائے۔[1]

نکاح کی اجازت لینے کا طریقہ

سُؤال:

❶ اصولی طریقہ دلہن سے اجازت حاصل کرنے کا کیا ہے؟

❷ اجنبی گواہوں کا اجازت لینے کے لئے عورتوں کے مجمع میں جانا شرعاً کیسا ہے؟

❸ یہاں پر نکاح سے دو گھنٹہ قبل لڑکی کا ولی یا نامزد کردہ وکیل مع دو گواہوں کے اندر جاتا ہے اور عورتیں دو گھنٹہ تک پریشان کرتی ہیں پھر لڑکی سے کہلاتی ہیں کہ ہاں کہہ دو اس رسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جَواب: بالغہ لڑکی کا ولی (باپ) خود لڑکی کو اطلاع کر دے کہ میں فلاں لڑکے سے اتنے مہر کے عوض تیرا نکاح کرتا ہوں پھر اتنی دیر ٹھہر جائے کہ اگر لڑکی ہاں نہیں کا کوئی جواب دینا چاہے تو دے سکے اس پر اصرار نہ کرے کہ جواب دے بلکہ خاموشی بھی کافی ہے، پھر مجمع میں چاہے خود اس کی طرف سے ایجاب وقبول کر لے یا قاضی یا نکاح خواں کو وکیل بنا دے اور وہ ایجاب وقبول کرے، شرعاً اتنا کر لینا کافی ہے، اور جو طریقہ رائج ہے وہ کچھ رسم کی پابندی ہے کچھ قانونی رعایت ہے اجنبی گواہوں کا جا کر اجازت لینا شرم وغیرہ کے خلاف ہے، اسی کو نیز دیگر خرافات کو حسن تدبیر سے روکنا چاہیے۔[2]

---

[1] فتاویٰ محمودیہ فصل فی الانکحۃ الصحیحۃ والفاسدۃ: ج ۱۱ ص ۲۰۰

[2] فتاویٰ محمودیہ مسائل متفرقہ در کتاب النکاح: ج ۱۱ ص ۱۵۲

نکاح کے گواہ میں صرف عورتوں کا ہونا

سُوال: نکاح کرتے وقت گواہ میں صرف عورتیں ہی ہوں تو یہ نکاح ہو جائے گا؟
جواب: اگر مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہوں تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں، دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد کا ہونا ضروری ہے۔[1]

مہر سے کیا مراد ہے؟

سُوال: مہر سے مراد کیا ہے؟
جواب: مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو۔[2]

مہر مثل سے مراد

سُوال: مہر مثل سے کیا مراد ہے؟
جواب: باپ کے اقرباء میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت و دینداری وغیرہ میں وہی مہر مثل ہے۔[3]

مہر کی مقدار کا یاد نہ ہونا

سُوال: اگر کسی عورت کے مہر کی مقدار قاضی کے رجسٹر میں درج نہیں ہے اور نہ مقدار مہر یاد ہے تو کیا حکم ہے؟
جواب: اس صورت میں مہر مثل دلوایا جائے گا۔[4]

کم سے کم مہر کی مقدار

سُوال: کم سے کم مہر کی شرعی مقدار کیا ہے؟

---

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: صـ۲
[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل احکام مہر: ج۸ صـ۲۸۷
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب فی احکام المھر: ج۸ صـ۲۷۴
[4] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب فی احکام المھر: ج۸ صـ۳۰۶

جواب: کم سے کم مہر شرعاً دس درہم ہیں جن کا وزن دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے بازار کے نرخ کے حساب سے لگانا چاہیے۔[1]

مہر فاطمی کی مقدار

سُوال: مہر فاطمی کی مقدار فی زمانہ کیا ہے؟
جواب: ازواج مطہرات کے مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے برابر تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر بھی اتنا ہی تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، پس پانچ سو درہم ہوئے جس کی مقدار تقریباً ۱۳۲ تولے چاندی ہے۔[2]

بنات وازواج مطہرات کا مہر اور اس سے زیادہ مہر لکھنا

سُوال: ازواج مطہرات و بنات کا مہر کتنا تھا کیا اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے؟
جواب: مکروہ نہیں ہے، البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے، ازواج مطہرات و بنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر بارہ اوقیہ و نصف تھا جس کی مقدار پانچ سو درہم بنتی ہے سوائے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان کا مہر چار ہزار درہم نجاشی نے باندھا تھا۔[3]

نکاح میں ہدیہ کا لین دین

سُوال: نکاح کی بات چیت کے وقت جانبین نے کسی قسم کی لین دین کی کوئی شرط نہیں کی، مگر عقد کے وقت من جانب لڑکی اگر دولہا کو کچھ بھی دے دے تو یہ شرعاً حلال ہے یا نہیں؟

---

[1] خیر الفتاویٰ، مسائل مہر: ج۴ صـ۵۵۱
[2] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الجہاز والمھر: ج۱۱ صـ۳۰۰
[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب فی احکام المھر: ج۸ صـ۳۰۳

جواب: اگر وہاں شرط نہ کی جائے اور اس لین دین کا دستور بھی نہ ہو اپنے ذہن میں یہ نہ سمجھتے ہوں کہ کچھ دیا جائے گا یا کچھ لیا جائے گا، پھر کوئی تازہ رشتہ کی بنیاد پر خوش ہیں لڑکے کی طرف سے یا لڑکی کی سے دے دے تو کوئی مضائقہ نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے وقت ان کے چچا کو کرتا مرحمت فرمایا تھا۔[1]

اپنی بہن نکاح میں ہوتے ہوئے بہنوئی سے نکاح کرنا

سؤال: اپنی بہن کسی کے نکاح میں ہو پھر اس بہنوئی سے نکاح درست ہے؟

جواب: جب تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں۔[2]

دو بہنوں کا ایک مرد سے نکاح

سؤال: دو بہنوں نے ایک مرد سے نکاح کیا تو کس کا نکاح درست ہوا؟

جواب: اگر دو بہنوں نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔[3]

دو چچازاد یا ماموں زاد بہنوں کا ایک مرد سے نکاح کرنا

سؤال: دو چچازاد بہنوں کا ماموں زاد بہنوں کا ایک مرد سے نکاح کرنا درست ہے؟

جواب: اسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچازاد یا پھوپھی زاد یا خالہ

---

۱ فتاویٰ محمودیہ، فصل فی منکرات النکاح: ج ۱۱ ص۱۵۲

۲ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵

۳ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵

زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں ایک ہی ساتھ ایک ہی مرد سے نکاح کر سکتی ہیں، ایسی بہن کے ہوتے ہوئے بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے۔[1]

کیا مسلمان عورت غیر مسلم سے نکاح کر سکتی ہے؟

سؤال: کیا مسلمان عورت غیر مسلم سے نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں۔[2]

عدت پوری ہونے سے قبل نکاح کرنا

سؤال: کسی عورت کو اس کے میاں نے طلاق دے دی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہیں ہوتی کسی اور سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔[3]

منکوحہ غیر کا کسی اور سے نکاح کرنا

سؤال: جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اس عورت کا کسی اور سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو دوسرے سے نکاح درست نہیں۔[4]

منکوحہ مرتدہ کا کسی دوسرے سے نکاح کرنا

سؤال: منکوحہ غیر کو مرتدہ بنا کر کسی اور سے نکاح کرانے سے نکاح ہو جائے گا؟

---

۱ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵ ۳ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۶

۲ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۶ ۴ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۶

جواب: عورت کے مرتد ہو جانے سے اس کا پہلا نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ باقی رہتا ہے لہٰذا یہ نکاح درست نہیں ہے۔[1]

سسر اور سسر کے باپ دادا سے نکاح کرنا

سوال: کیا عورت اپنے سسر اور ان کے باپ دادا سے نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: سسر اور ان کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے۔[2]

عورت کا اپنی سوتیلی لڑکی کے ساتھ کسی ایک مرد سے نکاح کرنا

سوال: کیا عورت اپنی سوتیلی لڑکی کے ساتھ مل کر کسی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: ایک عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیں تو درست ہے۔[3]

اپنے لے پالک لڑکے سے نکاح کرنا

سوال: کیا اپنے لے پالک لڑکا جس کو دودھ نہیں پلایا اس سے نکاح درست ہے؟

جواب: لے پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں، لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا اس لئے متبنّٰی (لے پالک) سے نکاح کر لینا درست ہے۔[4]

---

[1] خیر الفتاویٰ، کتاب النکاح: ج۴ ص۲۶۳

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵

[3] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵

[4] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵

جن دو بہنوں کا جسم ایک دوسرے سے الگ نہ ہو ان کا نکاح کسی سے درست نہیں

سوال: دو جڑواں بہنیں پیدا ہوئیں جن کے کولہے آپس میں ملے ہوئے ہیں باقی تمام اعضاء جدا ہیں، اب ان کا نکاح کسی ایک مرد سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شرعی طور پر یہ دو عورتیں تصور ہوں گی، نہ ایک مرد سے ان کا عقد نکاح درست ہے اور نہ ہی دو مردوں سے بلکہ جب تک ان دونوں کو آپریشن کے ذریعہ ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاتا ان کے نکاح کرانے کی جائز صورت نہیں ہے۔ امداد الفتاویٰ میں ہے کہ اگر وہ دونوں کسی ذریعہ سے الگ نہ ہو سکیں تو ان کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر دونوں کا ایک مرد سے نکاح کیا جاوے تب تو دو بہنیں ایک شخص سے نکاح نہیں کر سکتیں اور اگر ایک مرد سے ایک ہی کا کیا جاوے تو اس لئے جائز نہیں کہ اس سے تمتع بدون دوسری سے تمتع ہوئے ممکن نہیں اور غیر منکوحہ سے تمتع حرام ہے پس موقوف علی الحرام بھی حرام ہے۔[1]

نفاس اور حیض میں نکاح

سوال: نفاس اور حیض کے اندر نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تجدید نکاح حالت حیض اور حالت نفاس دونوں میں درست ہے صورت مسئولہ کے علاوہ میں بھی حیض اور نفاس نکاح سے مانع نہیں، بشرطیکہ عورت عدت میں نہ ہو عدت میں ہونا البتہ مانع نکاح ہے۔[2]

آنٹہ سانٹہ کا نکاح

سوال: زید نے اپنی بہن کی شادی بکر کے ساتھ کر دی اور بکر نے اپنی لڑکی کی

---

[1] خیر الفتاویٰ، کتاب النکاح: ج۴ ص۲۷۵

[2] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الانکحۃ الصحیحۃ والفاسدۃ: ج۳ ص۲۷۲

شادی زید کے ساتھ کردی بکر کی یہ لڑکی پہلی عورت کی ہے تو کیا اس طرح شادی ہو سکتی ہے؟

جواب: ہوسکتی ہے۔[1]

ماں کے ماموں سے نکاح

سوال: ماں کے ماموں محرمات میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: داخل ہیں۔[2]

عورت کے ارتداد سے نکاح فسخ نہیں ہوگا

سوال: ایک عورت اپنے شوہر کے یہاں رہنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ اپنے خاص دوست کے یہاں جانا چاہتی ہے جو شادی سے پہلے دوست بنے ہوئے ہیں اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا تو ایک آدمی نے خلاصی کا یہ طریقہ بتلا دیا کہ ارتداد کا اعلان کر دے تو نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا پھر دوست سے نکاح کر سکتی ہے، چنانچہ اس عورت نے ارتداد کا اعلان کر دیا لہٰذا اس طرح دوست سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں دوست سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی سابق نکاح بدستور باقی ہے (مختار قول پر) ارتداد سے فرقت نہیں ہوئی، اول خاوند کے پاس ہی رہنا ہوگا اور جس شخص نے ارتداد کرا کے خلاصی کا طریقہ بتایا ہے وہ خود اس سے مرتد ہو گیا جلد سے جلد تائب ہو کر تجدید ایمان کرنا چاہئے، ورنہ خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوگا۔[3]

[1] فتاویٰ محمودیہ، فی الانکحۃ الصحیحۃ و الفاسدۃ: ج ۳ ص ۲۲۰

[2] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی المحرمات: ج ۹ ص ۲۱۱

[3] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی فسخ النکاح: ج ۱۱ ص ۲۵۶

ٹیلیفون کے ذریعے نکاح

سوال: ایک شخص امریکہ میں تعلیم پا رہا ہے وہ شادی کرنا چاہتا ہے ہندوستان آنے کے لئے بہت روپیہ اور وقت خرچ ہوگا، اس لئے وہ چاہتا ہے بذریعہ ٹیلیفون یا دوسرے ذریعہ سے نکاح کرے تو امریکہ میں چند معتبر لوگوں کے سامنے بذریعہ ٹیلیفون قبول کر سکتا ہے کیا اس طرح نکاح درست ہوگا؟

جواب: جو شخص امریکہ میں ہے وہاں بذریعہ ٹیلیفون یا دیگر ذرائع (خط تار وغیرہ) سے کسی کو ہندوستان میں اپنا وکیل بنا دے کہ وہ اس کی طرف سے فلاں لڑکی سے نکاح کو قبول کر لے، پھر یہاں مجلس نکاح منعقد کی جائے اور قاضی صاحب یا لڑکی کے والد صاحب وغیرہ جو بھی نکاح پڑھائیں وہ کہیں کہ میں نے فلاں لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے جو امریکہ میں ہے کیا اور وکیل کہے کہ میں نے اس لڑکی کو فلاں کے نکاح میں قبول کر لیا پس اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور صحیح ہو جائے گا۔[1]

ولی کا بیان

سوال: ولی کون کون ہیں؟

جواب: بالترتیب ولی یہ ہیں: باپ پھر دادا پھر سگا بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر بھتیجا پھر بھتیجے کا لڑکا پھر بھتیجے کا پوتا، پھر سگا چچا پھر سوتیلا چچا پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا پھر سوتیلے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا پھر یہ سب نہ ہوں تو پھر باپ کا چچا ولی ہے پھر اس کی اولاد پھر دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پوتے پھر پڑپوتے وغیرہ پھر ماں پھر دادی پھر نانی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں پھر پھوپھی پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔[2]

[1] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الانکحۃ الصحیحۃ و الفاسدۃ: ج ۱۰ ص ۱۶۴

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۲

بالغہ کا اپنی مرضی سے نکاح کرنا

سوال: کیا بالغہ اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: بالغہ یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا، اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کرلے تو نکاح ہو جائے گا چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو۔[1]

بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کرنا

سوال: بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کرنا صحیح ہے یہ نکاح برقرار رہے گا؟

جواب: اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا۔[2]

عورت کا اپنے کفو ہی میں غیر مہر مثل پر نکاح کرنا

سوال: کیا عورت اپنے کفو میں مہر مثل سے کم میں نکاح کرے تو ولی کو اعتراض کا حق ہے؟

جواب: اگر نکاح اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندانوں میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہو گیا لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے، مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرے وہ نکاح کو تڑوا دے لیکن اس فریاد کا حق ولی کو ہے۔[3]

---

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۷

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۷

[3] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۷

نابالغہ سمجھ کر باپ کا نکاح کرنا، لڑکی بالغہ تھی اس کا انکار کرنا

سوال: باپ نے نابالغہ سمجھ کر اپنی لڑکی کا نکاح کرا دیا جب کہ وہ لڑکی بالغہ تھی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ سمجھ کر بدون اجازت اور اس سے دریافت کرنے کے اس کا نکاح کر دیا تھا اور درحقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا، لیکن اگر اس نے اجازت لیتے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا۔[1]

دین دار عورت، فاسق مرد کا کفو نہیں

سوال: کیا دین دار عورت کا فاسق مرد کفو ہے؟

جواب: فاسق شخص ایسی عورت کا کفو نہیں جو خود بھی نیک ہو اور اس کے والدین بھی نیک ہیں۔[2]

جو شخص لڑکی کو لے کر بھاگ گیا اس کا نکاح

سوال: رشید احمد نداف کی لڑکی شفیعہ بیگم بالغہ کو سلیمان خان لے کر بھاگ گیا اور کہیں جا کر شفیعہ بیگم کی مرضی سے سلیمان خان نے نکاح کر لیا بغیر والدین کی مرضی کے اور ایک ماہ کے بعد رشید احمد نے بذریعہ پولیس لڑکی کو گرفتار کرا کر اپنی ضمانت پر لے کر اپنے گھر لے آیا، بہت آدمی کہتے ہیں کہ نداف کی لڑکی کا نکاح سلیمان سے

---

[1] فتاویٰ دار العلوم دیوبند، باب ولایت النکاح: ج ۷ ص ۵۹

[2] احسن الفتاویٰ، کتاب النکاح: ج ۵ ص ۳۵

جائز نہیں ہوا۔ کیونکہ غیر برادری ہے اور بغیر ولی کی اجازت کے نکاح ہوا غیر برادری ہونے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں، اس وقت عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے سلیمان بھی ضمانت پر ہے اور طلاق دینے کو تیار نہیں، ان حالات میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہندوستانی نسلوں میں نسب کے اعتبار سے کفاءت معتبر نہیں، لہٰذا اس نکاح کو غیر معتبر قرار دینے یا فسخ کرانے کے لئے یہ وجہ کافی نہیں، لیکن اگر لڑکی کا والد بہت صالح اور متبع سنت ہے اور جو لڑکا اس لڑکی کو بھگا کر لے گیا وہ آوارہ، بدچلن، فواحش میں مبتلا ہے اور اس کی یہ بدچلنی مشہور و معروف ہے اور اس نکاح سے لڑکی کے خاندان کو عار لاحق ہوتی ہے اور لڑکی نے بغیر والد سے مشورہ کئے یہ نکاح بہت ہی غلط طریقے پر بھاگ کر کیا ہے اور والد اس کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، طلاق کی بھی ضرورت نہیں لڑکی کو جب ایک حیض آجائے تو اس کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کر دینا درست ہوگا البتہ قانونی تحفظ پہلے کر لیا جائے اور احوط یہی ہے کہ اس نکاح کو باقاعدہ عدالت مسلمہ سے فسخ کرا لیا جائے لیکن اگر وہ شخص جس سے لڑکی نے نکاح کر لیا ہے ایسا باوجاہت ہے کہ اس سے نکاح کرنا باعث عار شمار نہیں ہوتا تو یہ نکاح درست ہو گیا اور اس کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔[1]

نابالغہ کا نکاح ولی نہ کرے تو کون کرے؟

سوال: ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح چند وجوہ سے نانی کو ضرورت پیش آئی کہ ولی لڑکی کا حقیقی چچا ہے جو عرصہ دراز سے صریح دشمن ہے جب نانی نے اجازت طلب کی تو اس نے کہا کہ ہم سے کوئی تعلق نہیں ہم نہیں جانتے، علاوہ ازیں ایک اور دور کے

[1] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الاولیاء والاکفاء: ج ۱۳ ص ۳۲۳

رشتہ کے چچا ہیں اور ماں، تو ایسی صورت میں یا غیر حقیقی چچا کی طرف ولدیت یا اختیار اجازت منتقل ہوگا یا نہیں؟ یا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے کہ نابالغہ ہونے کی صورت میں نکاح ہو سکے جب کہ چچا کا یہ قول ہے؟

جواب: جب لڑکی کا حقیقی چچا اس لڑکی کا نکاح کرنے کا منکر ہے اور نکاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کا نکاح کرنے کی یہ صورت ہے کہ کسی مسلمان بااختیار حاکم کے یہاں درخواست دی جاوے اور وہ حاکم اس لڑکی کا نکاح اپنی طرف سے کر دے، صورت مذکورہ میں ماں یا غیر حقیقی چچا کو خود اس لڑکی کے نکاح کرنے کا حق شرعاً حاصل نہیں۔[1]

باپ کا اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرنا

سوال: ایک شخص مسمّٰی زید اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرتا ہے محض لالچ دنیوی پر ان سے مال لینا چاہتا ہے، لڑکی کی اصلاح کی بابت کچھ نہیں اور اس کے نشیب و فراز کی طرف خیال نہیں کرتا، اب لڑکی بعد بلوغت اس نکاح اپنے والد کے کئے ہوئے سے متنفر ہے اور اپنے کفو میں خیال رکھتی ہے اس صورت میں کیا کہا جائے؟

جواب: اگر باپ سیئی الاخلاق ہونے کے ساتھ مشہور ہے مثلاً لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ بہت کم عقل اور بے وقوف ہے کہ اپنے نفع و نقصان کو نہیں سوچتا اس قدر لالچی ہے کہ روپیہ کے مقابلہ میں عزت کی بھی پرواہ نہیں کرتا، پھر اس نے بات کو جانتے ہوئے نکاح کیا ہے کہ یہ غیر کفو ہے تو ایسی صورت میں لڑکی کو اختیار حاصل ہے کہ حاکم مسلم کے ذریعہ سے اس نکاح کو فسخ کرا دے، اگر باپ کا سیئی الاخلاق یا سیئی الاختیار ہونا مشہور نہیں تو پھر نکاح درست و لازم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ باپ کے

[1] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الاولیاء والاکفاء: ج ۷ ص ۲۰۰

ذہن میں لڑکی کی کوئی ایسی مصلحت ہو جو اس کفاءت سے بڑھ کر ہو۔[1]

بلا اذن زوجہ والدین سے ملاقات

سُوال: بیوی کو اپنے والدین سے ملنے کا اختیار کتنے دن کے بعد ہے اور ملنے جائے تو کتنے دن وہاں ٹھہر سکتی ہے۔ کیا دور اور نزدیک میں کچھ فرق ہے؟

جَواب: بیوی کو والدین سے ہفتہ میں ایک بار اور دوسرے محرم رشتہ داروں سے سال میں ایک بار ملاقات کا حق ہے دور اور نزدیک میں کوئی فرق نہیں، البتہ ملاقات کے لئے آمد و رفت کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب نہیں نیز بیوی کو صرف ملاقات کا حق ہے والدین کے ہاں رہنا بدون شوہر کی رضا جائز نہیں، اگر والدین خود ملاقات کرنے پر قادر ہوں تو بیوی کے جواز خروج میں اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ اس صورت میں شوہر کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں۔[2]

دخول سے قبل مر جانے میں مہر کامل واجب ہے

سُوال: ایک عورت کے شوہر کا انتقال رخصتی سے قبل ہی ہو گیا تو اس عورت کو مہر کتنا ملے گا؟

جَواب: رخصتی سے قبل میاں بیوی دونوں میں سے کوئی فوت ہو جائے تو پورا مہر واجب ہوگا۔[3]

بیوی کا سسر سے اقرار بدکاری کرنا اور شوہر کا قبول نہ کرنا

سُوال: اگر سسر اپنے بیٹے کی بیوی کو زنا کرنے پر مجبور کرے اور خلوت میں

---

[1] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الاولیاء والاکفاء: ج ۳ ص ۳۲۷

[2] احسن الفتاویٰ، کتاب النکاح: ج ۵ ص ۳۳

[3] احسن الفتاویٰ، کتاب النکاح: ج ۵ ص ۳۳

زبردستی بوس و کنار کرے اور شوہر اس کی تصدیق نہ کرے تو کیا یہ حرمت ثابت ہوگی؟

جَواب: صرف عورت کے کہنے سے یہ عورت شوہر پر حرام نہ ہوگی، بلکہ اگر خسر بھی اقرار کرے تو بھی حرام نہ ہوگی البتہ اگر شوہر تصدیق کرے تو حرمت ثابت ہوگی۔[1]

بالغ کو باپ کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ نہیں

سُوال: صغیرہ کا نکاح اس کے باپ نے کروا دیا تو اس صغیرہ کو خیار بلوغ ہے یا نہیں؟

جَواب: اس لڑکی کو خیار بلوغ نہیں۔[2]

جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے؟

سُوال: جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے؟

جَواب: مہر اس عورت کا حق ہے اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف۔[3]

نامرد کی بیوی پورے مہر کی حق دار ہوگی

سُوال: کسی عورت کی شادی کسی نامرد شخص سے ہوئی اور عورت اس کے پاس رہی لیکن شوہر مردانہ بیماریوں کی وجہ سے حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر رہا۔ علاج معالجہ بہت کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اس صورت میں بیوی کو اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے اور حق مہر کی حقدار ہے یا نہیں؟

جَواب: اگر شوہر مردانہ حقوق کی وجہ سے عورت کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہیں تو

---

[1] احسن الفتاویٰ، باب المحرمات: ج ۵ ص ۱۷

[2] احسن الفتاویٰ، باب ولایت النکاح والمال: ج ۵ ص ۹۹

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب احکام المہر: ج ۸ ص ۲۱۵

عورت کے لئے اس سے طلاق حاصل کرنے کا مطالبہ درست ہے، خاوند کو چاہیئے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دے اور مساۃ مذکورہ پورے حق مہر کی حق دار ہے۔[1]

ایک بیوی کو مہر زیادہ دینا چاہے تو پہلی بیوی کو اعتراض کا حق نہیں

سُوال: ایک شخص نے پہلے تین نکاح کئے ہوئے ہیں اور ان کے حق مہر مقرر ہوئے تھے اب وہ شخص چوتھی عورت سے نکاح کر رہا ہے اس کا حق مہر پہلی عورتوں سے زیادہ مقرر کر رہا ہے کیا پہلی عورتیں اس پر اعتراض کر سکتی ہیں؟

جَواب: اگر پہلی تین عورتیں چوتھی عورت کے حسب ونسب وغیرہ میں برابر نہیں تو پہلی عورتوں کو زیادتی مہر پر اعتراض کا کوئی حق نہیں، کیونکہ چوتھی کا مہر پہلیوں سے زیادہ ہونا چاہیئے اور حسب ونسب میں برابر ہوں تب بھی خاوند کو حق ہے ایک عورت سے زیادہ مہر پر نکاح کرے، کیونکہ تسویہ صرف ماکول ومشروب میں واجب ہے نہ کہ مہر میں بھی۔[2]

شیعہ لڑکی سے نکاح

سُوال: شیعہ لڑکی (جو کفریہ عقائد رکھتی ہوں) سے نکاح جائز ہے؟

جَواب: درست نہیں کیونکہ مابین کافر ومسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔[3]

نابالغ کا نکاح باپ کی عدم موجودگی میں دادا کا کرنا

سُوال: ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکی کے باپ کی

[1] خیر الفتاوی، مہر کے مسائل: ج۴ ص۵۵۵
[2] خیر الفتاوی، مہر کے مسائل: ج۴ ص۵۵۵
[3] فتاوی دار العلوم دیوبند، باب فی نکاح الکافر: ج۸ ص۳۲۱

عدم موجودگی میں کر دیا ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

جَواب: صغیرہ کا باپ جب کہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کی انتظار میں کفو مخاطب فوت ہونے کا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کر سکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ ہے اس کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔[1]

لڑکی سے اجازت لئے بغیر وکیل کا نکاح کر دینا

سُوال: اگر باپ نے کسی کو اپنی بیٹی کا وکیل بنایا اور وکیل نے لڑکی سے اجازت لئے بغیر اس کا نکاح پڑھایا بعد میں لڑکی کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ نکاح صحیح ہوا ہے؟

جَواب: جب باپ نے اپنی بیٹی کا وکیل بنایا وکیل نے اجازت لئے بغیر نکاح پڑھا دیا بعد میں جب نکاح کی اطلاع ہوئی تو اس لڑکی نے سکوت کیا اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کی اجازت ہے۔[2]

باپ کا چودہ سالہ لڑکی کا نکاح اس کی غیر موجودگی میں کرانا

سُوال: کیا باپ اپنی چودہ سالہ لڑکی کا نکاح اس کی غیر موجودگی میں کسی سے کرا سکتا ہے؟

جَواب: چودہ برس کی عمر کی لڑکی اگر بالغ نہ ہو تو باپ اس کا نکاح اس کی غیر موجودگی میں کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اس کا نکاح اس کا باپ اس کی عدم موجودگی میں کر دے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا نکاح

[1] فتاوی دار العلوم دیوبند، باب ولایت النکاح: ج۸ ص۹۰
[2] فتاوی دار العلوم دیوبند، باب ولایت النکاح: ج۸ ص۹۹

صحیح ہے، الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کر سکتا ہے اور سکوت اس بالغہ کا اذن شمار ہوتا ہے۔[1]

باپ نے نشہ کی حالت میں نابالغہ کا نکاح کیا اس کا حکم

سوال: اگر باپ نے اپنی بچی کا نکاح نشے کی حالت میں کفو میں مہر مثل کے ساتھ کر دیا بعد از بلوغ فسخ نکاح کا اختیار ہے؟

جواب: باپ نے جو نکاح کیا تھا وہ نشہ کی حالت میں کیا تھا لیکن نکاح کفو میں تھا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا تو وہ نکاح صحیح ہوگیا، اس صورت میں شوہر اول سے بدون طلاق لئے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔[2]

بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر کا واجب ہونا

سوال: اگر زوجہ اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دے دے مہر لازم ہوگیا یا نہیں؟

جواب: بدون خلوت صحیحہ اور وطی و جماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے۔[3]

عیسائی عورت کا مسلمان ہونا اس کا عیسائی شوہر سے نکاح باقی نہیں رہتا

سوال: اگر کوئی عیسائی عورت اپنا مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لے تو عیسائی شوہر کا نکاح برقرار رہتا ہے یا نہیں؟

---

۱ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل احکام المہر: ج ۸ ص ۱
۲ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب ولایت النکاح: ج ۸ ص ۲
۳ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل احکام مہر: ج ۸ ص ۲۶۶

جواب: مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہو سکتا اور نہ باقی رہ سکتا ہے، البتہ وہ عورت اسلام لائے بھی فی الفور اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ عدت گزرنے کے بعد عیسائی شوہر کے نکاح سے علیحدہ ہوگی اگر عدت کے اندر اندر شوہر نے اسلام قبول کر لیا تو نکاح برقرار رہے گا ورنہ بعد از عدت عورت کسی مسلمان سے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔[1]

بیوہ کافرہ عورت مسلمان ہو جائے تو اس پر عدت نہیں

سوال: ایک عورت غیر مسلمہ سال دو سال سے بیوہ ہے اگر مسلمان ہو کر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: وہ بیوہ عورت مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے اس پر عدت کچھ لازم نہیں۔[2]

کافرہ عورت کا مسلمان ہو جانا اور نکاح کرنا

سوال: کوئی کافرہ عورت مسلمان ہو جائے جب کہ اس کا شوہر بھی ہے تو آیا یہ عورت فوراً بعد اسلام نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: کافر کی زوجہ مسلمان ہو جائے تو بعد از عدت وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہو جائے گی اور دوسری جگہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے عدت گزرنے سے پہلے فوراً نکاح کر لینا درست نہ ہوگا۔[3]

کسی عورت کا کسی مرد کو بدنیتی سے ہاتھ لگانا

سوال: کسی عورت نے کسی مرد کو جوانی خواہش سے ہاتھ لگایا اب اس عورت کی

---

۱ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب نکاح الکافر: ج ۸ ص ۳۳۳
۲ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب نکاح الکافر: ج ۸ ص ۳۳۳
۳ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، باب نکاح الکافر: ج ۸ ص ۳۳۵

باقی اولاد سے اس مرد کا نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: کسی عورت نے جوانی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔[1]

سوتیلی ماں کا لڑکے کو بدنیتی سے ہاتھ لگانا

سوال: اگر سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو کیا وہ شوہر پر حرام ہوگئی ہے؟

جواب: سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا اب وہ عورت شوہر پر حرام ہوگئی ہے اب مرد اس عورت کو طلاق دیدے۔[2]

مزنیہ سے نکاح کرنا

سوال: کیا مزنیہ سے نکاح کرنا جائز ہے؟

جواب: جس عورت کا شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کا نکاح درست ہے، لیکن بچہ پیدا ہونے سے قبل صحبت کرنا درست نہیں، البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی درست ہے۔[3]

عورت کو مرد کا خون دیا ہو تو نکاح کا حکم

سوال: کسی مرد نے عورت کو خون دیا ہو تو کیا اس سے نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: کسی مرد نے اپنا خون کسی عورت کو دیا ہو بعد میں اگر وہ دونوں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح کر سکتے ہیں خون دینے سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہیں ہوتی۔[4]

---

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵۲

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵۲

[3] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۵۲

[4] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج۱۰ص۲۹۹

باب الرضاع

مدت رضاعت اور اس میں کمی وزیادتی

سوال: صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: مدت رضاعت کی جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اڑھائی برس اور صاحبین کے نزدیک دو برس ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچہ کو دودھ پلایا جائے گا تب بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کر دیا جائے۔[1]

شوہر کو دودھ پلانا

سوال: ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا۔[2]

دودھ شریک دو بہنوں کا ایک ہی مرد سے نکاح

سوال: کیا دودھ شریک دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں؟

جواب: دودھ شریک دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح

---

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل احکام الرضاع: جلد ۸ ص۳۷۰

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مسائل احکام الرضاع: ج۸ ص۳۷۶

میں نہیں رہ سکتیں۔[1]

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت کا ثابت ہونا

سوال: اگر ایک بیوی نے کسی لڑکے کو دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے اس کی حرمت ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہوگی کہ مذکورہ لڑکے سے دوسری بیوی کی کسی لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔[2]

نانی کا دودھ پینے سے نواسی کے والدین کے بارے میں حکم

سوال: ایک عورت نے اپنی نواسی کو مدت رضاعت میں دودھ پلایا اس صورت میں دودھ پینے والی لڑکی کے ماں باپ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے آیا نکاح باطل ہے؟

جواب: نکاح باطل نہیں ہوا۔[3]

آئیسہ کے پستان سے سفید پانی آنا

سوال: آئیسہ (یعنی بوڑھی عورت) کے پستان سے سفید پانی کی رطوبت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر اس کی رنگ دودھ جیسی نہیں بلکہ پانی کی طرح ہے تو اس سے حرمت

---

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: صـ ۹

[2] فتاوی دار العلوم دیوبند، مسائل احکام الرضاع: ج ۸ صـ ۲۸۱

[3] احسن الفتاوی، باب الرضاع: ج ۵ صـ ۱۲۵

ثابت نہیں ہوگی۔[1]

مردہ عورت کا دودھ پینے سے رضاعت کا حکم

سوال: ایک بچی نے مردہ عورت کا دودھ پی لیا ہے اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب: جب بچی نے مردہ عورت کا دودھ پیا ہے اس کی حرمت رضاعت ثابت ہوئی۔[2]

مزنیہ کی رضیعہ سے نکاح کا حکم

سوال: کسی نے عورت سے زنا کیا اور مزنیہ سے کسی لڑکی نے دودھ پیا ہے کیا اس لڑکی سے اس زانی کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: زانی مزنیہ کی رضاعی اولاد سے نکاح نہیں کرسکتا، کیونکہ مزنیہ عورت زانی کے اصل وفروع خواہ نسبی ہوں یا رضاعی زانی پر حرام ہیں۔[3]

رضاعی ماں کی اولاد سے نکاح

سوال: حکم شرع اس بارے میں کیا ہے؟ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(الف): ① لڑکی انتقال کم عمری میں۔ ② لڑکا۔ ③ لڑکا۔ ④ لڑکی شادی شدہ۔ ⑤ لڑکا۔ ⑥ لڑکی مرحوم۔ ⑦ لڑکا۔ ⑧ لڑکا۔ ⑨ لڑکی۔ ⑩

(ب): لڑکی۔ ① لڑکی مرحوم۔ ② لڑکی مرحوم۔ ③ لڑکا۔ ④ لڑکا۔ ⑤ لڑکی شادی شدہ۔ ⑥ لڑکا۔

الف اور ب آپس میں رشتہ دار تھے، الف بھاوج اور ب نند ہے، اور ایک ہی

---

[1] احسن الفتاوی، باب الرضاع: ج ۴ صـ ۱۲۵

[2] خیر الفتاوی، باب رضاعت: ج ۴ صـ ۴۸۷

[3] خیر الفتاوی، باب رضاعت: ج ۴ صـ ۴۸۴

جگہ رہتے تھے۔ ب کو ہمیشہ دودھ کی کمی رہتی تھی۔ الف نے باجازت شوہر ب کے بچوں کو حسب ضرورت وموقع دودھ پلایا ہے۔ اور اب ب کے چوتھے لڑکے کا خیال الف کی دسویں لڑکی سے شادی کی نسبت طے کرنا ٹھہرا ہے اور الف کی دسویں لڑکی کا دودھ ب کے چوتھے لڑکے نے نہیں پیا ہے، البتہ ب کے چوتھے لڑکے نے الف کے آٹھویں لڑکے کا دودھ پیا ہے، یہاں پر اختلاف واعتراض دودھ بھائی کا پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

جواب: جب کہ ب کے چوتھے لڑکے نے الف کا دودھ پیا ہے تو الف اس کی رضاعی والدہ ہوگئی اور الف کی سب اولاد اس کے رضاعی بھائی بہن بن گئے، اس کی شادی الف کی کسی بھی لڑکی کے ساتھ جائز نہیں بالکل حرام ہے، اس نے دودھ الف کے کسی لڑکے یا لڑکی کے زمانۂ شیر خوارگی میں پیا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس طرح چوتھے لڑکے کے علاوہ جس نے بھی الف کا دودھ پیا ہے اس کی شادی الف کی کسی بھی لڑکی سے درست نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔[1]

والد کی رضاعی بہن سے نکاح

سوال: زید نے خالدہ سے نکاح کیا۔ اور خالدہ کے دو بچے زید، نوازش علی اور زینب پیدا ہوئی، اس کے بعد خالدہ کا انتقال ہوگیا تو زید نے دھوکہ سے نکاح کرلیا، ہندہ کے بچے ایک نصیب علی اور طاہرہ پیدا ہوئے اس کے بعد زید کا انتقال ہوگیا، زید کے انتقال کے بعد تقریباً دس بارہ سال بعد نوازش علی کی ایک لڑکی زبیدہ پیدا ہوئی، نوازش علی کی بیوی زبیدہ کے پیدا ہونے کے دس بارہ دن کے بعد انتقال کرگئی، اس کے بعد زبیدہ کو ہندہ نے جو کہ زبیدہ کی سوتیلی دادی ہے اس نے اپنا دودھ پلا کر پرورش کی، قدرتی طور پر ہندہ کو دودھ اتر آیا اب زبیدہ کی شادی زینب کے لڑکے

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الرضاع: ج ۱۳ ص ۲۲۴

صغیر احمد سے کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: زبیدہ نے جب اپنے دادا کی بیوی ہندہ کا دودھ ایام رضاعت میں پیا تو ہندہ رضاعی والدہ ہوگئی اور ہندہ کا شوہر یعنی زبیدہ کا دادا رضاعی والد ہوگیا، جس طرح نسبی والد کی اولاد در اولاد سب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسی طرح رضاعی والد کی بھی اولاد سب سے نکاح حرام ہو جاتا ہے، لہٰذا اس صورت میں نسبی کے اعتبار سے تو صغیر احمد اس کا پھوپھی زاد بھائی ہے، زبیدہ کا اتنا ہی رشتہ ہوتا تو نکاح جائز ہوتا لیکن رضاعت کے اعتبار سے زبیدہ اپنے والد کی رضاعی بہن ہوگئی اور اپنی پھوپھی کی بھی رضاعی بہن ہوگئی اور صغیر احمد اس کا بھانجا ہوگیا اور وہ صغیر احمد کی خالہ ہوگئی جس طرح کہ نسبی خالہ سے نکاح ناجائز ہے اسی طرح رضاعی خالہ سے بھی ناجائز ہے "بَيْنَ رَضِيعٍ وَوَلَدِ مُرْضِعَتِهٖ وَاِنْ سَفُلَ وولد زوج لبنها منه فهو اب للمرضع و بنته وان كانت من امراة اخرى."[1]

بغیر اجازت شوہر کسی کے بچہ کو دودھ پلانا

سوال: ایک بچہ کی والدہ مرض کی وجہ سے دودھ پلانے سے قاصر ہے والد کو اتنی توفیق بھی نہیں اپنی ذات سے پیسے صرف کر کے دودھ پلوا سکے اس صورت میں اس بچہ کے لئے اپنی ہمشیرہ سے دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہمشیرہ اپنے شوہر سے اجازت لے کر اس بچہ کو دودھ پلادے اور بلا اجازت شوہر دودھ پلانا مکروہ ہے، لیکن اگر بھوک کی وجہ سے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں بلا اجازت شوہر کے بھی دودھ پلانا مکروہ نہیں۔[2]

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الرضاع: ج ۱۳ ص ۲۳۹

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحۃ فی احکام الزوجین: ج ۱۳ ص ۳۵۵

مطلقہ کی اجرت رضاع

سُوال: کیا مطلقہ عورت اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت شوہر سے طلب کر سکتی ہے؟

جَواب: ایام عدت میں اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت نہیں لے سکتی، البتہ بچہ مالدار ہو تو اس کے مال سے اجرت طلب کر سکتی ہے اور عدت گزرنے کے بعد بہر حال اجرت لے سکتی ہے مگر اجرت اجنبیہ سے زیادہ نہیں لے سکتی، اگر کوئی اجنبیہ بلا اجرت دودھ پلانے پر راضی ہو تو ماں اجرت نہیں لے سکتی۔[1]

[1] احسن الفتاویٰ، باب النفقہ: ج ۵ ص ۴۶۲

کتاب الطّلاق

نکاح ایک پاک معاہدہ ہے جس کی شرائط کے تحت دو انسان زندگی بسر کرتے ہیں، اب ان دو انسانوں میں سے جو بھی شرائط توڑنے کا مرتکب ہو وہ انصاف کی رو سے معاہدہ کے حقوق سے محروم رہنے کے لائق ہو جاتا ہے بس اسی محرومی کا نام دوسرے لفظوں میں طلاق ہے۔

اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ ایک منکوحہ نکاح کے معاہدے کو اپنی بدچلنی سے توڑ دے تو وہ جسم کے اس حصے کی طرح ہے جو گندہ ہو گیا یا سڑ گیا، وہ اپنے شدید درد سے ہر وقت بدن کو ستاتا ہے اور دکھ دیتا ہے ایسے میں تمام ڈاکٹر بھی اتفاق کر لیں کہ بدن کی حفاظت اسی میں ہے کہ اس کو کاٹ کر پھینک دیا جائے تو کون احمق ہوگا جو اسے کاٹ کر پھینکنے پر راضی نہ ہو، بالکل طلاق یا خلع میں ایسا ہی ہے کہ دو انسانوں میں جو کوئی بھی معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کرے اور کسی طور نباہ نہ ہو سکے تو ایسے میں قرآنی ارشاد ہے:

﴿قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا﴾[1]

تَرجَمہ: "یعنی جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں پس تم ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان سے جدا ہو اور ان کو

[1] سورۂ نساء آیت ۳۵

مارو۔ (یعنی جیسی مصلحت پیش آئے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو تم بھی ان کو طلاق یا سزا دینے کی راہ مت نکالو، بے شک اللہ تعالیٰ برتر و بڑا ہے۔ پھر اگر میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک ایک منصف میاں بیوی کی طرف سے مقرر کرو، اگر منصف صلح کرانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو باہمی موافقت دے دیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا باخبر ہے۔"

جب یہ باتیں جان لیں تو اب طلاق سے متعلق ضروری باتیں جان لیجیے۔

ایک طلاق کے بعد عدت کے اندر مزید طلاق دینا

سُوال: کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی مزید عدت کے اندر طلاقیں واقع ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

جَواب: کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں ہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دے گا تو پڑ جائے گی۔[۱]

بیوی کو دفعۃً تین طلاق دینا

سُوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں لکھ کر بھیجیں تو اس صورت میں تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جَواب: اس صورت میں تین طلاق واقع ہو گئیں۔[۲]

بیوی کو منکوحہ کہنا

سُوال: کسی نے اپنی بیوی کو کہا تو میری منکوحہ نہیں اس سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

---

۱ بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۳۰

۲ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ ص۱۲۹

جَواب: اگر شوہر نے مذکورہ الفاظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی ورنہ نہیں۔[۱]

بیوی کو کہنا کوئی دوسرا خاوند بنا لے

سُوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ جہاں چاہے دوسرا خاوند بنا لے تو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

جَواب: مذکورہ الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق بائن واقع ہوگی ورنہ نہیں۔[۲]

بیوی کو طلاق دے دوں گا کہنا

سُوال: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دوں گا کہا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

جَواب: اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی اس میں صرف ارادہ طلاق کا اظہار ہے۔[۳]

فاحشہ بیوی کو طلاق دینا مستحب ہے

سُوال: ایک عورت فاحشہ اور بدچلن ہے سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتی خاوند کی نافرمان ہے ایسی عورت کو اگر خاوند طلاق دیدے تو اس پر کوئی گناہ تو نہیں؟

جَواب: ایسی عورت کو طلاق دینا گناہ نہیں بلکہ مستحب اور ثواب ہے اور اگر عورت یہاں تک نافرمان ہے کہ خاوند کے لئے اس کے ساتھ رہنا مشکل ہو، گھر میں ہر وقت فتنہ وفساد و برپا رہتا ہو تو ایسی صورت میں طلاق دینا واجب ہے۔[۴]

---

۱ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ ص۱۴۲

۲ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ ص۱۴۶

۳ احسن الفتاوی: ج۵ ص۱۲۸

۴ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ ص۱۵۰

بیوی کو کہنا ایسی بیوی مجھے درکار نہیں

سُوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ ایسی بیوی مجھے درکار نہیں اس سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

جواب: ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوتی۔[1]

بیوی کو ماں کہنا طلاق بائن ہے

سُوال: ایک آدمی نے اپنی عورت کو کہا تو میری ماں ہے کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

جواب: آج کل عرف عام میں یہ الفاظ صرف طلاق ہی کے لئے متعین ہیں، لہٰذا بدون نیت بھی طلاق بائن واقع ہو جائے گی بلکہ زوجہ کوئی دوسری نیت بتائے بھی طلاق ہی کا حکم دیا جائے گا اس کا قول خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا جائے گا۔[2]

بیوی کو لفظ حرام کہنا

سُوال: ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو کہا تو میرے اوپر حرام ہے کیا اس سے طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب: لفظ حرام طلاق صریح بائن ہے اس سے بدون نیت بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہٰذا اس لفظ سے اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔[3]

غیر مدخولہ کو بعد از خلوت صحیحہ طلاق دینا

سُوال: اگر کسی نے محض خلوت صحیحہ کے بعد یعنی قبل از دخول اپنی بیوی کو طلاق

[1] احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج ۵ ص ۱۲۶
[2] احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج ۵ ص ۱۸۵
[3] احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج ۵ ص ۱۸۳ بتصرف

دی تو کونسی طلاق شمار ہوگی؟

جواب: طلاق بائن ہوگی۔[1]

بلا ارادہ منہ سے طلاق کے الفاظ کا نکلنا

سُوال: اگر کسی نے بلا ارادہ بیوی کے سامنے تجھے طلاق ہے کہا تو اس سے آیا اس کی بیوی پر طلاق واقع ہوگی؟

جواب: بلا ارادہ بیوی کے سامنے تجھے طلاق کہا تو اس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔[2]

اپنی بیوی کو طلاقن کہنا

سُوال: کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارا کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

جواب: کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی اگر چہ ہنسی میں کہا ہو۔[3]

طلاق کے ساتھ فوراً ان شاء اللہ کہنا

سُوال: کسی نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ کہا تو کیا اس سے طلاق واقع ہوگی؟

جواب: کسی نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی ان شاء اللہ بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑی، اسی طرح اگر یوں کہا اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق، اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی، البتہ اگر طلاق دے کر ذرا ٹھہر گیا پھر ان شاء اللہ کہا تو طلاق پڑ گئی۔[4]

[1] احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج ۵ ص ۱۲۸
[2] ماخوذ از فتاوی دارالعلوم دیوبند، کتاب الطلاق: ج ۹ ص ۲۳۵، ص ۲۷۵
[3] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۴۲
[4] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۴۲

باب الخلع

خلع کسے کہتے ہیں

سوال: خلع کسے کہتے ہیں؟

جواب: اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے، اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔[1]

عورت کا خلع پر راضی نہ ہونا اور مرد کا زبردستی کرنا

سوال: عورت خلع پر راضی نہ ہو اور مرد زبردستی کرے اور خلع کرنے پر مجبور کیا تو کیا یہ خلع ہو گیا؟

جواب: عورت خلع پر راضی نہ تھی۔ مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا، یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا اور اگر مرد کے ذمہ باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔[2]

خلع کے بعد دوبارہ نکاح کرنا

سوال: میاں بیوی کے درمیان خلع ہو جائے آیا اس عورت سے دوبارہ نکاح ہو

۱؎ بہشتی زیور، حصہ چہارم: صـ۲۸ ۲؎ بہشتی زیور، حصہ چہارم: صـ۲۶

سکتا ہے؟

جواب: خلع سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اس لئے اگر تین طلاقیں نہیں دیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔[1]

خلع میں عورت کے نفقہ و سکنی کا حکم

سوال: کیا خلع میں عدت کے نفقہ و سکنی ساقط ہو جاتے ہیں؟

جواب: اگر خلع میں ایام عدت کے نفقہ و سکنی کا ذکر نہ آیا ہو تو یہ دونوں ساقط نہ ہوں گے، اور اگر ان دونوں کے سقوط کی تصریح کی ہو تو دونوں ساقط ہو جائیں گے۔[2]

گزشتہ وقت کا نفقہ

سوال: ایک شخص دس پندرہ سال ہوئے اپنی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلا گیا، اس کی بیوی کو اور سب لوگوں کو معلوم ہے کہ فلاں وطن میں ہے اپنی بیوی کے واسطے کچھ نفقہ نہ خود مقرر کیا نہ حکومت نے مقرر کیا نہ قاضی نے مقرر کیا، دس پندرہ سال کے بعد واپس آیا اب بیوی یا اس کے والدین شوہر سے دس پندرہ سال کا خرچہ شریعت کے حکم سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گزشتہ وقت کا نفقہ طلب کرنے کا حق نہیں اس لئے کہ ایک ماہ یا زیادہ گزر جانے سے بیوی کا نفقہ اس گزشتہ مدت کا ساقط ہو جاتا ہے، البتہ حاکم نے نفقہ کی مقدار متعین کر دی یا زوجین نے بالاتفاق کوئی مقدار متعین کر لی ہو تو نفقہ ساقط نہیں ہوگا۔[3]

۱؎ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ صـ۳۷۹

۲؎ احسن الفتاوی، کتاب الطلاق: ج۵ صـ۳۷۸

۳؎ احسن الفتاوی، باب النفقہ: ج۵ صـ۴۲۳

عدت شوہر کے مکان میں گزارنا

سُؤال: کسی عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دی اور عورت اپنے والدین کے مکان پر تھی اور عدت اپنے والدین کے مکان میں گزار رہی ہے تو کیا نفقہ کا مستحق ہے؟

جواب: طلاق کے بعد فوراً شوہر کے مکان میں چلی جائے اور وہاں عدت گزارے، چونکہ وہ شوہر کے مکان میں عدت نہیں گزار رہی ہے اس لئے اس کو نفقہ و سکنی کا حق نہیں رہا۔[1]

الگ کمرہ بیوی کا حق ہے

سُؤال: کیا بیوی الگ تھلگ کمرہ کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

جواب: بیوی کو ایک ایسے کمرے کا حق ہے جس میں دوسرے گھر کے کسی فرد کا تصرف نہ ہو لہٰذا یہ مطالبہ درست ہے۔[2]

ماں اور بیوی کا نفقہ

سُؤال: اگر کوئی شخص روزانہ اس قدر کما سکتا ہے جو اس کی ماں اور بیوی دونوں کو کافی نہیں ہوسکتا تو اس صورت میں اس پر بیوی کا نفقہ واجب ہوگا یا ماں کا؟

جواب: ماں کا نفقہ ماں کے نادار اور بیٹے کا مالدار ہونے کے ساتھ مشروط ہے پس اگر ماں مالدار ہے یا لڑکا مالدار نہیں ہے بلکہ تنگدست ہے تو اس پر ماں کا نفقہ واجب نہیں اور بیوی کا نفقہ بہر صورت واجب ہے، جو شوہر کی تنگدستی یا بیوی کی مالداری کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا اور اگر ماں کا شوہر موجود ہے تو اس صورت میں

[1] احسن الفتاویٰ، باب النفقۃ: ج ۵ ص ۳۶۲

[2] خیر الفتاویٰ، باب النفقۃ: ج ۴ ص ۵۷۳

بھی اس کا نفقہ لڑکے پر واجب نہیں، پس مذکورہ صورت میں انسب یہ ہے کہ اگر ماں اپنے نفقہ کا تحمل نہیں کرسکتی اور شوہر بھی نہیں ہے لڑکا جو کچھ کمائے بیوی ماں دونوں کو کھلائے (دونوں کا نفقہ برداشت کرے)۔[1]

کیا میکہ میں رہتے ہوئے بھی نفقہ لازم ہے؟

سُؤال: زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو دو ماہ کے وعدہ سے میکہ بھیج دیا میعاد گزرنے پر ہندہ کو نہیں بلایا، ہندہ کے عزیز و اقارب نے اور اس کے رشتہ داروں نے ایک دو مرتبہ ہندہ کو بلانے کا ذکر کیا لیکن زید بلانے پر رضامند نہیں ہوا، زید کچھ دن بعد باہر چلا گیا ہندہ کو میکے میں رہتے ہوئے ایک سال کامل گزر گیا، زید جیسے باہر سے آیا اس وقت اس سے کہا گیا کہ اپنی زوجہ ہندہ کو بلاؤ زید نے صاف لفظوں میں کہا کہ میں ہندہ کو ہرگز نہیں بلاؤں گا میری مرحوم بہن کی وصیت ہے، ہندہ کے اقارب نے زید سے کہا کہ اگر تم ہندہ کو نہیں بلاتے ہو تو نان ونفقہ دو، زید نے جواب دیا کہ ہندہ قریب چار سال سے میرے نکاح میں آئی ہے لیکن ہندہ سے اس عرصہ میں رہتے ہوئے آرام نہیں ملا اس لئے میں ہندہ کو کس بات کا نان ونفقہ دوں؟ میرے اوپر کوئی حق نہیں اگر ہندہ مجھ کو آرام دیتی تو نان ونفقہ اور مہر کی حقدار بنتی، تو ہندہ کا نان نفقہ زید کے اوپر ثابت ہوتا ہے کہ نہیں؟

جواب: جب کہ زید نے اپنی زوجہ کو خود میکے بھیجا ہے تو جب تک زید کی اجازت سے میکے رہے وہ نان نفقہ کی مستحق ہے، البتہ اگر بغیر اجازت کے گئی ہے یا اجازت سے جانے کے باوجود زید کے بلانے پر نہیں آئی بلکہ بلا اجازت میکے رہی تو وہ شرعی نان ونفقہ کی مستحق نہیں جب شوہر کے مکان پر آجائے گی تب مستحق ہوگی۔[2]

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب النفقات: ج ۳ ص ۱۵۲

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب النفقات: ج ۹ ص ۲۲۱

باب العدة

عدت کے بعد عورت سے رجوع کرنا

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اب عدت گزرنے کے بعد کیا رجوع کرسکتا ہے؟

جواب: اگر عورت کی عدت گزر چکی تو رجوع نہیں ہوسکتا۔[1]

عدت کے بعد عورت سے نکاح ضروری ہے

سوال: کیا عدت گزرنے کے بعد نکاح ضروری ہے یا رجوع ہوسکتا ہے؟

جواب: عدت گزر چکی تو رجوع نہیں ہوسکتا، اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا، اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔[2]

عدت حاملہ

سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق دی اب یہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟

جواب: اس کی عدت وضع حمل ہے اس کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔[3]

مسخ شدہ کی بیوی کی عدت

سوال: اگر شوہر کی شکل مسخ ہوگئی کیا اس کی بیوی کو کونسی عدت پوری کرنی ہے؟

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۴۷
[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص ۴۷
[3] احسن الفتاوی، باب العدة: ج ۵ ص ۴۲۹

جواب: اگر کسی انسان کی صورت اس طرح مسخ ہوگئی ہو کہ بالکل غیر جنس میں تبدیل ہوگئی تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اس لئے اس کی بیوی پر عدت طلاق واجب ہوگی۔[1]

اسقاط حمل سے عدت ختم ہوجاتی ہے

سوال: عدت والی عورت اگر اپنا حمل بذریعہ دوا ساقط کردے تاکہ عدت جلدی ختم ہوجائے تو کیا عدت ختم ہوگئی؟

جواب: اگر حمل چار ماہ یا اس سے زائد مدت کا ہو تو اس کے اسقاط سے عدت ختم ہوجائے گی، ورنہ اس کے بعد حیض گزرنے سے عدت ختم ہوگی۔[2]

عورت اپنے رہائشی مکان میں عدت گزارے

سوال: زید مع اہل وعیال کرایہ کے مکان میں رہنے لگا یہاں زید فوت ہوگیا، اب عورت عدت خاوند کے مکان پر گزارے یا اپنے والدین کے گھر دوسرے شہر میں گزارے کہاں عدت گزارے؟

جواب: اسی عارضی مکان میں عدت گزارنا واجب ہے۔[3]

معتدہ کا علاج کے لئے نکلنا

سوال: معتدہ کے لئے ڈاکٹر کے پاس جاکر دوا لانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ڈاکٹر کو گھر پر نہ بلایا جاسکتا ہو اور مرض شدید ہو تو ایسی مجبوری میں ڈاکٹر کے پاس جانا جائز ہے۔[4]

[1] احسن الفتاوی، باب العدة: ج ۵ ص ۴۲۵
[2] احسن الفتاوی، باب العدة: ج ۵ ص ۴۳۲
[3] احسن الفتاوی، کتاب العدة: ج ۵ ص ۴۳۹
[4] احسن الفتاوی، باب العدة: ج ۵ ص ۴۳۱

معتدہ کو تنہائی سے سخت وحشت ہو مکان بدل سکتی ہے

سوال: معتدہ کو اپنے شوہر کے مکان میں عدت گزارنے سے معذور ہے اکیلی ہے اور کوئی اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ آیا کسی اور مکان میں عدت گزار سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر تنہائی کی وجہ سے جان یا عزت یا مال پر خطرہ ہو، یا اکیلی ہونے کی وجہ سے سخت وحشت ہوتی ہو وہ دوسرے کسی قریبی مکان میں عدت گزار سکتی ہے۔[1]

بچہ پیٹ میں مر گیا تو عدت کا حکم

سوال: مطلقہ یا متوفی عنہا زوجہا کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو عدم وضع حمل کی صورت میں اس کی عدت کتنی مدت ہوگی؟

جواب: دوا یا آپریشن کے ذریعہ رحم کی صفائی کرائی جائے، اگر حمل چار ماہ یا زیادہ مدت کا تھا تو بطریق مذکور اسقاط سے عدت ختم ہو گئی ورنہ تین ماہواری گزرنے پر عدت ختم ہوگی۔[2]

معتدہ کرایہ مکان پر قادر نہ ہو تو اسے چھوڑ سکتی ہے

سوال: اگر شوہر اپنی بیوی کو لے کر دوسرے شہر میں بغرض روزگار کرایہ کے مکان میں قیام پذیر رہا کچھ عرصہ کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا، اب عورت اس کرایہ کے مکان میں عدت پوری کر رہی ہے مگر اس میں اتنا کرایہ دینے کی استطاعت نہیں تو کیا اس سے کم کرایہ کے مکان یا مفت کے مکان میں منتقل ہونا اور کرایہ کے مکان کو چھوڑنا جائز ہے؟

---

[1] احسن الفتاوی، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۳۰

[2] احسن الفتاوی، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۲۹

جواب: اتنے کرایہ کی استطاعت نہ ہو تو قریب تر مکان میں جا سکتی ہے۔[1]

معتدہ کا شوہر کی میت کا منہ دیکھنے کے لئے باہر جانا

سوال: شوہر کا انتقال اس کے بھائی کے گھر دوسرے محلہ میں ہوا تو اب بیوی اپنے شوہر کا منہ دیکھنے کے لئے دوسرے محلہ میں جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: شوہر کا منہ دیکھنے کے لئے نکلنا جائز نہیں۔[2]

سفر میں عدت کا وجوب

سوال: شوہر اپنی بیوی کو لے کر دوسرے شہر میں ہمشیرہ کے گھر بطور مہمان آیا یا بغرض کاروبار کے آیا ہوا تھا وہیں شوہر کا انتقال ہو گیا کیا اب بیوی عدت وہاں گزارے یا خاوند کے گھر آ کر گزارے؟

جواب: اگر شوہر کا گھر جائے اقامت سے سفر کی مسافت کم ہو تو بیوی شوہر کے گھر آ کر عدت گزارے اور مسافت سے زیادہ ہو تو جائے اقامت ہی میں عدت پوری کرے۔[3]

رخصتی سے پہلے شوہر مر گیا تو عدت کا حکم

سوال: رخصتی نہیں ہوئی اور خلوت صحیحہ بھی نہ ہوئی اور شوہر کا انتقال ہو گیا اب عدت میکے میں گزار سکتی ہے؟

جواب: چونکہ شوہر کے موت کے وقت سکونت بیوی اپنے والد کے پاس تھی اس لئے عدت وہیں میکے میں گزارے۔[4]

---

[1] احسن الفتاوی، باب العدۃ ج ۵ ص ۴۳۰

[2] احسن الفتاوی، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۳۱ بتصرف

[3] احسن الفتاوی، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۳۱

[4] احسن الفتاوی، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۲۹ بتصرف

وفات کی عدت

سوال: شوہر مر جائے تو عورت کے لئے عدت وفات کی مدت کیا ہے؟

جواب: عدت وفات چار مہینے دس دن ہیں۔[1]

حیض والی کی عدت

سوال: حیض والی عورت کی عدت کتنی ہے؟

جواب: حیض والی عورت کی عدت تین حیض ہیں۔[2]

عدت الموت مہینے سے شمار ہوگی یا دن سے

سوال: عدت الموت دنوں سے شمار ہوگی یا مہینوں سے؟

جواب: اگر شوہر قمری مہینہ کی پہلی تاریخ میں فوت ہوا ہے تو مہینوں چار مہینے دس دن سے شمار ہوگی ورنہ دنوں کے حساب سے ایک سو تیس دن شمار کرے گی۔[3]

عدت موت میں آخری دن کا حساب

سوال: کسی عورت کا شوہر دن کے دس بجے فوت ہوا تو اب اس کی عدت جب چار ماہ دس دن پورے ہوں گے تو دن کے دس بجے عدت پوری ہوگی یا شام تک عدت پوری ہوگی۔ کیا آخری دن پورا لگے گا؟

جواب: دن کے دس بجے عدت پوری ہوگی۔[4]

اثناء عدت میں حیض بند ہوگیا

سوال: ایک مطلقہ عورت کی عدت حیض سے شروع ہوئی مگر تین حیض مکمل ہونے

[1] فتاویٰ عالمگیری، باب فی العدۃ: ج ۱ ص ۵۲۹
[2] فتاویٰ عالمگیری، باب فی العدۃ: ج ۱ ص ۵۲۱
[3] احسن الفتاویٰ، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۲۸
[4] احسن الفتاویٰ، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۲۹

سے پہلے اس کا خون حیض بند ہوگیا اب یہ عورت عدت کیسے پوری کرے؟ اگر دو حیض آنے کے بعد حیض بند ہوگیا اب صرف ایک مہینہ گزر جانے سے اس کی عدت ختم ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر یہ عورت سن ایاس کو پہنچ چکی ہے تو نئے سرے سے عدت مہینے سے پوری کرے، مگر چونکہ انقطاع حیض کے بعد چھ ماہ گزرنے کے بعد حکم ایاس ہوتا ہے اس لئے چھ ماہ کے بعد مزید تین ماہ عدت کے ہوں گے، اگر سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تیسرے حیض کا انتظار کرے۔[1]

بیوہ کی عدت اپنے باپ کے گھر

سوال: اگر شوہر کے انتقال کے بعد بیوی کے نان ونفقہ کا انتظام نہ ہو تو بیوی اپنے باپ کے گھر میں عدت گزار سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر کے مکان پر عدت گزارنے کا انتظام نہ ہو تو اپنے باپ کے گھر گزارے۔ فقط واللہ اعلم۔[2]

حلالہ کے لئے عدت میں نکاح

سوال: زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق دے دی مگر معلوم ہوا کہ زوجہ زید اس وقت ماہواری سے تھی، بعد میں زید نے مصلحۃً دوران عدت میں اپنے دوست سے برائے حلالہ نکاح کرا دیا تاکہ ہندہ مجھ سے متنفر نہ ہوجائے تو یہ نکاح ثانی ہوا یا نہیں؟

جواب: حالت حیض میں دی ہوئی طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ ایسا کرنے سے شوہر گنہگار ہوتا ہے، اسی طرح تین طلاق ایک دم دینا بھی گناہ ہے مگر وہ بھی واقع

[1] احسن الفتاویٰ، باب العدۃ: ج ۵ ص ۴۳۳
[2] فتاویٰ محمودیہ، باب العدۃ: ج ۱۳ ص ۳۲۵

ہو جاتی ہیں، اس لئے صورت مسئولہ میں طلاق مغلظہ ہوگئی بغیر حلالہ کے اس کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں ہے، حلالہ کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے واسطے پہلی عدت کا گزر جانا ضروری ہے، عدت میں نکاح حرام ہے وہ نکاح نہیں بلکہ وہ زنا ہوتا ہے۔ "لَا یَجُوْزُ لِلرَّجُلِ اَنْ یَتَزَوَّجَ زَوْجَۃَ غَیْرِہٖ وَکَذٰلِکَ الْمُعْتَدَّۃُ کَذَا فِی السِّرَاجِ الْوَھَّاجِ." [1]

سوال: زید نے اپنے دوست خالد سے برائے حلالہ ہندہ کا نکاح کرا دیا، خالد نے نکاح کے بعد مباشرت بھی کی، تو یہ نکاح وغیرہ درست ہوا یا نہیں؟

جواب: اگر خالد کو معلوم تھا کہ ہندہ کی عدت ختم نہیں ہوئی، تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا بلکہ زنا ہوا ہے، زید، خالد اور ہندہ سب ہی سخت معصیت کے مرتکب ہوئے ہیں، سب کو توبہ لازم ہے اور اس نام نہاد نکاح و مباشرت سے ہندہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوئی۔ [2]

مطلقہ عنّین پر عدت

سوال: ہندہ کا شوہر وظیفۂ زوجیت کے قابل نہیں، یہ مشہور ہے اب شوہر مذکورہ نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے اس پر عدت ہے یا نہیں ہے؟ اور اگر ہے تو کتنی ہے؟

جواب: اگر خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی ہے یعنی شوہر و بیوی میں تنہائی ہو چکی ہے تو اس پر عدت تین حیض واجب ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر تنہائی سے پہلے طلاق دے دی تو عدت نہیں۔ [3]

جس کو حیض نہیں آتا اس کی عدت

سوال: زاہدہ کو حیض بالکل نہیں آتا، اور خوب جوان ہے، اس کے شوہر نے اس کو

[1] فتاویٰ عالمگیری، کتاب النکاح: ج ۱ ص ۲۸۰
[2] فتاویٰ محمودیہ فصل فی طلاق الثلاث واحکامھا: ج ۱۳ ص ۲۸۳
[3] فتاویٰ محمودیہ باب العدۃ: ج ۱۳ ص ۳۳۰

طلاق دی ہے، اس کی کیا عدت ہے؟

جواب: اگر شوہر اس سے وظیفۂ زوجیت کر چکا ہے تو اس کی عدت تین ماہ ہے، اگر ہمبستری نہیں کی ہے تو اس پر عدت واجب نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ [1]

معتدہ وفات کے لئے ممنوع چیزیں

سوال: جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کے لئے دوران عدت کون سی چیزیں منع ہیں؟ گھر سے باہر کسی شادی یا تقریب میں شرکت کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز کسی غیر رشتہ دار کے گھر جانا یا کسی عورت کی عیادت کے لئے جانا کیسا ہے؟

جواب: عورت کے لئے دوران عدت ہر قسم کی زینت اختیار کرنا ممنوع ہے، مثلاً خوبصورت کپڑے پہننا خوشبو لگانا، تیل لگانا، آنکھوں میں سرمہ لگانا، مہندی لگانا، بالوں میں کنگھی کرنا وغیرہ اس طرح معتدہ عورت کے لئے گھر سے نکلنا مطلق جائز نہیں۔ البتہ اگر بیوہ کے پاس ضروری اخراجات کے لئے کچھ نہ ہو اور کوئی بھی انتظام کرنے والا نہ ہو تو مکمل پردے میں کسب معاش کی حاجت سے گھر سے نکل سکتی ہے، اس صورت میں بھی رات گھر میں گزارنا ضروری ہے، شادی تقریب اور عیادت و ملاقات وغیرہ امور چونکہ ضرورت میں داخل نہیں اس لئے ان کے لئے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ [2]

[1] فتاویٰ محمودیہ، باب العدۃ: ج ۱۳ ص ۳۳۰
[2] آپ کے مسائل کا حل: ج ۶ ص ۱۱۱

کتاب المتفرقات

حالت حیض میں وظیفۂ زوجیت ادا کرنا

سوال: حیض کی حالت میں بیوی سے ہمبستری کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے۔[1]

عورت کا اپنے شوہر کو نام سے پکارنا

سوال: کیا عورت اپنے میاں کو نام سے پکار سکتی ہے؟

جواب: شوہر کو نام لے کر پکارنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت نام لینا درست ہے۔[2]

آپس کی باتیں کسی اور سے کہنا

سوال: شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوتی ہوں یا کوئی معاملہ پیش آیا ہو ان کو دوسرے سے کہنا کیسا ہے؟

جواب: بڑا گناہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔[3]

عورتوں کا خوشبو لگانا

سوال: عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک

[1] مسائل غسل: صـ ۴۶
[2] بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۶۵
[3] بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۶۶

اس کی خوشبو جائے کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ درست نہیں ہے۔[1]

گھر والے کی اجازت کے بغیر سائل کو دینا

سوال: کسی کے ہاں مہمان ہوئی گھر والے کی اجازت سے سائل کو ان کے گھر سے روٹی دینا صحیح ہے؟

جواب: گھر والے کی اجازت کے بغیر دینا درست نہیں گناہ ہے۔[2]

سر کے بال منڈوانا

سوال: کیا خواتین سر کے بال منڈوا سکتی ہے؟

جواب: بغیر عذر منڈوانا حرام ہے۔[3]

عورت کا دینی نقطہ نظر سے فیشن کرنا

سوال: کیا عورت دینی نقطہ نظر سے فیشن کر سکتی ہے؟

جواب: اسلام "فطرت کش" یعنی فطرت کو ختم کرنے والا نہیں بلکہ "فطرت نواز" ہے، وہ فطری تقاضوں اور خواہشوں پر روک نہیں لگاتا، جہاں تک عورت کی آرائش وہ جمال اور زینت کا تعلق ہے وہ تو عورت کو اجازت دیتا ہے کہ اخلاقی حدود میں رہ کر بناؤ سنگھار کرے، راہ اعتدال پر حسن آرائش کرے اور خوب صورت بنے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس کی اجازت دی ہے بلکہ بسا اوقات خود اس کی ہدایت بھی فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے مرد کے لئے ایک نعمت اور انسانیت پر احسان ہے، اسلام عورت کو بلند

[1] بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۶۷
[2] بہشتی زیور، حصہ سوم: صـ ۶۷
[3] خواتین کے لئے شرعی احکام: صـ ۲۶۶

مقام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی فطری آرائش کے جذبے کو ضرورت سے زیادہ نہ دباؤ، اسلام نے عورت کو سونے چاندی ریشم وغیرہ کے استعمال کی اجازت دی ہے تاکہ ان چیزوں کی مدد سے وہ اپنا حسن بڑھائے اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرے، اسلام کے نزدیک عورت کا بناؤ سنگھار ایک پسندیدہ فعل ہے، احادیث میں ہے عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کی آرائش کرے اچھا لباس پہنے زیورات پہنے عطر و مہندی لگائے صاف ستھری رہے مگر ان سارے کاموں کے ساتھ اسلام نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ نسوانی حسن کی نمائش صرف گھر والوں اور شوہر کے لئے ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں۔[۱]

عورت کا دوسری عورت کا موضع ستر دیکھنا

سُؤال: کیا ایک عورت دوسری عورت کا موضع ستر دیکھ سکتی ہے؟

جَواب: عورت کا کل بدن بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے ستر ہے۔[۲]

ستر عورت کی مقدار

سُؤال: عورت کا ستر کیا ہے؟

جَواب: عورت کا کل بدن، چہرہ، اور ہتھیلیوں کے علاوہ ستر ہے۔[۳]

عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں پردہ میں داخل ہیں

سُؤال: عورت کا چہرہ اور ہتھیلیوں کو مرد حضرات دیکھ سکتے ہیں؟

جَواب: بلا ضرورت شدیدہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا ناجائز ہے، کیونکہ اس سے عادۃً فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔[۴]

---

[۱] تحفۃ النساء، صـ۱۷۵ [۲] تحفۃ النساء، صـ۱۲۸

[۳] تحفۃ النساء، صـ۲۱۸ [۴] تلخیص تحفۃ النساء، صـ۲۲۱

عورت کا اپنے محرم کے سامنے جسم کھولنے کی مقدار

سُؤال: عورت اپنے محرم کے سامنے جسم کا کتنا حصہ کھول سکتی ہے؟

جَواب: عورت اپنے محرم رشتہ دار جیسا کہ باپ، بھائی، لڑکے وغیرہ ان کے سامنے اپنے جسم کا صرف اتنا حصہ کھول سکتی ہے جتنا گھر کے کام کاج اور نقل و حرکت کرتے ہوئے کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔[۱]

مانع حمل ذرائع استعمال کرنا کیسا ہے؟

سُؤال: مانع حمل ذرائع استعمال کرنا کیسا ہے؟

جَواب: بلا کسی سخت ضرورت کے محض اولاد کو بوجھ سمجھ کر ایسے ذرائع استعمال کرنا جس سے اولاد نہ ہو یا حمل کو ضائع کر دینا یا منع حمل کے لئے دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہے بلکہ حمل کو برباد کر دینا گناہ کبیرہ ہے۔[۲]

عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت کرنا

سُؤال: کیا عورتیں دکان پر بیٹھ کر تجارت کر سکتی ہیں؟

جَواب: عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ بے حجاب ہو کر دکان پر بیٹھ کر غیر محرم کے ساتھ تجارت کریں۔[۳]

عورت کی بالغ ہونے کی عمر

سُؤال: کسی عورت کو علامات بلوغ حیض، احتلام اور حمل نہ ہوں تو کس عمر سے وہ بالغ سمجھی جائے گی؟

جَواب: اگر کوئی علامات بلوغ نہ ہوں تو اس صورت میں پندرہ سال کی عمر سے اس کو بالغ سمجھا جائے گا۔[۴]

---

[۱] تحفۃ النساء، صـ۲۲۵ [۲] تحفۃ النساء، صـ۲۱ [۳] فتاویٰ رحیمیہ: ج۳ صـ۲۷۹

[۴] فتاویٰ شامی، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام: ج۶ صـ۱۵۳

جہیز اور زیور وغیرہ کا مالک کون ہے؟

سوال: عورت کو جوان کے والدین جہیز دیتے ہیں، اسی طرح جو زیورات شوہر کے والدین عورت کو چڑھاتے ہیں ان سب کے مالک کون ہیں؟

جواب: جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں اور جو کچھ ساس وخسر نے زیور وغیرہ چڑھایا یہ رواج کے اوپر موقوف ہے جہاں جو رواج اور عرف ہوگا اس کے مطابق عمل کر کے اس کی ملکیت سمجھی جائے گی۔[1]

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا

سوال: عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا؟

جواب: علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق شوہر کے ہیں ان میں شوہر کی اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت و راحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے، یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے۔[2]

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا

سوال: لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانا نہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے، عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئے۔[3]

---

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ مسائل احکام جہیز: ج ۸ صـ ۳۱۷

[2] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج ۸ صـ ۳۶۵

[3] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج ۸ صـ ۳۵۹

زمانہ حمل میں وظیفہ زوجیت ادا کرنا

سوال: شرعاً حالت حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالت حمل میں کچھ حرج نہیں ہے ساتویں آٹھویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے، لیکن جس حالت میں مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے۔[1]

عورت کے دودھ سے انتفاع حاصل کرنا

سوال: عورت کے دودھ کو کسی دوائی میں ڈال کر اس سے انتفاع حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: عورت کے دودھ کسی دوا میں ڈالا جائے جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں، خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔[2]

مرض وفات میں طلاق دینے کی صورت میں

بیوہ کا وارث ہونا

سوال: شوہر نے مرض وفات میں اپنی بیوی کو طلاق دی تو پھر مر گیا تو کیا وہ وراثت کا حقدار ہے؟

---

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ج ۸ صـ ۳۶۹

[2] بہشتی زیور، حصہ چہارم: صـ ۱۸

جواب: بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال میں سے بیوی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا عورت کو بھی ملے گا، چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پائے گی۔[1]

رجعت سے قبل عورت کو سفر میں لے جانا

سوال: شوہر نے بیوی کو طلاق دی اور رجوع نہیں کیا رجوع سے قبل بیوی کو سفر میں لے جانا جائز ہوگا؟

جواب: اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔[2]

عورت کا سربراہ مملکت بننا

سوال: کوئی عورت کسی ملک کا سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت امامت صغریٰ کا قابل نہیں تو پوری حکومت کی امامت کبریٰ اسے کیسے حوالے کی جا سکتی ہے؟[3]

نومولود کے کان میں عورت کا اقامت اذان دینا

سوال: نومولود کے کان میں اگر عورت اذان و اقامت دے تو کافی ہے؟

جواب: اگر عورت نے اذان اور اقامت کہہ دی تو وہ بھی کافی ہے، اعادہ کی ضرورت نہیں۔[4]

---

[1] بہشتی زیور، حصہ چہارم: ص۳۲ [2] بہشتی زیور، حصہ چہارم ص۳۹
[3] فتاویٰ رحیمیہ، مسائل شتی ج ۱۰ ص۲۶۸
[4] فتاویٰ رحیمیہ، مسائل شتی ج ۱۰ ص۲۸۵

حاملہ کا مٹی کھانا

سوال: حالت حمل میں عورت کو مٹی کو کھانے کی رغبت پیدا ہوتی ہے تو مٹی کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اتنی مقدار کھانے کی اجازت ہے کہ صحت کے لئے مضر نہ ہو۔[1]

نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا

سوال: نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟

جواب: نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہٖ مباح ہے مگر سخت ناپسندیدہ ہے اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے سیکھنا نہ پڑتا ہو مگر یہ ناممکن سا ہی ہے، کیونکہ ان مراحل کو طے کئے بغیر لائسنس ملنا مشکل ہے لائسنس کے حصول کے لئے نامحرم مرد سے سیکھنا اس کے پہلو میں بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنے کا موقع یقیناً آئے گا، بے پردگی گویا لازمی ہے اور اس کے علاوہ بہت مفاسد ہیں لہٰذا عورتوں کو اس سے محفوظ ہی رکھا جائے۔[2]

اسلام میں عورتوں کا ختنہ کرنا

سوال: لڑکیوں کو ختنہ کرنا اسلام میں ہے یا نہیں؟

جواب: قوی بات یہ ہے کہ عورتوں کی ختنہ سنت نہیں ہے جائز ہے۔[3]

بے پردہ عورت کی کمائی

سوال: عورت کی محنت کی کمائی جس میں بے پردگی ہو کھانا شرعاً جائز ہے یا

---

[1] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۱۰ ص۲۳۲
[2] فتاویٰ رحیمیہ، مسائل شتی: ج ۶ ص۲۴۵
[3] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۶ ص۲۶۱

نہیں؟

جواب: عورت کے ذمہ پردہ لازم ہے تاہم بے پردگی کی وجہ سے اس کی حلال کمائی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔[1]

عورت کو قاضی بنانا

سوال: مقدمات کے فیصلہ کرنے کے لئے عورت کو قاضی بنانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اگر وہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ قابلِ اعتبار ہوگا یا نہیں؟

جواب: جن امور میں عورت کی شہادت معتبر ہے ان امور میں اس کا فیصلہ بھی معتبر ہوگا جب کہ وہ شریعت کے مطابق ہو لیکن اس کو قاضی بنانے والا گنہگار ہوگا۔ جن امور میں اس کی شہادت معتبر نہیں ان امور میں اس کا فیصلہ بھی معتبر نہیں۔[2]

لڑکیوں کے ہوتے ہوئے جائداد نواسہ کو دینا

سوال: ایک شخص ایسا ہے جو کہ بالکل ضعیف ہو چکا ہے اس کے پانچ لڑکیاں ہیں جو شادی ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے گھر پر ہیں۔ اس شخص کی خدمت نواسہ کرتا ہے تو ایسی صورت میں اپنے نواسے کے نام کھیت، مکان لکھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکیوں کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں، بلکہ واقعۃً نواسے کو حق الخدمت کے طور پر معاوضہ کی حیثیت سے دینا چاہتا ہے تو خدمت کے موافق دینا درست ہے۔[3]

عقدِ ثانی کی وجہ سے بیوی کا حصہ کم نہیں ہوتا

سوال: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بیوہ عورت جو عقدِ ثانی میں آتی ہے ترکہ میں اس کا اور اس کے بچوں کا حصہ کم ہوتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

---

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر و الاباحۃ باب ما یتعلق بالاکل: ج۱۳ صـ۲۷۷

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الامارۃ والسیاسۃ: ج۴ صـ۳۸۶

[3] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الفرائض: ج۱۳ صـ۳۳۶

جواب: یہ خیال غلط ہے، اس کا جتنا حصہ ہے وہ ضرور اس کی مستحق ہے، عقدِ ثانی کی وجہ سے ہرگز حصہ میں کمی نہیں آئے گی، اولاد بھی اپنے پورے حصہ کی حق دار رہے گی۔[1]

عورت کا روٹی پکاتے ہوئے کھالینا جائز ہے

سوال: میری امی کہتی ہیں کہ جب عورت روٹی پکاتی ہے تو اسے حکم ہے کہ تمام روٹیاں پکا کر ہاتھ سے لگا ہوا آٹا اتار کر روٹی کھائے، عورت کو جائز نہیں کہ وہ روٹیاں پکاتے پکاتے کھانے لگے۔ یعنی آدھی روٹیاں پکائیں اور کھانا شروع کر دیا تو ایسا کرنے والی عورت جنت میں داخل نہ ہو سکے گی۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: آپ کی امی کی نصیحت تو ٹھیک ہے مگر مسئلہ غلط ہے، عورت کو روٹی پکانے کے دوران بھی کھانا کھالینا شرعاً جائز ہے۔[2]

مردہ عورت کے پاؤں کو مہندی لگانا جائز نہیں

سوال: میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں ایک مردے نہلانے والی خاتون کو بلا کر لایا انہوں نے مجھ سے مہندی منگوائی۔ والدہ کو نہلانے کے بعد انہوں نے والدہ کے پاؤں یعنی دونوں پیروں کے تلوے میں مہندی لگا دی ہمارے گھر والوں نے تو بہت منع کیا لیکن وہ خاتون مسئلے مسائل بتانے لگیں مختصراً یہ کہ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کفن میں لپٹی لاش (عورت) کے کیا مہندی پاؤں میں لگانے کا کہیں ذکر آیا ہے یا نہیں؟

جواب: اس نے غلط کیا، میت کو مہندی نہیں لگانی چاہئے تھی۔[3]

---

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الفرائض: ج۱ صـ۳۲۹

[2] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ صـ۳۷۵

[3] آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۳ صـ۱۰۳

جیٹھ اور دیور میں پردہ کے اعتبار سے فرق ہے یا نہیں؟

سوال: عورتوں کے لئے پردہ کے لحاظ سے جیٹھ اور دیور میں کچھ فرق ہے؟

جواب: کچھ فرق نہیں۔[1]

مشترکہ مکان میں شرعی پردہ

سوال: جس مکان میں پورا خاندان ساتھ رہتا ہو وہاں پر پردہ قائم رکھنے کی صورت (جب کہ جیٹھ اور دیور یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہوں) کیا ہے؟

جواب: باقی بدن تو چھپا رہتا ہی ہے، چہرہ بھی سامنے نہ کریں اور نامحرم کے ساتھ خلوت کا موقع کبھی آنے نہ دیں، ہنسی مذاق سے پوری احتیاط رکھیں، یہ اس وقت جب کہ مکان میں تنگی کی وجہ سے اتنی گنجائش نہ ہو کہ نامحرم کی آمد کے وقت مکان کے اندرونی حصہ میں چلی جائیں یا پردہ درمیان میں لٹکا دیں، اگر گنجائش ہو تو چہرہ چھپا کر بھی سامنے آنے سے اجتناب کریں، یہ تو عورتوں کے حق میں ہے۔

مردوں کے حق میں یہ ہے کہ جب مکان میں جائیں اطلاع کر کے جائیں اور نگاہ نیچی رکھیں اور ہنسی مذاق نیز خلوت سے پوری احتیاط کریں۔[2]

بیوی کی تربیت کا طریقہ

سوال: عورت کو ہر بات کہی جاتی ہے یعنی نماز پڑھنے اور اسلام پر پوری طرح رہنے اور خدمت وغیرہ کو کرنے کہا جاتا ہے لیکن سمجھانے کے باوجود نہیں مانتی تو اس صورت میں عورت کے ساتھ قرآن وحدیث کے مطابق کیا کیا جائے؟

جواب: کبھی نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے، کبھی دنیا میں حسن وسلوک کا لالچ دیا جائے، کبھی اللہ پاک کے احسانات اور آخرت کی نعمتوں کو یاد دلایا جائے، کبھی غصہ

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحۃ باب ما یتعلق بالعورۃ والحجاب: ج ۸ ص ۲۷۴

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحۃ باب مایتعلق بالعورۃ والحجاب: ج ۸ ص ۲۷۳

ہو کر اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا چھوڑ دیا جائے، کبھی پاس لیٹنا بند کر دیا جائے، کبھی دو چار ایسے لفظ ناگواری کے کہہ دیئے جائیں جن سے اس کے دل پر اثر ہو، کبھی کمر پر ایک دو چپت مار دیئے جائیں اور اللہ پاک سے دعا برابر کرتے رہیں کہ وہی مقلب القلوب ہے۔[1]

ادھار مہر داخل نصاب ہے یا نہیں

سوال: ایک عورت مالک نصاب نہیں ہے لیکن اس کا مہر نصاب سے زیادہ خاوند کے ذمہ باقی ہے مگر فی الحال نہیں مل سکتا تو مہر کی حق دار ہونے سے عورت مالدار کہلائے گی اور اس پر قربانی لازم ہوگی؟

جواب: شوہر کے ذمہ مہر باقی رہنے سے وہ مالدار نہیں اور قربانی بھی واجب نہیں۔[2]

زوجہ کی طرف سے قربانی کرنا

سوال: اپنی اہلیہ کی طرف سے مجھ پر قربانی کرنا واجب ہے؟

جواب: واجب نہیں ہے۔[3]

بچہ کی تربیت کا حق والدہ کے لئے کب تک ہے؟

سوال: میرا ایک بچہ ہے اس کی عمر پانچ برس کی ہے وہ اس کی ماں کے پاس ہے، ماں کے اخلاق خراب ہیں، اس بنا پر میں اس کو لے سکتا ہوں یا نہیں؟ کیونکہ بچہ کے اخلاق خراب ہونے کا ڈر ہے تو گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: حضانت (پرورش) کا حق والدہ کے لئے ہے کہ وہ اس کو اس وقت تک

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحۃ فی احکام الزوجین: ج ۱ ص ۳۳۳

[2] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الاضحیہ: ج ۲ ص ۸۲

[3] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الاضحیہ: ج ۲ ص ۸۷

اپنے پاس رکھ سکتی ہے جب تک اس کو کھانے پینے پہننے اور ناپاکی رفع کرنے میں ماں کی ضرورت پڑے، اور اس کی مدت لڑکے کے لئے سات برس اور بچی کے لئے نو برس ہے یا حیض آنے تک، اگر خدانخواستہ ماں مرتد ہو جائے (نعوذ باللہ) یا بدچلن ہو یا پاگل ہو جائے یا بچہ کے غیر محرم کے ساتھ عقد نکاح کر لے جس سے بچہ کی حفاظت نہ کر سکے تو والدہ کا حق پرورش باطل ہو جاتا ہے اور یہ حق اس کی نانی پڑنانی پھر دادی پڑدادی پھر بہنوں وغیرہ کے لئے ثابت ہو جاتا ہے کہ مقدم حق داروں کے ہوتے ہوئے آپ کو لینے کا حق نہیں پہنچتا۔[1]

علاج کی ضرورت سے عورت کا سر منڈانا جائز ہے

سُوَال: عورت کے سر پر بیماری ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب کی رائے ہے کہ بال منڈا لے تب علاج مفید ہوگا آیا ایسی صورت میں بال کے حلق کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

جَوَاب: جب بال منڈائے بغیر علاج معالجہ مفید نہیں ہے تو مجبوراً بال منڈانے کی اجازت ہے۔[2]

عورت کے داڑھی مونچھ نکل آئے تو کیا حکم

سُوَال: عورت کے داڑھی مونچھ کے بال نکلیں تو کیا حکم ہے منڈائے یا نہیں؟

جَوَاب: منڈا سکتی ہے، بلکہ عورت کو داڑھی کے بال صاف کر دینا مستحب ہے۔[3]

حائضہ اور نفساء کے پکائے ہوئے کھانے کا حکم

سُوَال: حائضہ عورت کا ناپاکی کی حالت میں بستر سے علیحدہ رہنا بے غسل کھانا نہ

[1] فتاویٰ رحیمیہ، باب الحضانة: ج ۲ ص ۱۵۴

[2] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحة: ج ۲ ص ۲۲۱

[3] فتاویٰ رحیمیہ، ایضاً ج ۲ ص ۲۲۷

پکانا چھوت کے خیال سے جو چھوئے اس پر بھی غسل ضروری ہونا ناپاکی کی حالت میں نیز برتن وغیرہ دھونا ضروری کہنا بے دھوئے بڑا گناہ کہنا کیسا ہے اسی طرح نفساء کو بھی بلکہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا حرام پاک ہونے تک سمجھنا کیسا ہے؟

جَوَاب: حائضہ اور نفساء سے اتنا پرہیز کرنا اور اس کے پکائے ہوئے کھانے اور چھوئے ہوئے برتن وغیرہ سے احتراز کرنا اور اس کا بستر علیحدہ رکھنا یہ یہود کا طریقہ ہے اسلام نے اس سے منع کیا ہے، البتہ صحبت وغیرہ جو امور ناجائز ہیں ان سے بچنا ضروری ہے۔[1]

مردانہ لباس عورتوں کے لئے

سُوَال: عورتوں کے لئے بنیان، شلوار، جاکٹ قمیص پہننے کا کیا حکم ہے؟

جَوَاب: اگر یہ مردوں اور یا کفار فساق کا مخصوص شعار نہیں تو جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے۔[2]

عورتوں کو گھومنے کے لئے باہر نکلنا

سُوَال: عورتوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ برقع اوڑھ کر گھومنا کیسا ہے؟

جَوَاب: آج فتنہ و فساد کے غلبہ کی وجہ سے مساجد میں نماز کے لئے عورتوں کا آنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے، جبکہ دینی امور میں عورتوں کے نکلنے کا حکم یہ ہے تو پھر شوہروں کے ساتھ گھومنا تو کوئی دینی ضرورت نہیں بلکہ نصاریٰ کا شعار اور طریقہ ہے، وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟[3]

ساس کی خدمت

سُوَال: زید کی بیوی ہندہ زچگی کی وجہ سے میکہ گئی ہے، زید نے کہا کہ میری ماں

[1] فتاویٰ محمودیہ، فصل فی الحیض والنفاس: ج ۷ ص ۲۳

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحة فی احکام اللباس: ج ۵ ص ۲۱۹

[3] خلاصہ از فتاویٰ محمودیہ کتاب الحظر والاباحة، باب ما یتعلق بالعورة والحجاب: ج ۵ ص ۳۱۰

کی خدمت کرو، ہندہ نے کہا کہ خدمت کے لئے دوسری عورت رکھ لو، میں خدمت نہیں کروں گی؟

جواب: شرعاً ہندہ کے ذمہ شوہر کی ماں کی خدمت واجب نہیں، لیکن اخلاقی طور پر اس کا خیال کرنا چاہیے کہ وہ اس کے شوہر کی ماں ہے تو اپنی ماں کی طرح اس کو بھی راحت پہنچائے رکھے، اور شوہر کی اطاعت کرے۔ آخر جب ہندہ کو ضرورت پیش آتی ہے تو شوہر کی ماں اس کی خدمت کرتی ہے، اس طرح آپس کے تعلقات خوشگوار رہتے ہیں اور مکان آباد رہتا ہے۔ البتہ شوہر کو بھی چاہیے کہ اپنی بیوی سے نرمی اور شفقت کا معاملہ کرے، اس کو سمجھائے کہ میں تمہاری ماں کا احترام کرتا ہوں اور ان کو اپنی ماں کی طرح سمجھتا ہوں، تم بھی میری ماں کو اپنی ماں کی طرح سمجھو نیز بیوی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔[1]

ماں کے پیروں کو تعظیماً چھونا

سوال: کیا اسلامی اصول کے مطابق تعظیماً ماں کے پیر چھونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تعظیم کے لئے ماں کے پیروں کو چھونا قرآن پاک کی کسی آیت اور حدیث شریف کی کسی روایت میں نہیں دیکھا، یہ اسلامی تعظیم نہیں بلکہ غیروں کا طریقہ ہے جس سے بچنا چاہیے۔[2]

اسپتال میں ولادت

سوال: زید کی منکوحہ ہندہ سے پہلے بچہ کی ولادت کے وقت زید نے گھر پر زچگی کا بندوبست کیا، لیکن بچہ کسی طرح نہ ہوا مجبوراً اسپتال لے جانا پڑا اور آپریشن کے ذریعہ بچہ کی پیدائش ہوئی، اسپتال میں پردہ کا کوئی انتظام نہیں دوسرے بچہ کی ولادت

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحة فی احکام الزوجین: ج ۱۵ ص ۲۰۰

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحة فی احکام التقبیل: ج ۱۵ ص ۳۵۳

کا قریب قریب ہے، گھر پر انتظام میں جان کا خطرہ ہے ایسی حالت میں زید کیا کرے؟

جواب: جب جان کے لالے پڑ جائیں تو یہ بے پردگی انتہائی مجبوری کا باعث ہے نہ اختیاری ہے نہ خوشی سے، اللہ پاک اپنے بندوں کی مجبوریوں کو خوب جانتے ہیں۔[1]

عورتوں کا ذبیحہ حلال ہے

سوال: کیا عورتوں کا ذبیحہ حلال ہے؟

جواب: بعض لوگ عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے یہ بھی غلط خیال ہے۔ عورت، سمجھدار بچہ اور بچی کا ذبیحہ درست ہے۔[2]

انتقال کے بعد شوہر بیوی کا ایک دوسرے کو دیکھنا

سوال: سنا ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی کے مرنے کے بعد رشتہ ختم ہو جاتا ہے شوہر مر جائے تو بیوی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتی اور بیوی مر جائے تو شوہر اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا، ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنا حرام ہو جاتا ہے، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

جواب: یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے، دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں؟ البتہ شوہر بیوی کے انتقال کے بعد بلاحائل اسے چھو نہیں سکتا۔[3]

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

سوال: (الف) وہ عورت جو بچے کی پیدائش کے عمل سے خود کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے تو ایسی عورت اور اس کے شوہر کے جرثومے کسی دوسری خواہش مند عورت کے رحم میں داخل کئے جاتے ہیں، اس کے عوض میں وہ خواہش مند عورت خطیر رقم بطور

[1] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحة فی باب التداوی والمعالجات: ج ۱۴ ص ۴۲۱

[2] آپ کے مسائل کا حل: ج ۱ ص ۳۸۹

[3] آپ کے مسائل کا حل: ج ۲ ص ۱۱۵

معاوضہ لیتی ہے اور نوماہ بعد وہ بچہ ان کے حوالہ کر دیتی ہے جن کے جرثومے ہوتے ہیں۔

(ب) اور جو عورت بانجھ ہوتی ہے اس سے جرثومے اور پھر اس کے شوہر کے جرثومے حاصل کئے جاتے ہیں اور پھر دوبارہ ۱۲ ہفتے بعد اس بانجھ عورت کے رحم میں داخل کر دیتے ہیں، عورت کے یہ جرثومے ایک معمولی آپریشن کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں جب مرد کے یہ جرثومے بھی غیر فطری طریقے یعنی جلق کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں یا پھر عزل سے، کیا یہ طریقہ کار صحیح ہے؟ کیا یہ جدید تحقیق فطری عمل کے مطابق ہے یا فطرت سے بغاوت ہے؟ اس طریقے سے پیدا ہونے والی نسل کی قانونی وشرعی حیثیت کیا ہوگی اور نسب کس کا ہوگا؟

جواب: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی پیدائش یہ غیر فطری طریقہ ہے جس میں مرد کے مادہ منویہ اور اس کے جرثومے حاصل کر کے دوسری غیر منکوحہ عورت کے رحم میں غیر فطری طریقے سے ڈالے جاتے ہیں اور یہ جرثومے مدت حمل تک اس اجنبی عورت کے رحم میں پرورش پاتے ہیں اور مدت حمل پوری ہو جانے کے بعد جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو عورت کو مدت حمل کی بار برداری اور تکلیف اٹھانے کی معقول اجرت دے کر مرد بچہ لے لیتا ہے، اس طرح مذکورہ طریقہ سے اجنبی عورت کے رحم میں کسی اجنبی مرد کا مادہ منویہ اور جرثومے داخل کرنا اولاد حاصل کرنے کی سعی کرنا قرآن و حدیث کی رو سے ناجائز وحرام ہے۔ اس سے قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص کی خلاف ورزیاں اور شریعت کے بے شمار اصولوں سے انحراف اور خدا و رسول کے قانون سے بغاوت لازم آتی ہے، اس کے علاوہ بے شمار معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، پھر جب اولاد پیدا ہوگی اس کی نسل اور نسب قرآن وحدیث کے لحاظ سے اس مرد سے ثابت نہ ہوگی جس کا مادہ منویہ عورت کے رحم میں ڈالا گیا ہے، کیونکہ شریعت کے اصول میں ثبوت نسب کے لئے عورت کا منکوحہ یا مملوکہ ہونا ضروری ہے اور یہ

اجنبی عورت اولاد خواہش مند مرد کی منکوحہ یا مملوکہ نہیں ہے بلکہ یہ اجنبی ہے عورت اگر کسی مرد کی منکوحہ ہے تو بچہ کا نسب اس عورت کے شوہر سے ثابت ہو جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ"[1] جس کا مطلب یہ ہوا جس کا فراش (بیوی) ہے بچہ اس کا ہوگا اور جس اجنبی مرد نے اجنبی عورت کے رحم میں اپنے مادہ منویہ کو داخل کیا ہے اگر فطری طریقہ سے وطی کر کے داخل کیا ہے تو یہ عین زناہ ہے اور غیر فطری طریقہ سے داخل کیا ہے تو یہ اگرچہ عین زناہ تو نہیں لیکن حکم زناہ میں ہے اور اس طریقۂ ولادت سے یہ بھی نقصان ہوگا کہ مرد نے ایک صحیح النسب بچہ کی جگہ ایک ولد الزنا کو جنم دیا ہے، گویا اس نے اپنی منی کے جرثوموں کو ضائع کیا ہے جن سے ولد الزناہ پیدا ہوا ہے۔ جب کہ ان جرثوموں کو اگر وہ منکوحہ عورت کے رحم میں داخل کرتا صحیح النسب بچہ پیدا ہوتا، اس سے صالح معاشرہ پیدا ہوتا، دنیا میں بھی عزت وشرافت والد نسب نصیب ہوتا۔ آخرت میں سرخروئی حاصل ہوتی جب کہ ولد الزناہ کو خود دنیا میں رسوائی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی کہ اسے باپ کی ولدیت کی جگہ ماں کے نام سے پکارا جائے گا، زانی کی رسوائی تو ہے ہی اس جرثومے سے ہونے والا بچہ کی نسبت ماں کی طرف ہوگی، اس لئے جملہ اخراجات نان ونفقہ وغیرہ بھی ماں کے ذمہ واجب ہوں گے نہ کہ اس مرد پر جس کے جرثومے تھے یہ دوسری بات ہے کہ مرد اسے قبول کرے اس کی ذمہ داری اٹھائے۔

(ب) ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کا دوسرا طریقہ جس میں مرد اور عورت دونوں میاں بیوی ہوں مگر فطری طریقہ سے ہٹ کر غیر فطری طریقہ سے مرد کے جرثومے اور عورت کے جرثومے کو نکالنے کے بعد خاص ترکیب سے بیوی کے رحم میں داخل کرتے ہیں اس کا حکم پہلے سے مختلف ہوگا، پہلی بات تو یہ ہے کہ شوہر کا مادہ

---

[1] بخاری، کتاب الوصایا، باب قول الموصی لوجیہ تعاھد لولدی: ج۱ص۳۸۲

منویہ عورت کے رحم میں داخل کیا گیا جو کہ ناجائز نہیں ہے اس طرح اس کے حمل ٹھہرا تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور اس میں کوئی تعزیری حکم نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ زناء کے حکم میں نہیں ہے اور اس میں گناہ بھی نہیں ہوگا۔ جب کہ دونوں کے جرثومے نکالنے اور داخل کرنے میں کسی اجنبی مرد اور عورت کا عمل دخل نہ ہو، بلکہ سارا کام بیوی اور شوہر خود ہی انجام دیں، لیکن شوہر اور بیوی کے جرثومے کو غیر فطری طریقہ سے نکالنے اور عورت کے رحم میں داخل کرنے میں اگر تیسرے مرد یا عورت کا عمل دخل ہوتا ہے اور اجنبی مرد یا عورت کے سامنے شرم گاہ دیکھنے یا دکھانے اور مس کرنے یا کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس طرح بے حیائی اور بے پردگی کے ساتھ بچہ پیدا کرنے کی خواہش پوری کرنے کی اجازت شرعاً نہ ہوگی، کیونکہ بچہ پیدا کرنا کوئی فرض یا واجب امر نہیں ہے، نہ ہی بچہ پیدا ہونے سے انسان کو جان یا کسی عضو کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے تو گویا کہ کوئی شرعی ضرورت واضطراری کیفیت نہیں پائی جاتی جس سے بدن کے مستور حصے خصوصاً شرم گاہ کو اجنبی مرد یا عورت ڈاکٹر کے سامنے کھولنے کی اجازت ہو، لہٰذا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے دوسرے طریقہ کو اگر کسی اجنبی مرد یا اجنبی عورت ڈاکٹر کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے تو جائز نہیں ہے یعنی گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا، تاہم بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، اس کو باپ کے وراثت ملے گی، صحیح اولاد کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔[1]

مزید تفصیلی دلائل کے لئے رئیس دارالافتاء بنوری ٹاؤن کے مفتی عبدالسلام چاٹگامی کی کتاب جواہر الفتاویٰ جلد ا ملاحظہ کیجیے۔

عورتوں کے لئے تبلیغی اجتماع

سوال: تبلیغی اجتماع جو عورتوں کا ہوتا ہے، اس میں عورت کا اپنے شوہر کی اجازت

[1] تلخیص جواہر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۵

سے شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دین سیکھنا مردوں اور عورتوں سب کے ذمہ ضروری ہے۔ عورت کے لئے اگر مکان میں ان کے شوہر، باپ، بھائی وغیرہ دین سکھنے کا انتظام کر دیں تو پھر کہیں جانے کی ضرورت نہیں، لیکن جب اس کا انتظام نہ ہو تو ان کے اجتماع کو منع نہ کیا جائے، البتہ اس کا اہتمام کیا جائے کہ پردہ کا پورا انتظام ہو، بلا محرم کے عورتیں سفر نہ کریں، تقریر میں ان کی آواز نامحرموں تک نہ پہنچے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کا اجتماع فرمایا اور اس میں خود تشریف لے جا کر دین سکھایا ہے۔[1]

لڑکیوں کی تعلیم

سوال: کوئی شخص اپنے محلے کی غیر محرم عورتوں کو پردہ میں رکھ کر حیض ونفاس کا مسئلہ، نماز، روزہ، پاکی ناپاکی کے بارے میں وعظ ونصیحت سنائے اور بتلائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت ثابت ہے، لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر احتیاط کرنا چاہیئے، خاص کر حیض ونفاس کے مسائل اپنی محرم عورتوں کو سمجھا دے اور پھر وہ عورتیں دوسری عورتوں کو سمجھا دیں، جیسا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سمجھایا کرتی تھیں، یا مردوں کو سمجھا دے اور وہ اپنی عورتوں کو سمجھا دیں، غیر محرم عورتوں کے ساتھ خلوت ہرگز نہ کرے کہ یہ ممنوع ہے۔[2]

[1] فتاویٰ محمودیہ تبلیغی اجتماع ج ۱۴ ص ۱۱۹

[2] فتاویٰ محمودیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۵ ص ۸۸

عورت کا لباس

باریک چست اور مختصر لباس کا شرعی حکم

سوال: آج کل خواتین باریک، چست اور چھوٹا لباس پہنتی ہیں جس سے ان کی جسمانی ساخت اور اعضاء ظاہر ہو جاتے ہیں ایسا لباس پہننا شرعی نکتہ نظر سے کیسا ہے؟

جواب: شریعت نے کسی خاص لباس اور وضع کی پابندی نہیں لگائی بلکہ ایک فطری آزادی دی ہے، مختلف ممالک، مختلف موسم کے لحاظ سے لباس بھی مختلف ہو سکتا ہے، کہیں موٹا ہے تو کہیں باریک، البتہ خواتین کے لباس کی حدود مقرر کی ہیں۔ ان سے تجاوز نہیں ہونا چاہیے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① خواتین کا لباس اتنا چھوٹا و باریک یا چست نہ ہو کہ جس سے ان کے جسم کی بناوٹ اور وہ اعضاء ظاہر ہو جائیں جنہیں چھپانا واجب ہے، جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَیْرٌ﴾[1]

ترجمہ: ''اے بنی آدم! ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس اتارا جو تمہاری پوشیدہ اور شرم کی چیزوں کو چھپاتا ہے اور جو تمہارے لئے زینت کا سبب بنتا ہے اور تقویٰ کا لباس تمہارے لئے بہتر ہے۔''

② لباس میں غیر مسلموں اور فاسقوں کی نقالی اور مشابہت اختیار نہ کی جائے۔ نبی

[1] سورۃ الاعراف آیت ۲۶

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

﴿مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ﴾[1]

ترجمہ: ''جو کسی قوم کی نقالی، مشابہت یا ان جیسا بننے کی کوشش کرے تو وہ ان میں سے ہے۔''

③ جس لباس سے غرور و تکبر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا اس کے پہننے سے اسراف ہوتا ہو اس سے اجتناب کرنا چاہیے، چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جو شخص دنیا میں شہرت والا لباس پہنے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو وہی لباس پہنائے گا اور اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔[2]

④ مالدار عورت اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے میں مفلس معلوم ہو، چنانچہ ایک مرتبہ ایک مالدار شخص پرانا لباس پہن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو ان انعامات کا کچھ اثر تمہارے اوپر بھی ہونا چاہیے۔[3]

⑤ خواتین مردانہ لباس نہ پہنیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کا لباس پہنتی ہے۔[4]

⑥ اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کا لباس نہ پہنے، جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، لیکن دو چیزوں سے پرہیز کرو۔ ایک اسراف دوسرا تکبر۔[5]

[1] ابوداؤد، کتاب اللباس، باب لبس الشھرۃ: ج۲ ص۲۰۳
[2] ابوداؤد، کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ: ج۲ ص۲۰۲
[3] ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الخلقان وفی غسل الثوب: ج۲ ص۲۰۶
[4] ابوداؤد، کتاب اللباس باب فی لباس النساء: ج۲ ص۲۱۰
[5] بخاری، کتاب اللباس، باب قول اللہ قل من حرم زینۃ اللہ: ج۲ ص۸۶۰

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینت کی غرض سے خواتین کے لئے سفیدی کو رنگ میں تبدیل کرنے کو پسند فرمایا۔[1]

الغرض معلوم ہوا خواتین کا لباس صاف ستھرا اور پورے جسم کو ڈھانکنے والا ہونا چاہیے۔ جس سے جسم کے کسی عضو کی بناوٹ ظاہر نہ ہو، کیونکہ عورت کا پورا بدن "ستر" ہے جسے چھپانا شرعی، فطری، اور عقلی طور پر ضروری ہے۔[2]

شیفون، نیلون وغیرہ پہننا کیسا ہے؟

سوال: باریک کپڑا پہننا کیسا ہے؟

جواب: باریک کپڑا جس سے اندر کا جسم یا بال نظر آئے جیسے شیفون، نیلون، باریک تن زیب وغیرہ کا پہننا اسی وقت جائز ہوگا جب اندر بھی کچھ پہنی ہوئی ہوں، ورنہ اس طرح کا کپڑا پہننا نہ پہننا دونوں برابر اور ناجائز ہے۔ یہ کپڑے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز بھی نہیں ہوتی۔[3]

[1] ابو داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء: ج ۲ ص ۲۱۸

[2] ماخوذ از عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام ص ۲۰ تا ص ۲۵

[3] عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام ص ۵۱

عورت کے لئے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام

سوال: عورت کے لئے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام کیا ہیں؟

جواب: عورت شرعی حدود میں رہ کر جو کچھ بناؤ سنگھار کرے اور اس کا مقصد شوہر کو خوش کرنا ہو تو ان شاء اللہ اس پر ثواب بھی ملے گا۔ اور اگر اس کا مقصد دوسری عورتوں اور نامحرم مردوں کو دکھانا اور اترانا ہے تو یہ گناہ ہے۔

سوال: آج کل خواتین بھوؤں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے بھوؤں (Eyebrow) کے پاس کے چند بال نوچ لیتی ہیں، اس طرح بھوئیں خوبصورتی سے گول لکیر بن جاتی ہیں مقصد اس سے صرف خوبصورتی اور زینت ہے، ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ جسم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی امانت ہے، جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر اپنی طرف سے کوئی تبدیلی درست نہیں ہے، اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے اور جسم کو گودنے یا گودوانے کو ناجائز، موجب لعنت اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے۔[1]

البتہ ابرو کے بال اگر بہت بڑھ گئے ہوں تو ان کو کتر کر کسی قدر کم کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

سوال: چہرے کے بال اور روئیں جو پیشانی اور منہ پر ہوتے ہیں انکا صاف کرنا کیسا ہے؟

[1] بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن: ج ۲ ص ۸۷۸

جواب: نوچ کر صاف نہ کئے جائیں البتہ کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعے صاف کئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح جن عورتوں کی داڑھی یا مونچھ نکل آتی ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال: خواتین کے لئے کلائیوں اور پنڈلیوں کے بالوں کو صاف کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے کیونکہ اس میں اصل خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔[1]

سوال: خواتین کے لئے جسم کو گودنا اور گودوانا (جس کا طریقہ ہوتا ہے کہ کسی سوئی وغیرہ سے کھال میں گہرے گہرے نشان ڈال کر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جاتا ہے اس طرح جسم پر مختلف جانوروں اور دیگر چیزوں کی تصویریں بنائی جاتی ہیں) کیسا ہے؟

جواب: ناجائز اور حرام ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔[2]

سوال: بالوں کا وگ لگانا کیسا ہے اور ان پر مسح و غسل کا کیا حکم ہے؟

جواب: وگ لگانا (بناوٹی بال) اگر انسان کے لگوائے جائیں، چاہے یہ جسم کے ساتھ پیوست کر کے لگائے جائیں یا عارضی طور لگوائیں دونوں صورتوں میں ناجائز ہے۔

اگر انسان کے علاوہ کسی جانور کے بالوں کے مصنوعی وگ لگوائے جائیں تو شرعاً جائز ہے، اگر یہ بال جسم سے علیحدہ نہ ہوتے ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ اور اگر علیحدہ ہوتے ہوں تو انہیں علیحدہ کر کے جسم کے اس حصے کا دھونا ضروری ہے۔

سوال: خوبصورتی کے لئے دانتوں کو باریک کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ناجائز اور منع ہے، حدیث شریف میں ارشاد ہے خدا کی لعنت ہو ان

[1] بحوالہ تکملہ فتح الملہم: ج۴ ص۱۹۵

[2] بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن: ج۲ ص۸۷۸

عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں۔[1]

سوال: آج کل میک اپ کے لئے خواتین غیر ملکی پاؤڈر، کریم، لپ اسٹک، لوشن یا نیل پالش وغیرہ استعمال کرتی ہیں ان کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مذکورہ چیزوں کے متعلق یقینی طور پر یہ معلوم ہو کہ ان کی تیاری میں ایسی حرام چیزیں استعمال کی گئی ہیں جن کا استعمال شرعاً حرام ہے، جیسے سور کی چربی یا مردار جانور کی چربی اور ان کی حقیقت و ماہیت کو مذکورہ چیزوں کی تیاری میں استعمال کرتے وقت تبدیل بھی نہ کی گئی ہو تو ان چیزوں کا استعمال صحیح نہیں، اگر یقین سے معلوم نہ ہو صرف شک یا اندیشہ ہو تو گنجائش ہے۔

سوال: خواتین کے لئے ابٹن ملول اور کون مہندی لگانا اور خضاب لگانا کیسا ہے؟

جواب: یہ سب جائز ہیں، البتہ خضاب میں یہ تفصیل ہے کہ کالا خضاب اگر اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنے اور دھوکہ دینے کی غرض سے لگاتی ہیں تو اس کا استعمال جائز نہیں، ہاں اگر شوہر کو خوش کرنے کی غرض سے لگاتی ہیں تو بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔[2]

سوال: بیوٹی پالر میں جا کر میک اپ کروانا خواتین کے لئے کیسا ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ بیوٹی پارلر میں جا کر مردوں سے میک اپ کروانا تو شرعاً حرام ہے اور عورتوں سے کروانے کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بات جان لیں کہ بیوٹی پارلر میں جا کر نت نئے ایجاد کردہ فیشن اختیار کرنے سے خواتین کے چہرے، جسم اور بالوں کا فطری اور قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اس سے بہت نقصانات ہوتے ہیں۔

ایک تو طبی نقصان دوسرا طبعی نقصان۔

دوسری بات یہ کہ ایک بیوٹی پارلر میں جو عورتیں میک اپ کراتی ہیں وہ اکثر بے

[1] بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن: ج۲ ص۸۷۸

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج۸ ص۳۰۳

نمازی، بے پردہ، آزاد خیال، اللہ تعالیٰ کے احکام کے باغی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والیاں ہوتی ہیں، ان خواتین سے میک اپ کروانے سے ان کے اثرات خود اپنے اندر منتقل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، مسلمان خواتین کے لئے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں، اس لئے اس میں احتیاط برتنا چاہیئے۔

دوسرا یہ کہ ایک تو ان کی فیسوں کی اتنی بھر مار ہوتی ہے جس میں اپنے بجٹ کا نقصان نہیں تو فضول خرچی تو ہر صورت میں ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فضول خرچی حرام ہے۔[1]

عورت کا بال کاٹنا

سوال: اگر کسی عورت کی چوٹی کے بال بڑے چھوٹے ہوں تو ان کو برابر کرنے کے لئے بال کاٹنا کیسا ہے؟ بعض عورتیں اپنی لڑکیوں کے بال بطور فیشن کاٹتی رہتی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بال قدرتاً چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اس میں کوئی برائی کی بات نہیں ہے کاٹنے سے چوٹی چھوٹی ہوگی لہٰذا بال نہ کاٹے جائیں، چھوٹی بچیوں کے بال بھی بطور فیشن کاٹنا منع ہے۔[2]

عورتوں کا بیوٹی پارلر میں منہ دھلوانا

سوال: عورتیں بیوٹی پارلر میں زیب و زینت کے لئے جاتی ہیں چہرے پر سیاہ داغ دھبہ ہوں یا رنگ سیاہ ہو تو کریم وغیرہ لگا کر خاص انداز سے منہ دھوتی ہیں جس سے وقتی طور پر رنگ نکھر جاتا ہے کیا یہ جائز ہے عورت اپنے شوہر کے لئے زیب و زینت کے لئے وہاں جائے تو کیا حکم ہے؟

[1] ماخوذ از عورت کے لئے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام

[2] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۱۰ ص ۳۰۰

جواب: فضول خرچ اور لغو کام ہے بلکہ دھوکہ بازی بھی ہے، اپنی اصل رنگ کو چھپانا اور مصنوعی خوبصورتی کی نمائش کرنا ہے اس قسم کے کاموں سے بچنا چاہیئے، عورت اپنے شوہر کی خاطر سادہ اور پرانے طریقے کے مطابق فیشن میں داخل نہ ہو اور فجار وفساق کفار کے ساتھ مشابہت لازم نہ آتی ہو ایسی زیب و زینت کر سکتی ہے بلکہ مطلوب ہے۔[1]

عورتوں کا اپنے گرے ہوئے بالوں کو اپنی چوٹی میں لگانا

سوال: عورت اگر اپنے گرے ہوئے بالوں کو جمع کر کے اپنی چوٹی میں ملائے تو کیا حکم ہے اگر کالے تاگے کی ربن جو بالوں کے مشابہ ہوتی ہے ملائے کیا حکم ہے؟

جواب: عورت اپنے گرے ہوئے بالوں کو اپنی چوٹی میں نہ ملائے ممنوع ہے، تاگا ملا سکتی ہے۔[2]

مختلف چوڑیاں پہننا

سوال: کیا عورتیں مختلف چوڑیاں پہن سکتی ہیں؟

جواب: سب جائز ہے۔[3]

چوڑی دار پائجامہ کا حکم

سوال: چوڑی دار پائجامہ پہننا کیسا ہے؟

جواب: آڑا پائجامہ اکثر اوباشوں کی وضع ہے اور تشبہ اہل باطل کے ساتھ ممنوع ہے۔[4]

[1] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۱۰ ص ۳۲۳

[2] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۶ ص ۲۶۶

[3] امداد الفتاویٰ، احکام متعلق لباس ج ۴ ص ۱۳۶

[4] امداد الفتاویٰ، احکام متعلق لباس: ج ۴ ص ۱۳۹

عورت کے زیادہ لمبے بال کاٹ کر کم کرنا

سوال: میری بارہ سال بچی کے بال بہت لمبے اور گھنے ہیں جو سرین تک پہنچتے ہیں بالوں کو دھونا اور صاف رکھنا اس کے لئے مشکل ہے، جوئیں پڑنے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں بالوں کی لمبائی قدرے کم کر دی جائے تو لڑکی بآسانی اپنے بالوں کو سنبھال سکے گی تو قدرے بال کٹوا دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: گھنے اور لمبے بال عورتوں اور بچیوں کے لئے باعث زینت ہیں، آسمانوں پر فرشتوں کی تسبیح ہے "سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَزَيَّنَ النِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ" پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو لٹوں اور چوٹیوں سے، لہٰذا بالوں کو چھوٹا نہ کیا جائے البتہ اتنے بڑے ہوں کہ سرین سے بھی نیچے ہو جائیں اور عیب دار معلوم ہونے لگیں تو سرین سے نیچے والے حصہ کے بالوں کو کاٹا جا سکتا ہے۔[1]

عورت کا فیشن کے طور پر شوہر کے حکم سے یا خود بال کٹوانا

سوال: عورت کو اگر شوہر فیشن کے طرز پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت خود بطرز فیشن بال کاٹے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شوہر عورت کو فیشن کے طور پر بال کاٹنے کے لئے کہے یا عورت از خود فیشن کے انداز پر بال کاٹے تو یہ سخت گناہ کا کام ہے اور حرام ہے اور گناہ کے کام میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں۔[2]

[1] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۱۰ ص ۳۱۱
[2] فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الحظر: ج ۱۰ ص ۳۲۰

بال بڑھانے کے لئے عورت کا بالوں کے سروں کو کاٹنا

سوال: عورت اپنے بال بڑھانے کی نیت سے بالوں کے کنارے میں تھوڑے سے بال کاٹے تو کیسا ہے؟ بعض عورتوں نے بتایا ہے بال کے کناروں پر بال پھٹ کر اس میں سے دو بال ہو جاتے ہیں پھر بالوں کا بڑھنا بند ہو جاتا ہے۔ اگر سرے سے کاٹ دیئے جائیں تو بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں کاٹنا کیسا ہے؟

جواب: اگر معتد بہ مقدار (بقدر عادت) تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی۔[1]

[1] فتاویٰ رحیمیہ جدید، کتاب الحظر والاباحۃ: ج ۱۰ ص ۳۲۱

کتاب الدعاء میں سے چند ضروری مسائل کا انتخاب

گھریلو اور معاشی پریشانیوں کا علاج

سُؤال: گھر کے حالات اچھے نہیں ہیں، معاشی اور مالی نقصان بھی ہو رہا ہے، بیروزگاری اور تجارت میں بھی خسارہ اور شکایت ہے، کوئی اہم دعاء بتا دیجئے۔
(ع۔ج۔ق)

جَواب: مؤمن ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر اور بھلائی مانگتا رہے، رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو، جائز ذرائع اور حلال طریقے استعمال کرتا رہے اور اپنی طرف سے خوب کوشش کرتا رہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمت نہ ہارو اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کر کے اپنے کام کرو۔[1]

معاشی مشکلات، بیروزگاری وغیرہ کا حل کثرت استغفار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے استغفار کو لازم کر لیا یعنی خوب کثرت سے استغفار پڑھتے رہو اللہ تعالیٰ اس سے ہر تنگی کو کشادگی اور ہر مشکل کو آسانی میں بدل دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے، جہاں کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔[2]

صبح و شام یہ دعائیں بھی پڑھ لیا کریں، طاق عدد میں پڑھیں اور خصوصاً جب گھر سے باہر نکلیں تو ان دعاؤں کو ضرور پڑھ لیا کریں:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ، وَمَالِيْ، وَاَهْلِيْ وَدِيْنِيْ، اَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَلِيْ، حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا

۱ ماخذہ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي: ج ۲ ص ۳۳۲
۲ ابوداؤد، کتاب الوتر، باب الاستغفار: ج ۱ ص ۲۱۳

اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ﴾[1]

ترجمہ: "میری جان پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت نازل ہو اور مال پر بھی اور میرے دین پر بھی برکت نازل ہو اے اللہ! اپنی قضا پر مجھ کو راضی کر دے اور جو میرے لئے مقدر ہو چکا ہے اس میں مجھے برکت عطا فرما۔ تاکہ جو چیز تو نے موخر فرما دی ہے اس کی جلدی نہ کروں اور جس چیز کو تو نے فی الحال مقدر کر دیا ہے اس کی تاخیر کی تمنا نہ کروں۔"

اپنے ہی گھر میں وحشت، بے چینی اور خوف محسوس ہو تو

سُؤال: کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خود اپنے گھر میں وحشت اور بے چینی ہونے لگتی ہے، تنہائی ہو تو اور زیادہ خوف محسوس ہوتا ہے، انجانا خوف اور ڈر لگتا ہے طبیعت بے چین رہتی ہے، اس کیفیت میں کیا، کیا جائے؟ (ع۔ب۔ق)

جَواب: بسا اوقات کام کی زیادتی، گھریلو ناچاقی، خاندانی حالات یا دوسرے بعض عوامل کی وجہ سے بھی انسان کی طبیعت پریشان رہتی ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبیرہ گناہوں کی کثرت اور نافرمانی کی وجہ سے بھی زندگی میں سکون و آرام کی نعمت چھین لی جاتی ہے اور بے چینی، بے آرامی، خوف، وحشت اوہام و وساوس اور دوسری بیماریاں مسلط کر دی جاتی ہیں، ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض نیک صالح بندوں کو بھی آزمایا جاتا ہے، تاکہ ان کے درجات بلند ہوں۔

اس بارے میں ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ کسی بھی قسم کی آزمائش، تکلیف، بیماری وغیرہ کے ذریعے انسانوں کی دونوں قسموں کو آزمایا جاتا ہے، صالحین متقین کو بھی اور فاسق و فاجر لوگوں کو بھی، فرق صرف اتنا ہے کہ کافر مشرک، فاسق فاجر بے دین انسان کے لئے یہ آزمائش عذاب بن جاتی ہے، جب کہ مسلمان

۱ عمل اليوم والليلة، باب ما يقول اذا عسرت عليه معيشة: ص ۱۲۵

مؤمن صالح بندے کے لئے یہ آزمائش گناہوں کے کفارے، مغفرت اور درجات کی بلندی کا سبب ہوتی ہے، جیسا کہ کئی صحیح احادیث میں آیا ہے۔[۱]

آپ کو چاہیئے کہ زیادہ وقت باوضو رہیں، تاکہ شیطان اور اس کے وساوس سے حفاظت ہو۔ دوسرا اہم عمل یہ ہے کہ اٹھتے بیٹھتے ہر لحہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، تسبیح، تحمید، تکبیر، استغفار وغیرہ کی خوب کثرت رکھیں غم، اور وہم اور ہر قسم کی پریشانی کا علاج کثرت درود شریف بھی ہے، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا تھا۔[۲]

اس کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی بھی کثرت ہو اور یہ تلاوت محض رسمی ظاہری تلاوت نہ ہو، بلکہ ترجمہ وتفسیر کے ساتھ ہو، آیات کے معانی اور ان کے مفہوم پر غور وفکر کریں۔

اسی کتاب میں ہم نے ان آیات اور دعاؤں کو بیان کر دیا ہے، جن میں اسم اعظم ہے، ان آیات اور دعاؤں کو پڑھتی رہیں اور دعاء کرتی رہیں۔

گھر میں سورۂ بقرہ کے پڑھنے کا معمول بنالیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے، اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔[۳]

بعض روایات میں ہے کہ ایسے گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔[۴]

سورہ بقرہ کو جادو کا علاج بھی قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جو شخص (یا جہاں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہو) وہاں جادو نہیں ہوسکتا۔[۵]

۱ مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المومن فيما يصيبه من مرض: ج ۲ ص ۳۱۸
۲ ترمذی، کتاب القيامة، باب ماجاء في صفة اواني الحوض: ج ۲ ص ۷۲
۳ ترغيب والترهيب، کتاب قراءة القرآن، باب في قراءة سورة البقرة و آل عمران: ج ۲ ص ۳۲۰
۴ ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة وآية الكرسي: ج ۲ ص ۱۱۵
۵ مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة: ج ۱ ص ۲۷۰

استغفار کی کثرت بھی ہر پریشانی کا علاج ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی پڑھتی رہیں۔

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ﴾[۱]

پریشانیاں، بیماریاں عذاب ہیں یا آزمائش؟

سوال: نزع، بیماری، اور اس کی تکلیف وغیرہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب ہے یا آزمائش؟

جواب: بیماری، تکلیف ومصیبت وغیرہ دنیا میں بنی آدم کے اعمال ہی کا نتیجہ اور بدلہ ہوتے ہیں، گویا یہ ایک طرح کا عذاب اور قہر الٰہی ہے۔ سورۃ الشوریٰ آیت ۳۰ میں ارشاد باری ہے "تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) ہی کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت ساری غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے"

سنن ترمذی میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بندہ کو جو معمولی ایذاء یا تکلیف پہنچتی ہے، چاہے وہ کم ہو زیادہ، یہ اس کے گناہوں کا ثمرہ ہوتا ہے اور گناہ جنہیں اللہ تعالیٰ (بغیر سزا دیئے) دنیا وآخرت میں بخش دیتا ہے، ان گناہوں سے بہت زیادہ ہوتے ہیں، جن پر وہ سزا دیتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت[۲] تلاوت فرمائی "کبھی بیماری اور تکلیف ومصیبت سے امتحان وآزمائش مقصود ہوتا ہے۔ پھر اس حالت میں صبر کرنے والوں کے لئے بڑے اجر وثواب اور درجات کی بلندی کی

۱ مسند احمد بن حنبل: ج ۳ ص ۴۰۶، ص ۳۰۷، المطبوعه، الميمنية
۲ سورة الشوری آیت ۳۰

خوشخبری ہے۔"[1]

سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۵/۱۵۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف، بھوک، مال اور پھلوں کی کمی کے ذریعے اور تمہاری جانوں کے بارے میں، صبر کرنے والوں کے لئے خوش خبری سنا دیجئے جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: بے شک ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

بیماری و مصیبت ہمیشہ عذاب اور قہر الٰہی کی صورت ہی میں نہیں ہوتی، بلکہ اسے ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو بندہ مؤمن کے لئے راحت اور نعمت بھی ہے، کیونکہ مؤمن کو معمولی سے معمولی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے، اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔"[2]

جس سے نہ صرف یہ کہ اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ تکلیف و مصیبت کی سختی اس کے قلب و دماغ کو صاف کر کے خیر و بھلائی کے حصول کے لئے تیار کر دیتی ہے، اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اور ارشادات یہ ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مسلمانوں کو جب کوئی رنج، دکھ، فکر و غم اور تکلیف پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہ دور کر

[1] کتاب التفسیر، سورۃ الشوریٰ: ج ۲ ص ۱۶۱

[2] بخاری، کتاب المرضیٰ، باب ما جاء فی کفارۃ المرض: ج ۲ ص ۸۴۳

دیتا ہے۔"[1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار تھا۔ میں نے آپ پر اپنا ہاتھ پھیر کر عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو بہت سخت بخار آتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "یہ اس وجہ سے ہوگا کہ آپ کو دوگنا ثواب ملے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہاں!" اور پھر فرمایا: "جس مسلمان کو بیماری کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے گناہ اسی طرح دور کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔"[2]

اسی لئے بیماری کو بلاء کہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے (جو بیمار تھیں) اور (ان کی حالت دیکھ کر) فرمایا: "یہ تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟" انہوں نے عرض کیا کہ "بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بخار کو برا مت کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اسی طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کرتی ہے۔"[3]

عیادت کے موقع پر جو دعا سکھلائی گئی، اس سے بھی اسی حقیقت کی طرف

[1] بخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارۃ المرض: ج ۲ ص ۸۴۳

[2] صحیح مسلم، کتاب البر، باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض: ج ۲ ص ۳۱۸

[3] مسلم کتاب البر، باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض: ج ۲ ص ۳۱۹

اشارہ ملتا ہے، ارشاد ہے: ''جب کوئی کسی بیمار کی عیادت کے لئے جائے تو یہ دعا پڑھے اور بیمار کو اس طرح تسلی دے "لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ" کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بیماری طہور (یعنی گناہوں سے پاک صاف کرنے والی) ہوگی۔'' سنن ترمذی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن مرد یا مؤمن عورت کی جان، اس کے مال اور اس کی اولاد کو ہمیشہ مصیبت و بلا پہنچتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر (یعنی اس کے نامہ اعمال میں) کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''[2]

(کیونکہ مصیبت و بلا کی وجہ سے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں) اسی طرح سنن ابی داؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت میں جو عظیم درجہ مقدر ہوتا ہے اور وہ اسے اپنے عمل کے ذریعے حاصل نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقدر تھا''[3] ترمذی کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ تکلیف و مصیبت میں انبیاء کرام مبتلا ہوتے ہیں، پھر وہ جو دینی مرتبہ کے لحاظ سے ان کے قریب ہوں۔[4]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تکالیف و شدائد اسی طرح موت

[1] بخاری، کتاب المرضی، باب مایقال للمریض وما یجیب: ج ۲ ص ۸۴۵

[2] ترمذی، کتاب الزھد، باب فی الصبر علی البلاء: ج ۲ ص ۶۵

[3] کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرة للذنوب: رقم الحدیث ۳۰۹۰ موسوعة الحدیث الشریف للکتب الستة (دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[4] ترمذی، کتاب الزھد، باب فی الصبر علی البلاء: ج ۲ ص ۶۵

کے وقت نزع اور سکرات کی شدت کی تفصیل کتب احادیث میں مذکور ہے۔ ترمذی کی روایت ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ''جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی سختی کو دیکھا ہے، کسی کے لئے موت کی آسانی کی تمنا نہیں کرتی۔ یعنی پہلے تو میں موت کی آسانی کی آرزومند رہا کرتی تھی، مگر جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی سختی دیکھی تو وہ آرزو باقی نہ رہی، بلکہ اب میں نے یہ سمجھ لیا کہ اخروی سعادت و بھلائی موت کی سختی میں ہے، موت کی آسانی میں نہیں۔[1]

برے خیالات و وساوس کا علاج

سوال: میں تقریباً دو سالوں سے الٹے سیدھے خیالات میں مبتلا ہوں اور اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ ان خیالات کا اظہار میں نے آج تک کسی سے نہیں کیا، لیکن جب یہ حد سے بڑھ ہی چکے ہیں تو مجھے مجبوراً یہ لکھنے پڑ رہے ہیں۔ دن رات یہ خیالات مجھ پر سوار رہتے ہیں۔ مثلاً جب میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے ہیں، یہاں تک کہ محبت سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں تو میری بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرے اندر بھی اس طرح کی محبت پیدا ہو جائے۔

لیکن جب میں محبت پیدا کرنے لگتی ہوں تو کبھی خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تو ہم سے محبت ہی نہیں، اس لئے اس نے ہمیں اچھا رتبہ ہی نہیں دیا (نعوذ باللہ) کبھی یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ ہمارے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا دیدار کیوں نہیں کرایا؟ جب میں نماز پڑھتی ہوں یا اسکول کا کام کرنے لگتی ہوں تو اس قسم کے بے شمار وسوسے میرے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے

[1] کتاب الجنائز، باب ماجاء فی التشدید عند الموت: ج ۱ ص ۱۹۲

میں میری رہنمائی فرمایئے کہ میں اس گستاخی کی معافی کس طرح مانگ سکتی ہوں؟

میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک دن مجھ سے غلط کام ہو گیا، میں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی، لیکن مجھ سے بار بار وہ غلطی ہونے لگی۔ ایک دن مجھے خوب جوش آیا تو میں نے اللہ پاک سے دعا مانگی کہ ''اللہ تعالیٰ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں اور آپ کی قسم کھاتی ہوں کہ آئندہ میں ایسی غلطی نہ کروں گی'' لیکن اب مجھ سے بار بار کام ہو جاتا ہے۔ میں اس قسم کو توڑنا چاہتی ہوں، کیونکہ اسے پورا کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ کیا اس قسم کو توڑنا میرے لئے صحیح ہوگا جو قسم مجھ سے ٹوٹ گئی اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ نیز یہ بتایئے کہ قسم واپس کس طرح لی جا سکتی ہے۔ یعنی میں اس قسم کو کس طرح توڑوں کہ مجھے گناہ نہ ہو؟

جواب: دل میں کسی برے خیال اور وسوسہ کا آنا (چاہے وہ مشرکانہ وملحدانہ خیال ہی کیوں نہ ہو) اسلام اور ایمان کے منافی نہیں، اس خیال کی وجہ سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور ان خیالات و وساوس پر کوئی مواخذہ بھی نہیں۔ جب تک زبان یا عمل کے ذریعہ اس کا اظہار نہ ہو، لیکن جب یہ برے خیالات و وساوس کی حد سے بڑھ کر اس شخص کا قول یا عمل بن جائیں تو پھر ان پر محاسبہ اور مواخذہ ہوگا۔ روایت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دل کے برے خیالات اور وسوسوں کو معاف کر دیا ہے، ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا جب تک کہ ان پر عمل نہ ہو اور زبان سے نہ کہا جائے۔[1]

(یعنی آدمی اس خیال کو حقیقت تسلیم کر کے زبان سے اس کا اظہار کرنے لگے مسئلہ دریافت کرنے کے لئے وسوسہ اور برے خیال کو نقل کرنا اس میں شامل نہیں)

ایسے وسوسے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، اور وہ انسانوں کے دل و دماغ

[1] ترمذی، کتاب الطلاق، باب ماجاء فی من یحدث نفسہ بطلاق امراتہ: ج ۱ ص ۲۲۵

میں برے خیالات ڈالتا ہے، جس کا ذکر قرآن پاک کی آخری سورت ''الناس'' میں بھی ہے اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''تم میں سے کسی کسی کے پاس شیطان آتا ہے۔

اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟

فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ (یہاں تک کہ یہی سوال وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بھی دل میں ڈالتا ہے کہ جب ہر چیز کا کوئی پیدا کرنا والا ہے تو پھر) اللہ تعالیٰ کا پیدا کرنے والا کون ہے؟[1]

پس جب یہاں پہنچے تو بندہ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے اور رک جائے۔ ایسے موقع پر ایک اور روایت میں ''اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ''[2] کہنے کا حکم ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وسوسے آنا ایمان کے منافی نہیں اور نہ ان پر مواخذہ ہے بلکہ کسی وسوسہ اور برے خیال پر دل کا دکھنا اور اس پر افسوس ہونا، ایمان کی علامت ہے صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے دریافت کیا کہ ہمارا حال یہ ہے کہ بعض اوقات ہم اپنے دلوں میں ایسے برے خیالات اور وسوسے پاتے ہیں کہ ان کو زبان سے کہنا بھی بہت برا اور بھاری معلوم ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا واقعی تمہاری یہ حالت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! یہی حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو صریح ایمان ہے۔[3]

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان ومایقوله من وجدها: ج ۱ ص ۷۹

[2] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان ومایقوله من وجدها: ج ۱ ص ۷۹

[3] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان ومایقوله من وجدها: ج ۱ ص ۷۹

اسی طرح ابوداؤد کی ایک روایت میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "کبھی کبھی میرے دل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کو زبان سے نکالوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے[1]" یعنی بات وسوسہ سے آگے نہ بڑھی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان خیالات کو قبول کرنے اور اسے اپنانے سے بچالیا۔"

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے معاملہ کو بھی وسوسہ تک محدود رکھا۔ آپ کو اپنے خیالات و وساوس پر افسوس اور اس سے بچنے کی فکر ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کا خوف ہے، آپ اس طرح کے خیالات سے نہ گھبرائیں، تاہم اس سے بچنے کی فکر ضرور کرنی چاہیئے ورنہ اس کا خطرہ رہتا ہے کہ کہیں غلط خیال، حقیقت بن کر دل میں بیٹھ جائے اور زبان و عمل اس غلط فکر و خیال کی ترجمانی کرنے لگیں، برے خیالات و وساوس سے بچنے کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیئے اور اس کی حفاظت و پناہ مانگتے رہیئے۔ اس سلسلے میں کثرت سے تعوذ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ[2]" پڑھنا۔ کسی برے خیال و وسوسہ کے آنے پر "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ" پڑھنا۔[3]

اور "رَبِّ أَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَحْضُرُوْنِ" ترجمہ: "اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیاطین کے

[1] کتاب الأدب، باب فی رد الوسوسة: ج۲ص۳۴۲
[2] ابو داؤد، کتاب الصلوة باب من لم یر الجهر بسم اللّٰه الرحمن الرحیم: ج۱ص۱۱۴
[3] مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسة فی الایمان وما یقوله من وجدها: ج۱ص۷۹

وسوسوں سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ان کے حاضر ہونے سے[1]" والی آیات کا پڑھنا بھی مفید ہے۔

جہاں تک آپ کے خیالات کا تعلق ہے تو آپ کی کم علمی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے سب بندوں سے پیار اور محبت ہے، لیکن اس پیار و محبت کا لازمی نتیجہ دنیاوی رتبہ یا عہدہ نہیں، یہ دنیا تو دارالامتحان ہے، یہاں ہر شخص کو آزمائش کے لئے بھیجا گیا ہے، اگر تمام انسان ایک ہی مرتبہ اور درجہ کے ہوں، مثلاً سارے انسان مالدار ہوں، کوئی غریب نہ ہو بلکہ سب کے پاس برابر دولت ہو یا سارے انسان تندرست و توانا اور خوبصورت ہوں کوئی بیمار، کمزور وضعیف یا بدصورت نہ ہو، اسی طرح سارے انسان علم و معرفت (چاہے یہ دینی ہو یا دنیاوی) اور عہدہ منصب میں برابر ہوں۔

الغرض تمام انسانوں میں اس طرح کی یکسانیت پائی جائے تو پھر امتحان و آزمائش کس بات پر؟ اور یہ مقصد کیسے حاصل ہوگا؟

اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دنیاوی رتبوں کی یا مال و دولت اور عہدہ و منصب کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی علامت ہے۔ یہ تو آزمائش کے لئے ہے، جو جس حال میں ہے وہی اس کی آزمائش ہے، اگر کوئی دولت مند ہے تو دولت اس کے لئے آزمائش ہے، اگر کوئی غریب ہے تو غربت میں اس کی آزمائش ہے، اگر کوئی اچھے حال عمدہ و منصب والا ہے تو یہ عہدہ و منصب اس کے لئے آزمائش ہے، اگر کوئی عالم ہے تو علم میں اس کی آزمائش ہے، مؤمن کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے، اس میں خوش رہ کر اس کی اطاعت و بندگی میں لگا رہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایمان والے کا معاملہ بھی عجیب ہے وہ جب خوش حال ہوتا ہے تو شکر کرتا ہے اور جب کسی تکلیف و مصیبت میں ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے

[1] المؤمنون آیت: ۹۷، ۹۸

اور ان دونوں ہی میں اس کے لئے خیر و بھلائی ہے۔[1] کسی کی خوشحالی یا دنیاوی لحاظ سے کوئی برتری و بلندی کو دیکھ کر خود وہاں تک پہنچنے کی کوشش کرنا غلط نہیں، اگر اللہ تعالیٰ وہ مرتبہ دے دے تو اس کا شکر بجا لانا چاہیئے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام سمجھنا چاہیئے نہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی بڑائی و بلندی کی علامت سمجھ کر فخر و غرور میں مبتلا ہونا چاہیئے۔

اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے وہ مرتبہ نہ دے تو اسی حال پر خوش رہنا چاہیئے، یہ خیال درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان انصاف نہیں فرماتا، وہ اگر انصاف نہ کرے تو پھر کون منصف ہوگا؟ پھر جیسا کہ ہم نے کہا ان ظاہری چیزوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، یہ سب بندوں کی آزمائش کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ تو بندوں کے دل اور ان کے عمل کو دیکھتا ہے، ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دل اور عمل کو دیکھتا ہے۔[2]

سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ہے "اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد و عورت سے پیدا کیا، پھر تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم سب میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں (اللہ تعالیٰ سے) زیادہ ڈرنے والا ہے۔

ایک اور حدیث کا مفہوم ہے کہ بعض پراگندہ حال لوگوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کردے۔[3] یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ محبوب اور پسندیدہ بندے ہوتے ہیں، لیکن ان کی

[1] صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب فی احادیث متفرقۃ: ج۲ ص۴۱۳

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ: ج۲ ص۳۱۷

[3] ترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب ماجاء ان اکثر اھل النار النساء: ج۲ ص۸۷

ظاہری حالت سے لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں، اور انہیں حقیر و کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اتنی لطیف ہے کہ اس دنیا میں نگاہیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں، جیسا کہ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۳ میں صاف طور پر فرمایا گیا، ہاں جب بندے اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرکے اس کی رضا و خوشنودی حاصل کریں گے اور آخرت میں جنت میں داخل ہوں گے تو سب اہل جنت کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا اور جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ یہ (یعنی دیدار الٰہی) اہل جنت کے لئے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔[1]

جہاں تک آپ کی قسم کا تعلق ہے تو اگر وہ کام آپ سے سرزد ہوگیا، جس کے نہ کرنے کی آپ نے قسم کھائی تھی تو قسم تو آپ کی ٹوٹ گئی۔ قسم توڑنے کا کفارہ ضروری ہے، وہ یہ کہ دس مسکینوں کو (دو وقت یعنی صبح و شام) پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے جائیں۔ قسم ٹوٹنے کے بعد دوبارہ، پھر یہی کام ہو جائے تو دوبارہ کفارہ ضروری نہیں، چونکہ اب قسم باقی نہیں رہی، لیکن اگر وہ کام غلط ہے تو اس سے بہر حال رُکنا چاہیئے۔ چاہے قسم باقی رہے یا نہ رہے۔ (پہلے سوال کے ضمن میں آپ نے مطالعہ کے لئے کسی کتاب کا نام بھی دریافت کیا ہے۔ آپ اپنا پتہ ارسال کریں اور اس بات سے آگاہ کریں کہ کس اسکول میں کس جماعت کی طالبہ ہیں؟ تو آپ کی عمر اور فہم و صلاحیت کے لحاظ سے ان شاء اللہ چند کتابوں کی رہنمائی کریں گے)۔

استخارہ کیسے کریں؟

سُوال: مجھے استخارہ سے متعلق آپ سے کچھ دریافت کرنا ہے۔

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رویۃ المومنین فی الاخرۃ ربھم: ج۱ ص۱۰۰

مجھے استخارے کا جو طریقہ معلوم ہوا ہے، اس کے مطابق سب سے پہلے تو رات کو عشاء کی نماز کے بعد اچھی طرح خشوع خضوع سے دعا کر کے دو رکعت نفل کی نیت باندھی ہے۔ پہلی ہی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کو بار بار دہراتے جانا ہے، یہ عمل اس وقت تک کرنا ہے جب تک کہ استخارہ کرنے والے کا سر دائیں یا بائیں طرف نہ مڑ جائے، چاہے اس عمل میں چند منٹ لگیں یا گھنٹہ آدھا گھنٹہ یا دو گھنٹے، اگر سر دائیں جانب کو مڑ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کام صحیح ہے کر لینا چاہئے ورنہ نہیں...... کیا یہ استخارہ ٹھیک ہے؟

میں نے تو جب بھی یہ استخارہ کیا ہے ۲۰ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگا اور بہت ہی غیر محسوس طریقے سے سر یا دائیں طرف مڑ جاتا ہے یا بائیں طرف۔

کیا یہ استخارہ شادی بیاہ کے معاملے میں استعمال ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی رشتہ یا کئی رشتے آئے ہوں تو اس بارے میں استخارہ کرنا کہ کون سا رشتہ بہتر ہے؟......
استخارہ کی حدود کیا ہیں؟ یعنی اور ہم کوئی بات معلوم کرنا چاہیں، مثلاً یہ شادی ہو جائے گی یا نہیں؟ تو کیا واقعی وہ شادی ہو جائے گی؟

اگر استخارہ کو جواب ہاں میں آئے، یہ تو مستقبل کو جاننے کی کوشش ہوئی کہ فلاں کام ہوگا یا نہیں؟

اور مستقبل کے بارے میں صرف اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ سب سے بہتر استخارہ کون سا ہے؟ کن کن باتوں کے لئے استخارہ کرنا چاہئے اور کن باتوں کے لئے نہیں کرنا چاہئے؟ (ایک بہن)

جواب: استخارہ سے متعلق آپ کی معلومات نہایت غلط ہیں، استخارہ کے معنی ہیں خیر اور بھلائی طلب کرنا، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آدمی جب کوئی اہم اور جائز کام کرنا چاہے، لیکن اس پر خیر کا پہلو واضح نہ ہو کہ یہ کام اس کے حق میں بہتر ہے یا نہیں تو وہ نماز استخارہ پڑھ کر خشوع و خضوع اور دل کی توجہ کے ساتھ استخارہ کی دعا کر

لے (جو کہ کتب احادیث میں منقول ہے) پھر غور و فکر یا اہل مشورہ سے مشورہ کے بعد جس طرف دل کا رجحان ہو وہ کام کر گزرے۔ بلکہ بعض علماء نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد استخارہ کرنے والا جو کام بھی کرے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اسی میں خیر ہوگی۔ چاہے اس کا وہ کام میلانِ قلبی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو......
استخارہ کا جو طریقہ آپ نے ذکر کیا ہے کہ نماز استخارہ میں "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کو بار بار پڑھیں یہاں تک سر کسی ایک طرف نہ مڑ جائے، یہ غلط ہے۔ نماز استخارہ میں سر نہ دائیں طرف مڑتا ہے اور نہ بائیں طرف الا یہ کہ نماز پڑھنے والا خود ہی جدھر چاہے اپنا سر موڑ لے، اور نہ استخارہ کے بعد کوئی شخص خواب میں آ کر اس کو کہے گا کہ یہ کام کرو یا نہ کرو، جیسا کہ بعض لوگ استخارہ کے بعد خواب میں کسی حکم کے منتظر رہتے ہیں؟

ہاں ضرور ممکن ہے کہ آدمی کوئی ایسا خواب دیکھے، جس سے اس کو درپیش معاملے میں فیصلہ کرنے میں مدد ملے، لیکن یہ ضروری و لازم نہیں۔

استخارہ غیب کو جاننے کا نام بھی نہیں اور نہ ایسا استخارہ کرنا درست ہے کہ فلاں کام ہوگا یا نہیں؟ استخارہ ناجائز و حرام کاموں کے بارے میں جائز نہیں، جیسے: کوئی شخص سود لینے دینے، شراب پینے یا کوئی اور غلط کام کرنے کے بارے میں استخارہ کرے، اسی طرح استخارہ فرائض و واجبات میں بھی صحیح نہیں، مثلاً کوئی استخارہ کرے کہ نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ حج فرض ہے تو استخارہ کرے کہ حج پر جاؤں یا نہ جاؤں؟ وغیرہ......

استخارہ صرف جائز اور مباح امور میں ہوتا ہے کہ جس جائز کام میں آدمی متردد ہو تو استخارہ کے بعد کسی ایک جانب کو اختیار کر لے، مثلاً نکاح کے لئے کوئی رشتہ آئے تو استخارہ کیا جائے کہ یہ رشتہ بہتر ہوگا یا نہیں؟ کوئی جائز تجارت یا ملازمت کرنا چاہے تو استخارہ کرلے کہ فلاں تجارت یا ملازمت اس کے حق میں بہتر ہوگی یا نہیں؟

صحیح احادیث میں استخارہ کی جو دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، اس پر آپ غور کریں تو شرعاً استخارہ کی حقیقت سمجھنے میں آپ کو آسانی ہوگی۔ ہم یہاں اس کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے سے خیر کا طلب گار ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ تو ہی قدرت والا ہے، مجھے کوئی قدرت نہیں، تو ہی علم والا ہے، مجھے کوئی علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے۔ ......اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین و دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو میرے لئے اسے مقدر فرما اور میرے لئے آسان فرما اور اس کو مبارک فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے برا ہے، میرے دین اور دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور میرے لئے خیر اور بھلائی فرما، جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی و یکسو بھی فرمادے۔"[1]

استخارہ کی نماز کا کوئی وقت نہیں، مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت استخارہ کی نیت سے نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے، فرض یا روزمرہ کی سنت نمازوں کے بعد بھی استخارہ کی دعا کی جا سکتی ہے، استخارہ کا طریقہ یہی ہے کہ آدمی (مرد ہو یا عورت) فرض و سنت نماز کے بعد یا خاص استخارہ کی نیت سے نفل نماز پڑھ کر حضورِ قلب کے دعا پڑھے، دعا یاد نہ ہو تو دیکھ کر پڑھ لے، یا اپنے الفاظ میں دعا مانگ لے، لیکن بہتر یہی ہے کہ مسنون دعا کا اہتمام کیا جائے۔

استخارہ کی احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے، سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ: ج ۲ ص ۹۴۴

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے، اسی طرح ہر کام میں استخارہ کرنے کی بھی تعلیم دیتے تھے، فرماتے: جب تم میں سے کوئی کسی اہم معاملے میں فکرمند ہو تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ (یعنی استخارہ کی) دعا پڑھ لے۔[1]

آخر مجھ سے یہ دشمنی کیوں؟

سوال: میں ایک کمپنی میں اچھی پوسٹ پر ہوں، دینی مزاج اور اچھی تربیت کا اثر ہے کہ کمپنی میں تمام لوگوں کو نماز کا پابند کر رکھا ہے، میرے آنے سے پہلے، اس کیمپ میں کوئی بھی نماز جمعہ وغیرہ کا انتظام نہ تھا، آج "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" تین مسجدیں ہیں، ایک جامع مسجد ہے، رات کو امام صاحب لوگوں کو قرآن مجید کی تجوید، اور ترجمہ بھی پڑھاتے ہیں، کچھ عرصہ سے ایک مخصوص مذہبی قسم کے لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں، کبھی کچھ کہتے ہیں، کبھی کچھ الزام لگاتے ہیں، میں نے دوبار ان کو بلا کر سمجھایا کہ اگر میں چاہوں تو تم سب کو یہاں سے نکلوا سکتا ہوں، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جائز نہیں ہے، آخر تم لوگ مسلمانوں میں کیوں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو؟ بہرحال وہ لوگ اس وقت تو مان گئے، مگر بعد میں پھر ادھر ادھر باتیں کرنے لگے، بعد میں ایک جگہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ صرف حسد کی وجہ سے یہ دشمنی کر رہے ہیں کہ اس چھوٹی سی عمر والے شخص کو اتنا بڑا عہدہ کیوں مل گیا (میری عمر ۲۵ سال ہے) یہ لوگ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر مجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا تو دین کا اتنا بڑا کام بند ہو جائے گا؟ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی امید تو نہیں ہے، کیونکہ مساجد میں دروس باقاعدگی سے ہو رہے ہیں اور نماز بھی پنج وقتہ ادا ہو رہی ہے، لیکن یہ دشمنی کیوں ہے؟ (ایک سائل)

سوال: میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ چند سالوں میں بہت کچھ دیا

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ: ج ۲ ص ۹۴۴

ہے، میں نے اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کو یہاں بلایا اور نوکری دلوائی، اپنے گھر پر مہینہ بھر ان سب کو رکھا، اب حالت یہ ہے کہ یہ سب میرے دشمن بن گئے ہیں، میرے والدین کو میرے ہی چھوٹے بھائیوں نے یہاں سے خط اور کیسٹ بھیج کر مجھ سے بدظن کر دیا ہے اور یہاں بھی میرے خلاف باتیں کرتے ہیں کیا نیکی کا انجام بدی ہی ہوتا ہے؟

مجھے ڈر ہے کہ یہ لوگ کہیں مجھے کوئی نقصان نہ پہنچائیں؟ کیا آپ اس بارے میں کوئی دعا بتا سکتے ہیں؟ (راہ نادر علی خان۔ جدہ)

جواب: اس سے قبل کئی بار اس موضوع کے سوالات کے جوابات میں ہم نے لکھا ہے کہ علماء وصلحاء کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کو آزماتا ہے اور ہر ایک کی آزمائش اس کی استعداد، طاقت اور ہمت کے مطابق ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کسی بھی بندہ کو اس کی طاقت و ہمت سے زیادہ نہیں آزماتا، خود قرآن پاک میں ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان پر ایسا بوجھ نہیں ڈالتا جسے وہ اٹھا نہ سکے''[1]

ایک حدیث میں ارشاد ہے'' اللہ تعالیٰ جس کسی کے ساتھ بھلائی کا (اور خیر کا معاملہ اور) ارادہ کرتا ہے تو اسے (کوئی نہ کوئی) تکلیف دیتا ہے یعنی اسے آزماتا ہے۔[2]

بندہ ہر حال میں صبر کرے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور دعاؤں کی خوب کثرت رکھے کہ اللہ تعالیٰ خوب مانگنے والوں اور دعا کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، صبر وتحمل سے ہر حال اور ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو جب نوازتا ہے، اسے علم وعمل، مال ودولت، جاہ اولاد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اور عزت ڈال دیتا ہے، اس

۱؎ البقرہ آیت: ۲۸۶

۲؎ بخاری کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارۃ المرض: ج۲ ص۸۴۳

کی شہرت وعزت کی وجہ سے اس کے ایسے حاسدین پیدا ہو جاتے ہیں، جو صرف حسد کی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں، بعض اوقات اس کے اپنے قریب کے لوگ، اپنے دوست احباب بلکہ اپنے رشتہ دار اس حسد والی دشمنی میں پیش پیش ہوتے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، انسانی تاریخ نے ہمیں یہی کچھ بتایا ہے کہ ایک بھائی کو اسی حسد نے اپنے ہی بھائی کا دشمن بنا دیا یہاں تک کہ یہ دشمنی زمین پر پہلے گناہ انسانی خون کے بہانے کا سبب بنی، پھر یہ سلسلہ جاری ہے، بعد میں یوسف علیہ السلام کو اسی حسد کی وجہ سے اپنے ہی بھائیوں نے کنویں میں پھینکا اور دشمنی کی، آج بھی یہ انسانی کمزوری اور اخلاقی جرم ہمارے معاشرے میں جا بجا موجود ہے، گھروں، خاندانوں جماعتوں اور دوسرے مقامات پر یہی حسد اپنا کام دکھا رہا ہے، شیطانی بہکاوے میں آکر اور فکر آخرت سے غافل ہو کر محض حسد کی وجہ سے آج کتنے مسلمان ہیں، جو ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں، عوام تو عوام خود علماء اور دینی جماعتوں اور مسلکوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے درمیان دشمنی کی یہ خلیج اسی حسد کا نتیجہ ہے، علمی اختلاف اور دشمنی میں ایک واضح فرق ہے جو صاف محسوس کیا جا سکتا ہے، آج علمی اختلاف کو دشمنی بنا کر ایک دوسرے کی عزت وآبرو پر حملے کئے جا رہے ہیں۔

اور حد یہ ہے کہ قتل وخونریزی تک نوبت پہنچ چکی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ۱۴سو سال قبل یہ نصیحت کر گئے کہ ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارو'' یعنی ایک دوسرے کو قتل نہ کرنا کہ اس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔[1]

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ''مسلمان کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا فسق

۱؎ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر: ج۱ ص۵۸

ہے اور اسے (بے گناہ) قتل کرنا کفر ہے۔[1]

اسی طرح وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیاوی ترقی یا دوسری کوئی نعمت دی ہے، ان کا حال بھی یہ ہے کہ خود ان کے رشتہ دار اور ان کے قریبی لوگ ان ہی کے خلاف ادھر ادھر افواہیں اور جھوٹی باتیں کر کے، ان کی شہرت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، اس قسم کے حالات میں ہمیں دین نے صبر و تحمل سکھایا ہے اور ہر حال میں نیکی اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے، اپنوں یا غیروں کسی کی بھی دشمنی، بدسلوکی یا ان کی احسان فراموشی کے مقابلے اور بدلے میں آپ گلہ شکوہ مت کیجیے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ان کو ہدایت دے، اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ واقعی آپ کی عزت و آبرو کے درپے ہے اور آپ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو ان کو بھی اس عزیز و جبار کے حوالے کیجیے، جو ان سے اچھی طرح انتقام لینا جانتا ہے۔ (بشرطیکہ آپ بے گناہ اور مظلوم ہوں) ہر نماز کے بعد معوذتین (قرآن کی آخری دو سورتوں) کا ورد جاری رکھیے، کچھ دوسری اہم دعائیں بھی ہیں جو دشمنوں، حاسدوں اور مخالفین کی مخالفت یا دشمنی اور ان کے شر سے بچنے سے متعلق ہیں۔ آپ کے پتے پر یہ تمام دعائیں ارسال کر دی گئی ہیں، صبر و تحمل اور راضی برضائے الٰہی کا پیکر مجسم بن کر اپنے معمولات انجام دیتے رہیے، کسی کی مخالفت یا دشمنی سے پریشان نہ ہوں، نفع نقصان اور عزت و ذلت کے فیصلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں، مخلوق نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتی ہے اور نہ ہی یہ مخالفین آپ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہم نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جس کا مفہوم یہ ہے کہ اور جان لو کہ اگر ساری امت (اور ساری مخلوق) جمع ہو جائے تو آپ کو نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان، سوائے اس کے

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض: ج۱ص۵۸

جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے......[1]

ڈراؤنے خواب سے کیسے بچوں؟

سوال: مجھے رات کو خواب میں بہت سے سانپ نظر آتے ہیں، کبھی کبھار نہیں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے میں کافی پریشان ہوں، بسا اوقات خواب میں سانپ مجھے ڈس بھی لیتا ہے اور کبھی میں سانپوں کو مار دیتا ہوں، میرے ایک دوست کہنے لگے کہ تم کسی دربار کی کوئی منت یا چڑھاوا وغیرہ بھولے ہوئے ہو جس کی وجہ سے یہ بزرگ یا صاحبِ مزار سانپ کی شکل میں تم کو یاد دلاتے ہیں، پہلے میں مزاروں اور درباروں پر جایا کرتا تھا، لیکن یہاں آکر اردو نیوز کی وساطت سے اس شرک و بدعت کے بارے میں معلومات ہوئیں تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" توبہ کر چکا ہوں، اب درباروں اور مزاروں پر یقین نہیں کرتا، لیکن یہ سانپوں کا خواب میں آنا، کس لئے ہے؟ اس کا سبب مجھے معلوم نہیں، میری رہنمائی فرمائیں تاکہ اس خوف سے مجھے چھٹکارا مل جائے۔ (م۔ا)

جواب: اس خواب کا جو سبب آپ کے دوست نے بیان کیا کہ شاید آپ کسی دربار کی منت وغیرہ بھولے ہوئے ہوں، اور صاحبِ مزار آپ کو یاد دلا رہے ہوں یہ نہایت غلط ہے، بے بنیاد بلکہ مشرکانہ خیال ہے۔

کسی بزرگ یا صاحبِ مزار کو ہرگز ہرگز یہ قدرت نہیں کہ وہ کسی کے خواب میں اس طرح آئیں، درگاہوں، مزاروں اور قبروں کی حاضری اس نیت و خیال سے ہرگز جائز نہیں کہ صاحبِ قبر ہماری مرادیں پوری کریں گے، یا وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے یا انہیں کسی طرح کا کوئی اختیار حاصل ہے وغیرہ۔

غیر اللہ تعالیٰ کے نام پر نذر و نیاز چڑھاوا منت یہ سب شرکیہ افعال ہیں، پچھلی

[1] ترمذی، کتاب الزھد: ج۲ص۷۸

قوموں میں بھی قبر پرستی کی راہ سے شرک داخل ہوا تھا، چنانچہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس پر متنبہ کر دیا اور خوب تاکید سے فرمایا کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔[1]

تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک و برباد ہوئیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نصیحتوں میں سے ہے، وفات سے صرف چند دن پہلے یہ بات آپ نے ارشاد فرمائی، پھر عین وفات سے چند لمحے پہلے آپ نے چہرہ انور سے چادر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔[2]

اسلام میں قبر پرستی کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس کفر و شرک میں مبتلا ہے، اولیاء کرام اور بزرگان دین کی تعظیم میں غلو، انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں متصرف و مختار سمجھنے کا عقیدہ، ان کی قبروں پر حاضری اور اس کا سجدہ وطواف کرنے، نذر و نیاز چڑھانے سے کاموں کے بننے اور بگڑنے کا خیال، اس درجہ راسخ ہو چکا ہے کہ کسی بھی مصیبت و پریشانی میں شیطان باسانی یہ بات ذہن میں ڈالتا ہے کہ تم نے فلاں منت پوری نہیں کیا، یا گیارہویں نہیں دی، یا فلاں بزرگ تم سے ناراض ہیں، اس لئے یہ سب مصیبتیں تم پر ٹوٹ رہی ہیں حالانکہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، تکلیف و مصیبت کا دینے والا اور اس کو دور کرنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے صاف اور واضح لفظوں میں اس کا ارشاد ہے کہ وہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[3] بہر حال آپ بدعقیدہ

[1] ابوداؤد میں یہ لفظ "لا تجعلوا قبری عیدا" ہے، کتاب المناسك، باب زیارة القبور: ج۱ص۲۷۹
[2] مسلم، کتاب المساجد، باب النهي عن اتخاذ القبور مساجدا: ج۱ص۲۰۱
[3] سورۃ الانعام: آیت ۱۷

لوگوں کی باتوں میں نہ آئیں، بلکہ انہیں حکمت و مصلحت سے حق بات سمجھانے کی اپنی استطاعت کی حد تک کوشش کرتے رہیئے، اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ صراط مستقیم پر استقامت کی دعا کرتے رہیئے۔

جہاں تک آپ کے خوابوں کا معاملہ ہے تو آپ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، اچھے برے خواب کا آنا غیر طبعی نہیں، خوابوں کے سلسلے میں شریعت سے ہمیں جو رہنمائی ملتی ہے، اس کا خلاصہ ہم یہاں تحریر کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خواب تین طرح ہوتے ہیں ایک اچھے خواب جنہیں رویائے صالحہ کہا جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شیطان کی طرف سے وسوسہ ہوتا ہے، جس سے انسان پریشان ہو جاتا ہے تیسرے وہ جو انسان کے اپنے دل و دماغ کی سوچ اور دن بھر کے خیالات و تفکرات وغیرہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔[1]

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف و شکر بجالائے اور دوسروں سے اس خواب کا ذکر کرے اور جب کوئی برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرے، کسی سے خواب کا ذکر نہ کرے، وہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔[2] "بعض روایات میں اہل علم خواب کی تعبیر جاننے والے یا نیک و صالح اشخاص کے علاوہ عام آدمیوں سے خواب بیان کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔[3]

ایک روایت میں برا اور ڈراؤنا خواب دیکھنے کی صورت میں یہ حکم ہے کہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ (ہلکا سا) تھوکے، تین بار تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

[1] ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ان رؤیا المومن جزء من ستة واربعین جزء من النبوة: ج۲ص۵۳
[2] ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا رای رؤیا یکرهها: ج۲ص۱۸۳
[3] ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ماجاء فی تعبیر الرؤیا: ج۲ص۵۴

الرَّجِیم) پڑھے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔[1]

ناپسندیدہ خواب دیکھنے کی صورت میں ترمذی کی ایک روایت میں اٹھ کر نماز پڑھنے کا بھی حکم ہے۔[2]

برے اور ڈراؤنے خوابوں سے حفاظت کے لئے، بعض دعائیں بھی احادیث میں مذکور ہیں، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب میں خوفناک چیزیں دیکھنے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) بستر پر جاؤ تو یہ پڑھ لیا کرو:

﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ کے تمام کلمات کے واسطے سے پناہ طلب کرتا ہوں اس کے غضب اور اس کی پکڑ سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وساوس اور ان کے میرے پاس حاضر ہونے سے۔“[3]

”(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی“ ..... کی ایک روایت میں ہے کہ برا خواب دیکھنے کی صورت میں بائیں جانب تین مرتبہ تھوک کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْاَحْلَامِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! شیطان کے اثرات سے اور برے خوابوں سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔“[4]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مروی ہے کہ وہ جب

[1] صحیح مسلم، کتاب الرؤیا: ج۲ ص۲۴۰
[2] ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ماجاء فی تعبیر الرؤیا: ج۲ ص۵۴
[3] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی، باب ما یقول من یفزع فی منامہ: ص۲۴۴
[4] باب ما یقول اذا رأی فی منامہ ما یکرہ: ص۲۵۱

سونے کا ارادہ کرتیں تو یہ دعا پڑھتیں اور پھر کسی سے بات نہ کرتیں۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے نیک اور سچے خواب کی طلب کرتی ہوں جو کہ جھوٹا نہ ہو اور فائدہ پہنچانے والا ہو نقصان دہ نہ ہو۔“[1]

جو لوگ برے اور ڈراؤنے خوابوں سے پریشان رہتے ہیں، ان کے لئے بعض اہل علم نے یہ رہنمائی بھی کی ہے کہ وہ باوضو اور دائیں کروٹ سونے کا اہتمام کریں اور سوتے وقت سورۃ الشمس، سورۃ اللیل، سورۃ التین، سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ لیا کریں۔

مذکورہ بالا روایات سے جو رہنمائی ملتی ہے، آپ اس سے فائدہ اٹھائیں اس پر عمل کریں اور خواب کسی عام آدمی سے بیان نہ کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو برے اور ڈراؤنے خواب آنا بند ہو جائیں گے اور اگر کبھی اب خواب آئے بھی تو ان شاء اللہ اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا، جیسا کہ اوپر ایک روایت میں صراحۃً مذکور ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

دعائے عاشورا کی حیثیت

سوال: آپ کی خدمت میں ایک کتاب ”مجموعہ وظائف“ سے ایک دعا کی فوٹو کاپی ارسال کر رہی ہوں، جس کے بارے میں مصنف نے لکھا کہ ”یہ دعا بہت مجرب ہے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورہ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے، یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً سال بھر تک اس کی زندگی کا بیمہ ہو جائے گا،

[1] عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب ما یسأل اذا آوی الی فراشہ من الرؤیا: ص۲۴۲

ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔"

مصنف نے اس تمہید سے پہلے اس کا عنوان باندھا ہے"ایک سال تک زندگی کا بیمہ" سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کی دعاؤں کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ موت کا ایک دن تو مقرر ہے، اگر اس قسم کی دعاؤں کا پڑھنا درست نہیں تو ہماری غلطی کے ازالہ کا طریقہ کیا ہے اور کیا ہم پر کوئی کفارہ لازم ہے؟ میں اور میرے گھر والے پانچ چھ سال سے اس دعا کو پڑھتے آ رہے ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ (م۔ ح)

جواب: اس میں شک نہیں کہ محرم کا مہینہ اور خصوصاً یوم عاشوراء (دسویں محرم کا دن) احادیث صحیحہ کی روشنی میں دوسرے دنوں اور مہینوں کے مقابلے میں اپنے اندر خاص فضیلت رکھتا ہے، محرم کا مہینہ اشہر حرم یعنی چار محترم مہینوں میں سے ایک ہے، اس مہینے کو اللہ تعالیٰ کا مہینہ قرار دیا گیا اور نفل روزوں میں محرم کے روزوں کو فضیلت دی گئی، صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رمضان کے بعد افضل روزے اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔"[1]

ترمذی کی روایت میں ہے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ماہ رمضان کے بعد کس مہینے میں آپ مجھے روزہ رکھنے کا حکم فرمائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ماہ رمضان کے بعد (کسی مہینے میں) روزہ رکھنا ہو تو محرم میں روزے رکھو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں اس نے لوگوں کی توبہ قبول کی اور (آئندہ بھی) اس میں وہ توبہ قبول کرتا رہے گا۔"[2]

[1] کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم: ج۱ ص۳۶۸

[2] کتاب الصیام، باب ماجاء فی صوم المحرم: ج۱ ص۱۵۶

بعض اہل علم نے اس سے یعنی مذکورہ بالا روایات میں روزے سے یوم عاشوراء کا روزہ ہی مراد لیا ہے، بہر حال یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا مسنون اور باعث اجر و ثواب ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں اس کی یہ فضیلت وخصوصیت بیان ہوئی کہ اس سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، جب کہ یوم عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عاشوراء کے روزے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔[1]

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی قوموں میں بہت سے لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم عاشورا) توبہ قبول فرمائی ہے اور بعض اہم واقعات اس دن ظاہر ہوئے ہیں، ترمذی کی مذکورہ روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اسی دن خصوصیت سے توبہ قبول فرمائے گا، جب اس دن کی یہ خصوصیت ہے تو انفرادی طور پر اس دن توبہ واستغفار اور دعاؤں کا اہتمام کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بلکہ یہ بہتر و پسندیدہ بات ہی ہوگی، تاہم اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یوم عاشوراء کی کوئی خاص دعا اور اس کی فضیلت وخصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی دعا کی جا سکتی ہے بشرطیکہ کسی ناجائز مراد کی دعا نہ ہو، نیز اپنی حاجات وضروریات کے پیش نظر اپنی زبان میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتے ہیں، سلف صالحین سے منقول دعاؤں کو اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں، تاہم اس میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ سب سے افضل وبہتر دعائیں وہ مسنون دعائیں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے بارگاہ رب العزت میں پیش ہوئیں، شاید ہی انسان کی کوئی ایسی حاجت وضرورت ہو جس کے متعلق کتب احادیث میں مسنون دعا نہ ملے، بے شمار مسنون اور جامع دعائیں رسول اللہ

[1] کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر وصوم یوم عرفة وعاشوراء: ج۱ ص۳۶۷

صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، جہاں تک ہو سکے ان دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیئے ایک تو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اداء ہونے کی بناء پر ان الفاظ میں خاص برکت اور تاثیر ہوتی ہے اور دوسرے اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بھی نکلتا ہے، وہ وحی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر القاء کی جاتی ہے، لہٰذا یہ مسنون دعائیں بھی بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم کردہ ہیں، چنانچہ کوئی بھی غیر مسنون اور احادیث سے غیر ثابت شدہ دعاء، نبوی دعاؤں سے افضل و بہتر نہیں ہو سکتی، تاہم جیسا کہ ہم نے کہا خود اپنی زبان میں دعا کا اہتمام اور سلف صالحین سے منقول دعاؤں کا اہتمام بھی جائز ہی ہوگا بشرطیکہ شرعی حدود میں ہو۔

آپ نے جو دعا ارسال کی ہے وہ مسنون دعا بہرحال نہیں، خود صاحب کتاب نے یہ دعا اور اس کی جو فضیلت انہوں نے بیان کی ہے اس کی نسبت زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور پھر خود اس کا حوالہ بھی نہیں کہ یہ دعا ان تک زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح پہنچی یا انہوں نے کس کتاب سے اس کو نقل کیا؟ جہاں تک معانی و الفاظِ دعا کا تعلق ہے تو اس میں کوئی قابل اعتراض پہلو نہیں ہے اور جہاں تک اس کی خصوصیت وفضیلت کا تعلق ہے تو چونکہ یہ بھی غیر مستند ہے، اس لئے قابل التفات نہیں اور عقلاً کیسے درست ہو سکتا ہے کہ ایک شخص یوم عاشورا کو یہ دعا پڑھ لے اور پھر سال بھر کے لئے اپنی موت کی طرف سے اطمینان حاصل کر لے، جب کہ احادیث میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ رہنے کا اشارہ ملتا ہے اور پرزور انداز میں یہ تاکید موجود ہے کہ موت کسی بھی لمحہ آ سکتی ہے، ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر ہے، جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ کوئی شخص اپنی موت کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ کب آئے گی؟ پھر کس بنیاد پر آدمی یہ یقین کر لے کہ یوم عاشوراء کو یہ دعا پڑھنے کے بعد

ایک سال تک زندگی کی ضمانت اسے حاصل ہوگئی؟ جس سال اسے موت آئی ہو اس سال یوم عاشوراء کو اسے دعا پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی؟

ایسی کوئی خصوصیت کسی دعا کی ہوتی تو وہ ضرور نبوی کی دعا ہوتی، اور آپ اس کی امت کو ضرور تعلیم دے دیتے؟ جب کہ ایسی کوئی بات جیسا کہ ہم نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

مخصوص دن و رات کے بعض اعمال، اذکار وادعیہ وغیرہ کے جو فضائل بیان کئے جاتے ہیں، وہ اکثر غیر مستند ہیں، جن کی بنیاد ضعیف وموضوع روایات یا بعض لوگوں کی ذاتی آراء ہیں، جنہیں کتاب وسنت سے مخالف ہونے کی صورت میں کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی، عاشورا کے دن مذکورہ دعاء کے پڑھنے کو لازم پکڑنا درست نہیں، نیز اس طرح کے غیر مستند اذکار وادعیہ کے مقابلے میں مسنون اذکار وادعیہ کا اہتمام بہتر و پسندیدہ ہے، آپ نے کچھ عرصے سے اس دعا کا معمول رکھا اور یوم عاشوراء کو پڑھنے کا اہتمام کیا، اس پر کوئی کفارہ وغیرہ تو لازم نہیں، البتہ آئندہ اس کو ترک کر دیں، یوم عاشوراء کو ایسا کوئی اہتمام والتزام (سوائے عاشوراء کے روزے کے) ثابت نہیں، انفرادی طور پر اس دن دعا کرنا ہی ہو تو مسنون دعائیں کی جائیں اور توبہ واستغفار کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی ومغفرت طلب کی جائے۔

اور جب ہاتھ خالی رہ جائیں گے

سُوال: زید کے ذمہ بکر کا ایک ڈالر باقی ہے، لیکن بکر کے موجود نہ ہونے یا اس کو تلاش نہ کر سکنے کی وجہ سے، زید وہ ڈالر ادا نہیں کر سکتا یا زید کسی مجبوری اور مصلحت کی وجہ سے بکر کے سامنے جانا نہیں چاہتا تو اب قیامت کے دن زید سے ایک ڈالر کے عوض کتنی نیکیاں دلوائی جائیں گی؟ یعنی کس طرح حساب کتاب ہوگا اس کی کوئی حد

مقرر ہے؟ ایک ڈالر کے بدلے ایک نیکی ہوگی یا دس ہوں گی یا پچاس ہوں گی؟ نیز بکر کس طرح اور کتنی نیکیوں پر راضی ہوگا؟ نیز اگر زید کو مزید کئی لوگوں کا حساب دینا ہو اور ایک دو ہی کے حساب کتاب میں نیکیاں ختم ہو جائیں تو باقی حقداروں کی ادائیگی کس طرح ہوگی اور ان کے راضی ہونے کی کیا صورت ہوگی؟ کتاب وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ (ظ۔ا۔خ)

جواب: صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت اس طرح مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے دریافت فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ بعض صحابہ نے عرض کیا ہاں، ہم میں مفلس وہ شخص ہے، جس کے پاس درہم و دینار (روپیہ پیسہ) نہ ہو اور نہ کچھ سامان و اسباب (یعنی صحابہ کرام نے مفلس اس شخص کو قرار دیا جو مال و دولت سے تہی دست ہو جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت میں (حقیقی) مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ (کے اجر کا بہت بڑا سرمایہ) لائے گا، مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی تھی، کسی پر زنا کی تہمت لگائی تھی، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کو قتل کیا تھا یا کسی کو مارا پیٹا تھا، تو اب اس کی نیکیوں کا ثواب مظلوموں کو دے دیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں، لیکن ابھی مظلوموں کے حقوق باقی رہے تو ان کے گناہ (یعنی مظلوموں اور حقداروں کے گناہ) اس شخص پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا"۔[1]

صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک اور حدیث اس طرح مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو چاہے وہ اس کی آبروریزی کا ہو یا کسی اور چیز کا، (یعنی غیبت و برائی اور جسمانی و روحانی ایذا رسانی کی صورت میں ہو

[1] کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم: ج ۲ ص ۳۲۰

یا کسی بھی نوعیت کا مالی مطالبہ وغیرہ ہو) تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس حق کو آج ہی (یعنی دنیا میں) معاف کرا لے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن اس کے پاس نہ درہم ہوگا اور نہ دینار، (یعنی قیامت کا دن جس دن کسی کے پاس درہم و دینار نہیں ہوگا کہ حقداروں کو دے کر انہیں راضی وخوش کر لیا جائے) پھر اس (ظالم شخص) کے اعمال نامہ میں نیکیاں ہوں گی تو اس کے ظلم کے بقدر نیکیاں لے کر مظلوم اور حقدار کو دے دی جائیں گی، اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو مظلوم سے (اس پر کیے گئے ظلم کے بقدر) گناہ لے کر اس ظالم شخص پر لاد دیئے جائیں گے"۔[1]

ان دونوں حدیثوں سے حقوق العباد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا دنیا میں کس قدر خیال رکھا جانا چاہیئے، دنیا میں عیش و راحت کا ظاہری سبب عام طور پر مال و دولت کی فراوانی اور ساز و سامان کی کثرت کو سمجھا جاتا ہے، اس لئے اہل دنیا اس شخص کو مفلس سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ کا سرمایہ نہ ہو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے یہاں کی تکلیف و راحت اور مفلسی و سرمایہ داری سب کچھ فانی ہے، نیز کبھی دنیا کا افلاس زندگی ہی میں ختم بھی ہو جاتا ہے، لیکن آخرت کا افلاس ختم ہونے والا نہیں وہاں کی مفلسی سخت تکلیف دہ ہوگی، اُس دنیا (آخرت) میں روپیہ پیسہ تو کسی کے پاس ہوگا نہیں اور نہ ہی یہ وہاں کسی کے کام آئے گا۔

وہاں کا سرمایہ تو اس دنیا میں کی گئی نیکیوں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا اجر وثواب ہوگا، جس کے اعمال نامہ میں نیکیاں غالب ہوں گی وہ کامیاب وسرخرو ہوگا اور جس کا اعمال نامہ اس سے خالی یا برائیوں اور نافرمانیوں کے مقابلے میں ہلکا ہوگا وہ شخص ناکام ونامراد ہوگا، پھر چونکہ وہ دن حساب وکتاب، بدلہ اور انصاف پانے کا دن ہوگا اور اللہ رب العالمین بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے، لہٰذا وہاں ہر

[1] کتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عندالرجل فحللها له هل يبين مظلمته: ج ۱ ص ۳۳۱

صاحب حق کو اس کا حق دلوایا جائے گا اس کی شکل یہی ہوگی کہ صاحب حق کو اس کے حق کے بقدر یا مظلوم کو اس پر کئے ظلم کے بقدر ظالم سے نیکیوں کا سرمایہ دلوایا جائے گا، اگر کسی شخص کے ذمہ کئی لوگوں کے حقوق ہوں اور ایک دو حقداروں کے حساب کتاب ہی میں نیکیوں کا سرمایہ ختم ہو جائے، تو باقی حقداروں کے گناہ (ان کے حق کے بقدر) ظالم پر لاد دیئے جائیں گے اور اسے اس کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

لہٰذا حقیقی معنی میں مفلس وہی شخص ہے جو میدان حشر میں اس حال میں حاضر ہو کہ اس کے پاس یا تو نیکیوں کا سرمایہ نہ ہو، یا یہ سرمایہ تو ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے حقوق بھی اس کے ذمہ واجب الادا ہوں اس لئے عقل وخرد اور دانش مندی کا تقاضہ یہی ہے، کہ دنیا میں نیک اعمال کی انجام دہی کے ساتھ حقوق العباد کے معاملے میں محتاط رہا جائے، کسی کا کوئی حق باقی ہو یا کسی کے ساتھ کبھی کوئی زیادتی ہو جائے تو دنیا ہی میں صاحب حق سے معافی مانگ لی جائے، تاکہ آخرت میں نیکیوں کے سرمایہ سے محروم ہو کر اس کی سزا بھگتنی نہ پڑے، اس دنیا میں ادائیگی حق یا مظلوم اور صاحب حق سے معافی مانگنے کے سلسلے میں مجبوری، مصلحت، ندامت، شرمندگی اور بدنامی وغیرہ کے خوف کو رکاوٹ بننے دینا اخروی لحاظ سے بڑی محرومی اور عذاب کا سبب ہوگا، ہاں اگر واقعی کوئی حقیقی رکاوٹ ہو جیسے ظالم اس وقت خواب غفلت سے بیدار ہوا جب کہ مظلوم اس دنیا میں نہیں یا اس کا کوئی پتہ نہیں کہ اس کو تلاش کر کے اس کا حق ادا کیا جا سکے، یا اس سے معافی مانگی جا سکے تو ایسی صورت میں مظلوم کے لئے دعائے مغفرت اور اللہ تعالیٰ سے کثرت سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے، ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی کریم ذات سے یہ امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجرم کو بھی معاف فرما دے اور صاحب حق کو بھی اپنے خزانہ سے اجر و ثواب اور نعمتوں سے نواز دے۔

جہاں تک کمیت و کیفیت کے لحاظ سے نیکیوں اور برائیوں کی مقدار اور ان کے موازنہ کا تعلق ہے تو جاننا چاہئے کہ اس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، یہ معنوی اور غیر محسوس اشیاء ہیں، اس دنیا میں ہماری محدود و ناقص عقلیں اس کا صحیح ادراک نہیں کر سکتیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان نیکیوں اور گناہوں کا موازنہ اور تبادلہ کس طرح ہوگا؟

اہل ایمان کے لئے اس امر میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ وہاں کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، بلکہ احکم الحاکمین کی طرف سے ہر ایک کو مکمل انصاف ملے گا، مذکورہ بالا حدیث میں بھی صراحت ہے کہ ظالم سے مظلوم پر کئے گئے ظلم کے بقدر ہی نیکیاں دلوائی جائیں گی نہ کہ اس سے زیادہ، لہٰذا زید کے ذمہ بکر کا ایک ڈالر باقی ہے تو اس گناہ کے بقدر ہی نیکیاں زید سے لے کر بکر کو دلوائی جائیں گی نہ کہ اس سے زیادہ، اب یہ حساب کتاب کس طرح ہوگا؟

تو جیسا کہ ہم نے ابھی کہا اس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے وہ اپنے علم و انصاف سے فیصلہ فرمائے گا، وہاں کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

قضائے حاجت کے آداب

پیٹ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے جو آداب اور دعائیں بتائی گئیں ہیں ان کے دینی وشرعی فائدے کے علاوہ طبی فوائد بھی ہیں۔

سوال: ہمارے بعض دوست بیت الخلاء میں جب تک مسلسل کئی سگریٹ یکے بعد دیگرے نہ پیتے رہیں، ان کی حاجت پوری نہیں ہوتی۔ بعض اوقات وہ اپنے ساتھ چند سگریٹ لے جاتے ہیں اور وہ ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ابھی وہ مکمل طریقے سے فارغ نہیں ہوتے اور پھر بیت الخلاء میں چیختے چلاتے ہیں کہ مجھے اور سگریٹ لادو، اسی طرح ایک عجیب منظر ہوتا ہے جو ایک مسلمان کے لئے واقعی شرمناک اور

افسوسناک ہے۔ کیا یہ عمل کبائر میں سے ہے یا صرف مکروہ ہے؟ (م۔ا۔ف)

سُؤال: میرے ایک بھائی جو شادی شدہ اور بچوں والے ہیں، طویل عرصہ امریکہ میں رہ کر ابھی حال ہی یہاں سعودی عرب آئے ہیں، ویسے تو صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں لیکن ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ بیت الخلاء میں اخبار و رسالہ یا کوئی اور کتاب پڑھے بغیر حاجت سے فراغت نہیں ہوتی، میں نے کئی بار سمجھایا کہ یہ طریقہ غیر شرعی ہے لیکن وہ چونکہ عادی ہو چکے ہیں لہٰذا ان کیلئے اس طریقہ کو ترک کرنا مشکل ہے، کیا یہ شرعاً ناجائز ہے یا صرف خلاف ادب ہے؟ آپ تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں شاید وہ آپ کی تحریر سے متاثر ہو کر اس غلط طریقے کو چھوڑ دیں۔ (ع۔و)

سُؤال: ہمارے کیمپ میں کچھ ایسے مسلمان بھی ہیں جو حمام میں قضائے حاجت کے وقت آپس میں باتیں بھی کرتے ہیں۔ ہم نے کئی بار منع کیا، لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے ملک و علاقہ میں کھلے میدان یا کھیتوں میں بھی دوران حاجت باتیں کرتے رہتے ہیں اور یہ ایک عام رواج ہے، کوئی بری بات نہیں، ہمیں اس مسئلہ میں آپ کی رہنمائی اور نصیحت کی ضرورت ہے کہ کیا اسلام میں اس کام کے لئے بھی آداب مقرر ہیں؟ (ح۔خ)

جَوَاب: اسلام نے مسلمانوں کے لئے تمام امور سے متعلق آداب اور اصول بیان کر دیئے ہیں، زندگی کے تمام شعبوں اور روز و شب کی تمام مشغولیات بلکہ مسلمان کے بدنی امور وعوارض کے لئے بھی آداب و دعائیں منقول ہیں، جس طرح کھانے، پینے اور سونے، جاگنے کے آداب اور دعائیں مقرر ہیں اسی طرح بیت الخلاء جانے اور قضائے حاجت کے لئے بھی آداب بیان ہوئے ہیں، یہ آداب فطری ہیں بلکہ جدید طبی تحقیقات نے ان تمام آداب کے طبی و ظاہری فوائد اور حکمتوں کو تسلیم کیا ہے۔

مسلمان کی زندگی کے روز و شب اور دوسرے تمام امور زندگی کو شریعت کے

مقرر کردہ طریقے کے مطابق انجام دینے میں سب سے بڑا فائدہ اور حکمت مسلم تشخص ہے، غیر مسلم کی زندگی اور اس کی زندگی کا ہر کام بلا مقصد اور بلا ادب ہوتا ہے، ہر شخص آزاد اور خود مختار ہے چاہے تو پورے بدن کو ڈھانپ لے اور چاہے تو لباس کے نام پر برہنگی کا بھرپور مظاہرہ کرے، اس کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں ہے کہ نہ مذہب ہے، نہ کتاب، نہ حکمت، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور نہ ہی مکمل شریعت وضوابط کا وجود بلکہ پوری زندگی محض نفسانی خواہشات اور جذبات و احساسات کی تکمیل کا نام ہے، جب کہ مسلمان کا ہر کام اس دین و شریعت کے مطابق ہوتا ہے اور یہی وہ فرق ہے جو مسلمان کو غیر مسلم سے الگ کرتا ہے، اسلام نے مسلمانوں کو ان کی زندگی کے تمام معاملات حتی کہ بعض نازک، حساس اور مخصوص حالات و معاملات میں بھی مکمل رہنمائی فراہم کی ہے، یہی وجہ ہے کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے فخر سے دوسروں کو اسلام کا یہ اہم عظیم اور فطری پہلو بتاتے ہیں کہ ہمارا دین اور ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہمیں ہر کام کے بارے میں مکمل آداب بتاتا ہے حتی کہ سونے جاگنے، کھانے پینے، غسل و استنجاء کرنے اور اپنی بیوی کے پاس جانے کے لئے بھی آداب بتائے گئے ہیں۔[1]

مسلمان چونکہ ہر وقت اور ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کا نام (بِسمِ اللّٰہِ کہہ کر) لیتا ہے اور ہر کام کا آغاز اپنے رب کریم کے اس مبارک سے کرتا ہے اور چونکہ ہر کام میں وہ دعا بھی پڑھتا ہے جو اس موقع کی مناسبت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کا بدن اور کپڑے پاک صاف ہوں اور یہ وضو سے ہوتا کہ پاکی وطہارت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔

رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے اور پیٹ کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے اس طریقہ وعمل کے لئے بھی آداب اور دعائیں مقرر کی گئی ہیں جن کا دینی و شرعی

[1] ترمذی، کتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة: ج۱ ص۱۰

فائدہ بھی ہے، اور دوسرے دنیاوی معاشرتی اور طبی فوائد بھی اس سے منسلک و متعلق ہیں، اگر بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آئے تو اسے مؤخر کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ فوراً بیت الخلاء جا کر فراغت حاصل کی جائے اور استنجاء کر کے طہارت حاصل کی جائے۔

قضائے حاجت کے لئے آبادی اور عام راستے سے دور جانا چاہئے تا کہ لوگوں کی نگاہوں اور آمدورفت سے الگ تھلگ دور رہا جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو خاصا دور نکل جاتے تھے۔[1]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے ہاں گھروں میں بیت الخلاء کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ تھی بلکہ یہ حضرات باہر کھلے میدان، ٹیلوں کی اوٹ اور کھیتوں میں نکل جاتے اور حاجات سے فارغ ہوتے۔ اگر کسی کھلی جگہ قضائے حاجت کا اتفاق ہو تو ہمیں بھی ان تمام آداب کا خیال رکھنا ہوگا جو اس قسم کے مقام کی مناسبت سے منقول ہیں۔

قضائے حاجت کے لئے جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رہنما اصول بھی وضع فرمایا ہے کہ جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھا جائے تو کسی چیز کی اوٹ میں بیٹھا جائے، تا کہ کسی کی نظر اس پر نہ پڑے حتی کہ ارشاد فرمایا کہ ”اگر تمہیں کوئی دوسری چیز میسر نہ ہو تو کم از کم ریت کا ایک ڈھیر ہی بنا دو جو تمہارے لئے اوٹ بن جائے۔“[2]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے جھنڈ میں تشریف لے جاتے اور ان کی اوٹ میں تشریف رکھتے۔[3]

[1] ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد الحاجۃ ابعد المذاهب: ج ا ص ۱۳

[2] ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الاستتار فی الخلاء: ج ا ص ۶

[3] ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الارتیاد للغائط والبول: ص ۲۹

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں شروع شروع میں گھروں میں بیت الخلاء بنانے کا رواج نہ تھا، بعد میں یہ سلسلہ چلا اور گھروں میں بیت الخلاء بنے، امام شہاب الدین قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو شافعی مسلک کے ایک مشہور امام گزرے ہیں، صحیح بخاری کی شرح ارشاد الساری میں فرماتے ہیں کہ صحابیات اور خود ازواج مطہرات قضائے حاجت کے لئے رات میں باہر نکلا کرتی تھیں، بعد میں جب گھروں میں بیت الخلاء بن گئے تو بلا ضرورت شرعی گھروں سے نکلنا بند ہو گیا۔

امام بخاری نے صحیح بخاری کے کتاب الوضوء میں پہلے ایک باب عورتوں کے گھروں سے قضائے حاجت کے لئے (رات کو) نکلنے کے بیان کے عنوان سے قائم کیا، پھر اگلے باب میں گھروں میں قضائے حاجت کرنے کے مسئلے کا عنوان قائم کیا[1] جس کا معنی ومفہوم یہی بنتا ہے کہ بعد میں صحابہ کرام نے اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنا لئے تھے۔

قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کے بعد اور قضائے حاجت کے دوران آپس میں یا دوسرے کسی سے گفتگو کرنا منع ہے اور اس کی شدید ممانعت ہے، بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا گیا کہ ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے جو اس دوران باتیں کرتا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے دوران باتیں کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (اس عمل پر) غضب ناک ہوتا ہے۔[2]

جس طرح باتیں کرنا منع ہے اسی طرح سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا بھی ناجائز امور اور ممنوعات میں سے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص نے سلام کیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

[1] کتاب الوضوء، باب التبرز فی البیوت: ج ا ص ۲۶

[2] ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب کراھیۃ الکلام عندالخلاء: ج ا ص ۳

نے سلام کا جواب نہیں دیا۔[1]

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اسے باہر رکھ دینا چاہئے، حنابلہ کے مشہور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشہور کتاب المغنی میں ارشاد فرمایا: کہ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ ہو اور انگوٹھی یا دوسری کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو تو مستحب ہے کہ اسے اتار دے، جیسا کہ ابوداؤد میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخلے کے وقت اور قضائے حاجت کے وقت اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔[2]

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ ''انگوٹھی (جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو) کو قضائے حاجت کے وقت جیب میں ڈال لیا جائے یا اگر اسے اتارنا مشکل ہو تو ہتھیلی کی طرف موڑ لیں۔'' اسی طرح وہ نوٹ اور درہم و دینار جن پر اللہ تعالیٰ کا نام ہو اور وہ جیب میں ہوں تو ان کے ساتھ بیت الخلاء میں داخل ہونا جائز ہے۔[3]

اپنا ستر اس وقت تک کھولنا منع ہے، جب تک کہ بیٹھنے کے قریب نہ ہو اور بیٹھ نہ جائے جیسا کہ[4] میں ہے۔ کسی چیز کی اوٹ میں بیٹھنا یا موجودہ بیت الخلاء میں بیٹھنا اسی ستر کی وجہ سے ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو شرم و حیا اور پردہ داری کا حکم دیا ہے، مردوں کے لئے کھلے عام رانوں اور شرم گاہ کا ننگا کرنا اور بے پردہ ہونا حرام ہے، اسی ستر و شرم کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ شرم و حیا باقی رہے، مسلمانوں کو اللہ

[1] ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول: ج۱ ص۳

[2] کتاب الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالىٰ يدخل به الخلاء: ج۱ ص۴

[3] کتاب الطهارة، باب كيف التكشف عندالحاجة: ج۱ ص۳

[4] ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب في آداب التخلي: ج۱ ص۱۹۰

تعالیٰ کا ہر لمحہ اور ہر وقت شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس نے ان کو عین فطرت کے مطابق دین اسلام کی ہدایت اور اس پر عمل کی توفیق بخشی، ورنہ غیر مسلموں میں اس قسم کی باتوں اور اس قسم کے حالات و آداب کے بارے میں کوئی بھی تمیز و ادب نہیں ہے، یورپ کے کئی ملکوں میں ایسے باتھ رومز ہیں جن میں دروازے نہیں ہوتے اور کئی مقامات پر کھلے عام اپنی حاجات سے فارغ ہوتے ہیں جو شرم و حیاء اور ادب و ستر کے بالکل خلاف ہے۔

بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ لی جائے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''

الخبث میں ''خاء'' اور ''باء'' کا پیش پڑھنا نیز خاء کو پیش اور باء کو سکون کے ساتھ پڑھنا دونوں طرح جائز ہے[1]۔

ترجمۂ: ''اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر قسم کے برے شیطانوں اور جنات سے (خواہ وہ مرد ہوں یا کہ عورت)۔''

ائمہ احناف کی مشہور علمی شخصیت امام بدرالدین العینی الحنفی نے جن کا ۸۵۵ھ میں انتقال ہوا، صحیح بخاری کی مفصل اور نفیس علمی و تحقیقی شرح لکھی ہے جس کا نام ''عمدۃ القاری'' ہے۔ امام نے کتاب الوضوء کے ایک باب میں بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعاء کی تشریح میں ارشاد فرمایا لفظ ''اَلْخُبُثُ'' خا اور با دونوں کو پیش سے پڑھنا زیادہ صحیح ہے جس کا معنی برے گندے خباثث وشیاطین ہے سے پناہ مانگی گئی ہے، اسی طرح اس لفظ کو خا کے پیش اور با کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے اس کے معنی مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہیں۔ پھر اس لفظ کی نسبت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کے ایک سے زیادہ معانی ہیں مثلاً یہی لفظ اگر گفتگو اور بات چیت میں مستعمل ہو تو اس سے مراد سب وشتم اور لعن طعن ہے، اگر اس کی نسبت کھانے کی

[1] ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما يقول اذا دخل الخلاء: ج۱ ص۷

اشیاء سے ہو تو اس کا معنی حرام ہے اور اگر اس کی نسبت پینے کی اشیاء سے متعلق ہو تو اس کے معنی مضر چیز اور نقصان دہ چیز ہے، پھر اس کی نسبت مذہب وملت سے ہو تو اس کے معنی کفر (شرک) ہے جب کہ بعض نے کہا کہ ہر برے عمل اور گندے حیا سوز کام کے لئے اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔[1]

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ مختصر ترین دعا پڑھی جا سکتی ہے "غُفْرَانَكَ"

تَرْجَمَہ: (اے اللہ! میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔")[2]

سنن ابن ماجہ میں بیت الخلاء سے نکلنے کی ایک دوسری دعا: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجْسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" بھی منقول ہے۔[3]

دوران حاجت اور بیت الخلاء میں بات چیت، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا منع ہے جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا اسی طرح بیت الخلاء میں کچھ پڑھنا بھی منع ہے۔ خصوصاً اللہ کا نام لینا، ذکر کرنا وغیرہ کہ یہ خلاف ادب ہے، بیت الخلاء میں (بلا ضرورت) زیادہ وقت گزارنا جیسا کہ سوالات میں لکھا گیا ہے سخت ناپسندیدہ عمل ہے اور شدید نقصان دہ بات ہے۔

ایک تو اس لئے منع ہے کہ یہ غیر مسلموں کی عادت ہے (خصوصاً یہود ونصاریٰ کی) مسلمانوں کو غیر مسلموں کی تقلید اور ان کے ساتھ مشابہت سے منع کیا گیا ہے بلکہ تقلید ومشابہت کفار حرام ہے، دوسری وجہ میں بعض علماء نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بیت الخلاء میں زیادہ وقت گزارتا ہے اسے وسوسے کی بیماری لگ جاتی ہے اور یہ شخص نفسیاتی وذہنی مریض بن جاتا ہے، مشہور حنبلی امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے

---

[1] کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء: ج ۲ ص۲۵۳ مطبوعہ مصطفی النامی

[2] ترمذی، کتاب الطهارة، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء: ج ۱ ص ۷

[3] کتاب الطهارة، باب ما یقول اذا دخل الخلاء: ص۲۶

المغنی میں ارشاد فرمایا ہے: کہ بیت الخلاء میں زیادہ وقت گزارنے سے بواسیر کی بیماری، دل کی بیماری اور دوسری کئی بیماریوں کا اندیشہ ہے۔[1]

لہٰذا بیت الخلاء سے جتنا جلدی ہو سکے باہر نکلا جائے، بیت الخلاء میں ہر وہ تحریر ساتھ لے جانا اور پڑھنا (جو دینی واسلامی ہو) بے ادبی اور بری عادت ہے، عام تحریر اور غیر اسلامی تحریر پڑھنا بھی یقیناً ناپسندیدہ عمل ہے۔

اسی طرح دوران حاجت مسلسل سگریٹ پینا بھی بری عادت ہے اور صحت کے لئے سخت مضر ہے، لہٰذا مسلمانوں کو ان بری عادات سے بچنا چاہیے۔ دوران حاجت قبلہ رخ ہونا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا دونوں طریقے غلط ہیں اگرچہ بعض علماء نے مخصوص حالات ومقامات پر اس کے جواز کو بیان کیا ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ قضائے حاجت کے دوران کسی بھی مقام پر قبلہ کی طرف منہ کرنا، پیٹھ کرنا دونوں منع ہیں۔[2]

دوران حاجت قدمچوں پر بیٹھا جائے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تھا۔[3]

اس بیٹھ میں دائیں پہلو کو سیدھا رکھا جائے اور بائیں پر دباؤ ہو۔ امام ابن قدامہ الحنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المغنی میں معجم کبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ "سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ دائیں پہلو کو کھڑا رکھیں اور بائیں پہلو پر دباؤ ڈالیں۔"[4]

بیت الخلاء میں اور قضائے حاجت کے دوران اخبارات ورسالے اور کتابیں پڑھنے والے کبھی خود بھی اس بری عادت پر غور کریں تو انہیں احساس ہو جائے گا کہ

---

[1] کتاب الطهارة، باب فی آداب التخلی: ج ۱ ص۱۸۹

[2] معارف السنن، کتاب الطهارة، باب ماجاء من الرخصة فی ذلك: ج ۱ ص۹۳

[3] کتاب الوضو، باب من تبرز علی لبنتین: ج ۱ ص۲۶

[4] کتاب الطهارة، باب فی آداب التخلی: ج ۱ ص۱۸۹

یہ واقعی بری عادت ہے، یہ الگ بات ہے کہ جب کوئی برائی اور گناہ عام ہو جائے تو اسے برائی و گناہ نہیں سمجھا جاتا، لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ عادت واقعی بری عادت ہے تمام مسلمانوں کو اس قسم کی ہر برائی سے دور رہنا چاہیے۔

قضائے حاجت میں پیشاب کرنا بھی شامل ہے، لہٰذا اس بارے میں یہ بات بھی جان لی جائے، اپنے جسم اور کپڑوں کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچایا جائے، جو لوگ پیشاب کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتے اور پاکی، پلیدی، طہارت یا نجاست کا خیال نہیں کرتے ان کے لئے شدید وعید ہے۔

احادیث میں وہ مشہور واقعہ موجود ہے (جس سے ہم میں سے اکثر واقف ہیں) کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو ارشاد فرمایا کہ "ان دونوں کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے، ایک کو چغل خوری (لگائی بجھائی کرنے کے گناہ پر) اور دوسرے کو پیشاب میں احتیاط نہ کرنے پر یہ عذاب ہو رہا ہے۔"[1]

"ایک دوسری حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پیشاب کے معاملے میں احتیاط برتو (اور اپنے آپ کو پاک صاف رکھو) کہ اکثر لوگوں کو عذاب قبر پیشاب میں احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔"[2]

مصائب میں ہمت نہ ہاریئے

کل قیامت کے دن جب ان دنیاوی آزمائشوں کے اجر و ثواب کا معاملہ ہوگا تو ہم کہیں گے کہ کاش! دنیا کی زندگی میں اور بھی آزمائشیں ہوتیں۔

سُوال: میرے دو ہی بچے ہیں اور دونوں معذور ہیں۔ ان کی پیدائش کے بعد ہم میاں بیوی ایک دوسرے سے دور ہی رہنے لگے اور اب حالت یہ ہے کہ ناامیدی اور مایوسی کی زندگی گزر رہی ہے، لوگ کہتے ہیں کہ آزمائش ہے اور نجانے کیا کچھ ہے

[1] ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب التشدید فی البول: ج۱ ص۲۱

[2] الترغیب والترہیب، کتاب الطہارۃ، باب الترہیب من اصابۃ البول الثوب وغیرہ: ج۱ ص۸۳

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہماری یہ آزمائش کیوں ہے؟

یہاں آنے سے قبل ہم دونوں میاں بیوی (دونوں کے گھرانے آزاد خیال کے ہیں جو کسی بھی قسم کی مذہبی پابندی قبول نہیں کرتے) کی حالت آزادانہ خیال و عمل کی تھی، یہاں آنے کے بعد اور خصوصاً ان دونوں بچوں کی پیدائش کے بعد ہم دونوں نے تھوڑی بہت دینداری قبول کی، ایک صاحب نے آپ کے کیسٹ دیئے جنہیں سن کر میں نے نماز اور پردہ کی پابندی قبول کر لی، اب ہم دونوں نماز بھی پڑھتے ہیں اور حرم بھی جاتے ہیں، لیکن دونوں بچوں نے ہمیں واقعی بہت مایوس کر دیا اور ہم شاید ہمت ہار چکے ہیں؟ (ن۔و۔ا)

سُوال: ہمارے ایک رشتہ دار کے جواں سال بیٹے کا گزشتہ دنوں انتقال ہو گیا اپنے بیٹے کے انتقال کے بعد والد کا حال یہ ہے کہ دین سے باغی ہو گئے ہیں اور نماز، روزہ ترک کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ زیادتی کیوں کی؟ (ع۔ خ)

جَوَاب: کسی بھی قسم کے حالات کیوں نہ ہوں، مسلمان کبھی ہمت نہیں ہارتا اور اپنے مولا کی ذات سے ناامید نہیں ہوتا، دنیا کی زندگی میں ہر قسم کے حالات آتے ہیں، اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے اپنے بندوں کو آزماتا ہے، قرآن پاک کی مختلف آیات میں اس بات کو بار بار بیان کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کی آزمائش ضرور ہوگی اور تمہیں مختلف طریقوں سے آزمایا جائے گا، اولاد کا نہ ہونا یا اولاد کا بیمار، معذور ہونا، ملازمت و تجارت میں نقصان و کمی، خود اپنے بدن میں بیماری، دشمنوں اور حاسدوں کی طرف سے مخالفت اور پریشانی، اپنے اردگرد کے سخت اور مشقت والے حالات اور دوسرے بعض مخصوص معاملات یہ سب آزمائش کے طریقے ہیں۔

ایمان والا مرد اور ایمان والی عورت کبھی بھی حالات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے، بلکہ ہر آزمائش پر ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے،

صبر اور شکر کے ذریعے یہ نہ صرف اپنے درجات کی بلندی حاصل کر لیتے ہیں بلکہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بن جاتے ہیں، ہمیں اس ضمن میں یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لینی چاہئے کہ دنیا اور دنیا کی زندگی مشقتوں اور آزمائشوں والی زندگی ہے، سورۃ الانشقاق آیت نمبر ۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”اے انسان تجھے تکلیف و مشقت اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر پھر اس سے ملنا ہے۔“

ہم اگر اپنی پیدائش، اس سے قبل اور پھر پیدا ہونے کے بعد دنیا کی زندگی کے مختلف مراحل پر غور کریں تو یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ یہ سب کے سب مراحل یقیناً سخت اور مشکل ہیں، ہمیشہ ہمیشہ کی راحت اور آرام آخرت میں ہے وہاں کسی بھی قسم کی مشقت اور سختی نہیں نیز وہاں کوئی آزمائش نہیں، لہٰذا مؤمن ہونے کی حیثیت سے ہم سب کو ہمیشہ اس آخرت والی زندگی کی فکر کرنی چاہئے اور اس دنیا کی زندگی میں اگر کسی آزمائش یا سختی سے دوچار ہونا پڑے تو ہمیں چاہئے (دنیا کے) ان امور میں اپنے سے کم پر نظر ڈالیں، علماء نے ارشاد فرمایا: دنیا یا دنیاوی باتوں میں ہمیشہ اپنے سے کم پر نظر ڈالو کہ اس سے دل میں شکر پیدا ہوگا، جب کہ دین اور نیکیوں کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے برتر اور دیندار پر نظر ڈالو تا کہ دل میں ان جیسا بننے کی خواہش پیدا ہو۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فارسی کلام میں جن اہم نصیحت والے امور اور عبرت والے واقعات کو بیان کیا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ ”ایک مرتبہ دورانِ سفر ان کے جوتے پھٹ گئے اور بے کار ہو گئے، شیخ سعدی کو کئی میل تک پیدل بغیر جوتوں کے سفر کرنا پڑا حتیٰ کہ ان کے پیر زخمی ہو گئے، فرماتے ہیں کہ میں نے اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے گلہ شکوہ کیا کہ اے اللہ میں کتنا بے بس اور مفلس ہوں کہ تو نے مجھے جوتے تک نہیں دیئے اور میں ننگے پیر سفر کر رہا ہوں، تھوڑی دور چلنے کے

بعد شیخ سعدی نے دیکھا کہ ایک درخت کے سایہ میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے جو دونوں پیروں سے محروم ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلا دیئے اور زبان سے بار بار شکر کے الفاظ نکلنے لگے کہ مولائے کریم تیرا شکر ہے کہ تو نے جوتے نہیں دیئے مگر پیر تو سلامت ہیں جن سے چل پھر سکتا ہوں۔“

صحیح مسلم کی ایک روایت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
”تم لوگ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھو اور اپنے سے اوپر (اپنے سے زیادہ اچھی حالت) والوں کی طرف نہ دیکھو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرو۔“[1]

اگر ہم اس حدیث پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر لمحہ ہماری زبانوں سے شکر و حمد ہی کے جملے و کلمے ادا ہوں، کہ کتنے وہ لوگ ہیں جو ہم سے زیادہ کڑی اور سخت آزمائش میں ہیں اور ہم بحمد للہ پھر بھی (ان لوگوں کی نسبت) اچھی حالت میں ہیں۔ اسی کیفیت میں زبان سے حمد و شکر ادا ہوگا جو کہ مطلوب ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سامنے وہ قرآنی آیات اور وہ احادیث بھی ہوں، جن میں ایمان والوں کو آزمائش میں صبر کرنے پر بڑے اور عظیم اجر و ثواب کی خوشخبریاں سنائی گئی ہیں، قرآن پاک میں صبر کرنے والوں کے لئے جو بڑی خوشخبریاں ہیں ان میں ایک معیت الٰہی ہے کہ ایسے مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۵۳ میں ارشاد ہے، جب کہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۱۰ میں ارشاد ہے کہ ”صبر کرنے والوں کے لئے ان کا اجر و ثواب بے حساب ہے۔“ امام القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں سیدنا علی رضی اللہ

[1] كتاب الزهد، باب فلينظر في الدنيا الى من هو اسفل منه لا الى من هو فوقه حتى لا يزدري نعمة الله عليه: ج ۲ ص ۴۰۷

تعالیٰ عنہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بعض دوسرے اصحاب کا قول نقل کیا ہے: کہ وہ لوگ جو دنیا کی زندگی میں مصیبتوں اور آزمائشوں میں صبر کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لئے بلا حساب جنت میں داخلہ ہے۔[1]

کسی بھی قسم کے حالات میں صبر کرنا اور ہر حالت میں شکر ادا کرنا ایک بڑی نیکی ہے کہ اس سے انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین پختہ ہوتا ہے اور ایمان کامل ہوتا ہے، البتہ یہ انسان صبر کرنے میں اجر وثواب کے حصول کے ساتھ ساتھ راضی برضائے الٰہی کی ایسی تصویر بن جائے کہ دل بھی اس صبر پر گواہی دے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مؤمن کے لئے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اگر اسے خوشی ملے اور یہ شکر ادا کرے تب بھی خیر ہے اور اگر اسے تکلیف وتنگی ملے اور صبر کرے تب بھی خیر ہے۔"[2]

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ "مسلمان کو دنیا کی زندگی میں جو تکلیف بھی ملتی ہے خواہ یہ غم ہو، اذیت ہو یا دوسری کوئی آزمائش ہو یہاں تک کہ اگر اسے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو اس پر بھی اس کے لئے اجر وثواب ہے۔"[3]

ایک خاتون صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا تھا: کہ میں تمہیں ایک ایسی عورت کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو اہل جنت میں سے ہے، پھر ارشاد فرمایا: کہ یہ جو کالی عورت ہے اسے مرگی والی بیماری تھی، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر ان

[1] ماخذہ تفسیر قرطبی: ج ۸ ص ۱۵۷

[2] صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب فی احادیث متفرقۃ: ج ۲ ص ۴۱۳

[3] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض او حزن اونحو ذلك حتی الشوکۃ یشاکھا: ج ۲ ص ۳۱۸

بیماری کے دورے پڑتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرا پردہ کھل جاتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں، میرے لئے دعا فرمائیے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرکے جنت حاصل کرلو اور اگر چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا کہ وہ تجھے شفا وعافیت سے نوازے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ میں صبر کرنا چاہتی ہوں، البتہ یہ دعا فرما دیجئے کہ میرا پردہ نہ کھلے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔[1]

ہم سب کے لئے عموماً اور مسلمان خواتین کے لئے خصوصاً اس حدیث میں نصیحت ہے کہ ہم صبر کو اختیار کرکے اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا مانگتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس آزمائش میں ڈالا ہے یہ اس کی آپ سے محبت کی نشانی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت فرماتا ہے واس کو آزماتا ہے[2] کسی مصیبت وپریشانی، بیماری، نقصان وخسارے اور کسی عزیز کی موت یا جدائی پر صبر کرنا ایمان کی نشانی اور یقین کا ثبوت ہے، کیا ہم اور آپ یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو؟

یقیناً ہم سب کی یہی آرزو اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی رہے تو اس رضا مندی اور قرب الٰہی کے لئے صبر سیڑھی ہے۔ اس سیڑھی کو استعمال کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ایسے بندے بہت ہی اچھے لگتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بھی قسم کی آزمائش پر صبر کریں اور تسبیح وتحمید کے ذریعہ اپنی زبان سے اس کی تعریف کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں کسی پر بھی زیادتی نہیں کرتا۔ دنیاوی آزمائش جو ظاہری طور پر کبھی ہمیں زیادتی نظر آتی ہے، کل قیامت کے دن جب اس کے اجر وثواب کا معاملہ ہوگا تو ہم کہیں گے کاش کہ دنیا کی

[1] صحیح مسلم، کتاب البِرّ والصِّلۃ والآداب، بَابُ ثواب المؤمن فیما یُصیبُہ من مرض: ج ۲ ص ۳۱۹

[2] ترمذی، کتاب الطب، بَابُ مَاجآء فی الحَمیَۃ: ج ۲ ص ۲۳

زندگی میں مزید آزمائشیں ہوتیں اور ان سب کا اجر آج ہمیں ملتا۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۱۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "ہوسکتا ہے کسی چیز کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ کسی چیز کو تم پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر نہ ہو اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔"

مؤمن کبھی بھی حالات سے نہیں گھبراتا بلکہ مؤمن اور مؤمنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل کے ساتھ ایک نئے عزم و ولولے سے اپنے کاموں کو انجام دیتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سستی و کاہلی اور بزدلی سے پناہ مانگی ہے۔[1]

اسی طرح کئی دوسری احادیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں، ہمت ہار دینے سے اور مایوسی سے بھی پناہ مانگی گئی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مضبوط قوت ارادی والا) "قوی مؤمن اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے ایک کمزور مؤمن سے لیکن دونوں میں خیر ہے۔" یعنی دونوں بہرحال ایمان والے ہیں۔ اسی حدیث میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو (اور اسی کے بھروسہ و اعتماد سے اپنے سارے کام کرو عاجزی مت دکھاؤ ہمت نہ ہارو)۔[2]

پریشانیوں کے اسباب اور اس کا علاج

سُؤال: نجانے کیوں آج کل جس سے ملو، وہی پریشان دکھائی دیتا ہے، بعض لوگوں کو اچھے رشتے نہیں ملتے، کچھ لوگ روزگار، ملازمت، تجارت، دکانداری اور دوسرے لین دین کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو عام حالت کو دیکھ دیکھ کر کڑھتے ہیں، ایسے گھرانے بھی ہیں جہاں ایک نالائق بیٹا، نافرمان بھائی یا ظالم شوہر پورے گھر کو پریشان کئے ہوئے ہے، بعض نوجوان پریشان ہیں کہ والدین اولاد میں بعض کو بعض پر فوقیت دے کر اپنی ہی اولاد پر ظلم کر رہے ہیں، پڑوسی اپنے

[1] بخاری، کتاب الدعوت، باب لاستعاذۃ من الجبن والکسل: ج۲ص۹۴۲

[2] صحیح مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان لہ: ج۲ص۳۳۸

پڑوسیوں کی اذیت اور تکلیف کا گلہ کر رہا ہے، زندگی میں سکون اور برکت باقی نہیں رہی، آخر کیا وجہ ہے؟ (ر۔ج۔ق)

جَوَاب: انسان کو دنیا کی زندگی میں یونہی احسن تقویم نہیں بنایا گیا، نہ ہی اسے فضول اور عبث پیدا کیا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۱۱۵ اور سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہے بلکہ اس کی زندگی کا مقصد عبادت رب ہے۔ سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶ میں اسی مقصد زندگی کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ وہ لوگ یعنی وہ مسلمان جو دنیا کی زندگی میں اس اہم مقصد سے غافل ہو کر دنیا اور دنیا کی ظاہری عارضی اور چند روزہ زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں، خود ان کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے جب انہیں اپنی اس زیادتی کا شدت سے احساس ہو جاتا ہے اور جان لیتے ہیں بلکہ اعتراف کر لیتے ہیں کہ ہم نے اپنی پوری زندگی ضائع کر دی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور طریقوں پر چلنے میں کامیابی ہے۔ دنیا کی کامیابی و ترقی، سیادت و قیادت بلکہ امن و سکون یہ سب کچھ اسی عبادت میں ہے، جسے اطاعت کہا جاتا ہے، جو شخص جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا ہوگا اس کی زندگی میں اسی قدر امن و سکون چین و آرام اور راحت و خوشی ہوگی، جس کسی کے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا اس کا وہی حال ہوگا جو ہمارے معاشرے کی اکثریت کا حال ہے، ہلاکت و بربادی اور نقصان و گھاٹے میں ہے وہ انسان جو اپنی زندگی کو شریعت کے خلاف گزار رہا ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمان، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگی اور اس معاشرہ کی حالت دیکھیے جس میں یہ لوگ رہتے تھے تو معلوم ہوگا کہ اس زمین کے اوپر سب سے زیادہ پرسکون اور مبارک بلکہ خوش حال معاشرہ ان ہی لوگوں کا معاشرہ تھا، حالانکہ ظاہری آرام و آسائش کی کئی اہم

چیزیں ان کے ہاں موجود نہ تھیں، مٹی کے مکان میں رہ کر اور روکھی سوکھی کھا کر سادہ زندگی بسر کرنے والے لوگ دنیا کے خوش حال ترین لوگ کیسے بن گئے؟

اس سوال کا جواب ہمیں خود ان لوگوں کی زندگی نے دے دیا۔ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی گئی، جہاں تمام اخلاقی اقدار کا وجود ہی نہیں، کمال ہے، جہاں ہر ایک فرد دوسرے کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کا صرف جذبہ ہی نہیں رکھتا عملی ثبوت بھی فراہم کرتا ہے، جہاں ہر ایک واقعی ایک دوسرے کا حقیقی بھائی ہے ہر بات میں اور ہر کام میں اعتدال وعدل ہے افراد وقوم سب کے سب بندگی رب کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

اس کے مقابلے میں اپنی حالت اور اپنے معاشرے کی حالت دیکھیے تو آپ کو ہر سوال کا جواب، ہر پریشانی اور ہر مصیبت کا سبب اور ہر بے یقینی و بے اطمینانی کی وجہ سمجھ میں آجائے گی، آج ہم اجتماعی عذاب سے دوچار ہیں اور ''ویل'' کی لاٹھی ہم سب پر برس رہی ہے۔

قرآن نے ''ویل'' دنیا کے بدترین عذاب اور جہنم کے سب سے زیادہ ہولناک اور تکلیف دہ مقام کے لئے استعمال کیا ہے، ایک مقام پر ان لوگوں کے لئے خاص طور پر ''ویل'' کا عذابی لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنا حق ہر ایک سے پورا وصول کرتے ہوں یا پورا حق وصول کرنا چاہتے ہوں، جب کہ اپنی حالت یہ ہو کہ خود اس پر دوسروں کے جتنے حقوق ہیں، ان میں سے کسی حقدار کو بھی اس کا حق دینا نہ چاہتا ہو، کیا اجتماعی طور پر ہم سب کی یہی حالت نہیں ہے؟

ہم میں سے ہر ایک فرد صرف اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنی برادری بلکہ اپنے مسلک اور اپنی پارٹی کے لئے زندہ ہے، نہ قوم کی فکر، نہ ملک کا خیال، نہ دین و مذہب کے تقدس کی پروا، نہ دوسری کوئی قید و پابندی یا کم از کم اخلاقی پابندی گوارا، بلکہ صرف اپنی اور اپنوں کی فکر اور اسی فکر کے لئے تمام طاقت اور ساری توانائی لگائی جا

رہی ہے۔

جب قوم اجتماعی طریقہ پر حقوق میں کمی بیشی اور ناپ تول میں کمی زیادتی یعنی حقوق کی ادائیگی میں ڈنڈی مارتی ہے تو ''ویل'' کے عذاب میں مبتلا کر دی جاتی ہے، آج پورے معاشرہ میں بدامنی، قتل و غارت گری، ظلم و زیادتی اور دوسرے جرائم کی بھرمار، اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اجتماعی عذاب ہے اور جب تک اجتماعی توبہ نہ کی جائے گی اس وقت تک یہ سزا اور یہ عذاب جاری رہے گا، علماء اور اہل علم وقلم اور تعلیمی اداروں سے وابستہ لوگ نیز معاشرے کے دوسرے ذمہ دار لوگ جب تک مل جل کر افراد کی اصلاح کے لئے میدان عمل میں نہیں آتے اور اجتماعی برائیوں سے قوم کو نہیں چھڑاتے، اس وقت تک اصلاح کی تمام کوششیں کامیاب ثابت نہیں ہو سکتیں، کاش کہ ذمہ دار لوگ اس نازک موقع پر اس حساس مسئلے کی اہمیت کو جانیں اور سمجھیں اور اپنی توانائیاں جلسے جلسوں اور دوسرے فروعی مسائل پر صرف کرنے کے بجائے بنیادی اصلاح پر توجہ دیں۔

اس پریشان کن ماحول اور عذاب سے نکلنے کے لئے چند عملی صورتیں اور عملی کام ایسے ہیں کہ اگر ہم سب فوراً ان پر عملدرآمد شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کا نزول ہوگا اور قوم کی حالت بدل جائے گی۔

1. اجتماعی توبہ، یعنی ہر ایک مسلمان مرد وعورت سب کے سب اپنے تمام گناہوں کے بارے میں صدق دل سے توبہ کریں اور آئندہ کبیرہ گناہ نہ کرنے کا عزم و ارادہ کریں۔
2. بنیادی عقائد کی اصلاح کریں، نمازوں کی پابندی کریں اور روزانہ قرآن پاک کا کم از کم ایک رکوع ترجمہ وتفسیر سے پڑھیں۔
3. اپنے معاملات، لین دین وغیرہ میں کسی بھی مسلمان کے ساتھ زیادتی نہ کریں، رشوت نہ لیں، جھوٹ، دھوکہ وفریب اور دوسری اخلاقی برائیوں سے دور رہیں،

غیبت، حسد، کینہ، بغض، عجب و خود پسندی اور دوسری بیماریوں سے دور رہیں اپنی اور اپنے گھر والوں کی صحیح دینی تربیت کریں۔

④ بے حیائی اور بے پردگی سے اپنے گھر والوں کو بھی روکیں، بلکہ پردے کا پابند کریں اور اپنے خاندان و محلے میں دوسری مسلمان بہنوں کو بھی اس کی رغبت دلائیں۔

⑤ جس کسی کا حق ہو اسے فوراً ادا کر دیں اور ہر ایک مسلمان کے ساتھ نرمی و اکرام اور عزت والا معاملہ کریں۔

⑥ اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائیں، کسی کو گالی نہ دیں، کسی کو برا بھلا نہ کہیں، کسی کا مذاق نہ اڑائیں، کسی کو بے عزت نہ کریں، ہر ایک کو اپنے سے اچھا سمجھ کر اس کا اکرام کریں۔

⑦ جو علماء اور دیندار، باعمل اور بابصیرت ہیں ان کا ساتھ دیں اور ان کے ساتھ تعاون کریں، صالحین اور دینداروں کا ساتھ دینے سے معاشرہ میں دین اور دنیا والوں کا غلبہ ہوگا اور اسی سے تمام برائیاں ختم ہو سکتی ہیں۔

⑧ یتیموں، بیواؤں، ناداروں اور غریبوں کی مدد کریں اور ان کے لئے کھانے، کپڑے، رہائش، تعلیم، علاج اور دوسری ضروریات کے لئے دوسروں کو بھی رغبت دلائیں، اپنے مال میں سے بھی حسب استطاعت صدقہ کرتے رہیں۔

⑨ دین کے بنیادی مسائل اور ضروری باتوں کا علم حاصل کریں، کسی مستند عالم دین کی خدمت میں حاضری دیں اور جو مسلمان دین سے بہت دور ہیں ان کو دین سے قریب کرنے اور قرآن و دینی باتیں سکھانے کے لئے وقت کی قربانی دیں۔

⑩ صبح وشام کی دعائیں اور دوسری اہم دعائیں جو احادیث سے ثابت ہوں ان کو مسلسل پڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھتے رہیں، استغفار کی کثرت بھی مفید اور باعث خیر و برکت ہے۔

شوہر بیوی، والدین، اولاد اور دوسرے رشتہ دار ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق مقرر کئے ہیں، ہر ایک کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں، والدین کے اپنے حقوق ہیں، اسی طرح اولاد کے بھی حقوق ہیں، بیوی کے لئے بھی حقوق مقرر ہیں جب کہ شوہر کے بھی حقوق ہیں۔ کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی کرے اور حقوق ادا نہ کرے، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے، قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے، علماء اور اچھے لوگوں کی مجالس میں جانے اور اچھی دینی کتابیں پڑھنے سے اس قسم کی تمام کمزوریاں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں، اصلاح اور تزکیہ نفس کا احساس بڑھتا ہے اور زندگی میں اچھی تبدیلی آتی ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ اہم نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کی زندگی دارالامتحان ہے، یہاں ہر ایک کی آزمائش ہوتی ہے اور آزمائش ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنے ہر ایک بندے اور ہر ایک بندی کو اس کی طاقت و احوال کے مطابق آزماتا ہے، آزمائش میں بیماری اور دوسری ظاہری تکلیف و آرام وغیرہ بھی شامل ہیں، جن سے گناہ معاف ہوتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو جاتا ہے، بشرطیکہ ایمان کے ساتھ صبر بھی ہو اور صبر میں راضی برضائے الٰہی ہو، ہمیں ہر حال میں صبر کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے بکثرت دعا مانگنی چاہیے۔

دل کیسے نرم ہوں؟

قرآن وحدیث میں دلوں کی سختی کے اسباب میں سرفہرست کفر وشرک اور جان بوجھ کر ہدایت سے منہ پھیرنا شامل ہے۔

سُوال: میرا دل بہت سخت ہے مشکل سے مشکل وقت اور شدید صدمہ و رنج کے موقع پر بھی دل نرم نہیں ہوتا اور آنکھوں سے آنسو نہیں ٹپکتے، مجھے خود حیرت ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ جب کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا دل نرم ہو، گھر میں بیوی بچوں سے بھی بیزار رہتا ہوں، ہر ایک کو ڈانٹ ڈپٹ اور سخت لہجے میں جواب دیتا ہوں، آپ سے رہنمائی کا طلب گار ہوں۔ (س۔و۔ا)

سُوال: میں شادی شدہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے اچھے شوہر اور اولاد سے نوازا ہے، میں خود بھی ڈاکٹریٹ کر چکی ہوں، شروع میں تو شاید محسوس نہیں ہوا لیکن مجھے کئی بار شوہر نے اور بڑی بیٹی نے سمجھایا کہ آپ کا لہجہ بہت سخت ہوتا ہے، البتہ ایک بات شروع سے میں نے محسوس کی ہے کہ مجھے کبھی بھی کسی پر ترس نہیں آیا، کئی نوکروں اور نوکرانیوں کو گھر سے نکال چکی ہوں، رشتہ داروں کے ہاں آنا جانا بھی اچھا نہیں لگتا، شاید میرا دل سخت ہے، کوئی ایسا وظیفہ بتلایئے کہ میرا دل نرم ہو اور دوسروں کے بارے میں، میں بھی اپنے دل میں نرم گوشہ محسوس کر سکوں۔ (ایک بہن)

سُوال: آپ سے ٹیلیفون پر بھی بارہا اسی مسئلے پر گفتگو کر چکا ہوں، اب کچھ لکھتے اور کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ عمر کے اس مرحلے پر ہوں، جہاں پتھر دل بھی موم بن جاتے ہیں، لیکن نجانے کیا وجہ ہے کہ خود اپنے آپ پر حیرت ہوتی ہے کہ دل موم کیوں نہیں ہو جاتا؟ دل آخر پگھلتا کیوں نہیں ہے؟ بسا اوقات تو مایوسی بھی ہونے لگتی ہے، آپ کے ساتھ گفتگو سے وقتی تسلی ہو جاتی ہے، چند دنوں بعد پھر وہی دورہ پڑتا ہے۔ (ع خ ق)

جَواب: انسان کے بدن میں دل کو جو حیثیت اور مقام حاصل ہے، وہ سب پر عیاں ہے، یہی وہ لوتھڑا ہے جو پورے بدن کو قابو میں رکھتا ہے، انسانی بدن کا یہی وہ اہم حصہ ہے، جس کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر یہ درست ہے تو سارا بدن درست رہتا ہے اور اگر یہ بگڑ

جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے یہ دل ہے۔''[1]

انسان جو عمل بھی کرتا ہے اس کا سب سے پہلا و گہرا اثر اس کے دل پر پڑتا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور برائی دونوں کے اثر و مرکز کے ذکر میں دل ہی کو مرکز قرار دیا مثلاً صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ایک جگہ یہ ارشاد موجود ہے کہ ''تقویٰ یہاں ہے۔'' یہ کہہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے سینے (یعنی دل) کی طرف اشارہ فرمایا[2] کبیرہ گناہ اور برائی کے بارے میں ایک حدیث میں ارشاد ہے ''ابن آدم جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے، اگر یہ (صدق دل سے) توبہ کر لے تو یہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے اور دوسرا گناہ کرے تو دو نقطے بن جاتے ہیں (گناہوں کی کثرت اور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے) ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے، جب پورا دل سیاہ ہو تو اسے ایک بیماری لگ جاتی ہے جسے ''ران'' کہا گیا ہے۔''[3]

ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ نیکی ہو یا بدی ان کا سب سے پہلا اثر دل پر پڑتا ہے۔

وہ دل جو گناہوں کو اور برائی و نافرمانی کو پسند کرتے ہیں اور پھر گناہوں میں لگ جاتے ہیں، اس قسم کے دل یعنی قلب کے ساتھ قرآن میں اثم کی نسبت کی گئی ہے (اثم گناہ کو کہتے ہیں) گویا کہ یہ قلب آثم ہے[4] دلوں کی بیماری یعنی گناہوں میں ایک اہم گناہ زیغ ہے اور ایمان کے بعد دل کا اس ایمان و ہدایت سے پھر جانا، اسے زیغ کہا جاتا ہے، ایمان والے اس خطرناک کیفیت و حالت سے ہمیشہ اللہ

---

[1] بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ: ج ۱ ص ۱۳

[2] کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره: ج ۲ ص ۳۱۷

[3] ترمذی، کتاب التفسیر، سورة ویل للمطففین: ج ۲ ص ۱۷۱

[4] البقرہ: آیت ۲۸۳

تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہتے ہیں[1]۔ نافرمانی و گناہ اور بغاوت و سرکشی کی وجہ سے دلوں کے بارے میں تیسرا ذکر اور تیسری بری صفت جو قرآن نے بیان کی ہے وہ غل ہے۔ دھوکہ و فریب، خیانت مکر اور نفاق و برائی کا نام غل ہے، جیسا کہ سورۃ الحشر آیت ۱۰ میں آیا ہے "دل گناہوں سے سخت ہو جاتے ہیں اور ایسی سختی والے دل کو قلب غلیظ کہا جاتا ہے" سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۹ میں اس صفت اور اسی نام کا ذکر موجود ہے۔ اسی قسم کی پانچویں بری صفت جو شدید غصے اور شدید مخالفت میں دل کو تباہ کر دیتی ہے وہ غیظ ہے سورہ توبہ آیت ۱۵ اور آل عمران آیت ۱۱۸، ۱۱۹ میں ایسے قلوب کا ذکر ہے، بعض دل ہدایت کا انکار کر دیتے ہیں اور اس سے منہ پھیر لیتے ہیں، یہ اباء قلب ہے یعنی دلوں کا انکار کر دینا یہ بھی بری صفت ہے۔ سورہ توبہ آیت ۸ میں اس بری صفت کا بیان ہے۔

تکبر بری صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اس بری صفت ہی کی وجہ سے قلب متکبر کی شدید مذمت کی گئی ہے، جیسا کہ سورہ غافر آیت ۳۵ اور بعض دوسری آیات میں ہے۔ گناہوں اور نافرمانی کی وجہ سے اور قرآنی آیات میں غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں جس کا انجام فسق و فجور ہے ایسے قلوب کے لئے قسوت کا لفظ استعمال ہوا ہے (قسوۃ القلب) قرآن پاک میں کئی مقامات پر قسوۃ قلوب کا ذکر ہے مثلاً البقرہ آیت ۷۴، المائدہ آیت ۱۳، الانعام آیت ۴۳، الزمر آیت ۲۲، الحدید آیت ۱۷)۔

قرآن و حدیث میں دلوں کی سختی کے اسباب میں سرفہرست کفر و شرک ہے اور انسان کا جان بوجھ کر ہدایت سے منہ پھیرنا ہے۔ کفر و شرک، عناد و نفاق، کبیرہ گناہوں پر اصرار اور حقوق العباد کی پامالی یہ چند بڑے گناہ ہیں، جن کی وجہ سے قلب انسان مریض ہو کر سخت (قلب قاسی) بن جاتا ہے اور بالآخر اس پر من جانب اللہ

[1] آل عمران: آیت ۸

ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ یہ قلب میت کہلاتا ہے، قرآن جن انسانوں سے خطاب کرتا ہے وہ چلتی پھرتی لاشیں نہیں ہیں، جن کے بدن تو خوب تومند ہوں، لیکن دل مردہ ہو چکے ہوں، بلکہ قرآن زندہ دل لوگوں سے مخاطب ہوتا ہے، قرآن پاک نے انسانی قلوب کو ان کی مختلف کیفیات و احوال کی بناء پر مختلف ناموں سے یاد کیا ہے، ایمان و تقویٰ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کاملہ اختیار کرنے والے قلوب کو قلب سلیم، ہر قسم کے کفر و شرک اور گناہوں سے پاک و سلامت دل بھی کہا ہے جیسا کہ سورۃ الشعراء کی آیت ۸۹ میں ارشاد ہے۔ اچھے اور زندہ قلوب میں دوسرا نام قلب منیب کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا دل قلب منیب کہلاتا ہے[1]۔ قلب محبت وہ دل ہے جو اطاعت گزار بن کر نرم پڑ جائے، یہ بھی انہی قلوب میں سے ہے جیسا کہ سورۃ الحج آیت ۵۴ میں ارشاد ہے۔ اچھے قلوب میں جو صفات پائی جاتی ہیں اور جن اچھی صفات کی بناء پر یہ قلوب اچھے قلوب بن جاتے ہیں ان میں ایک دلوں کی نرمی و رقت ہے، قلب لین وہ دل جو نرم ہو، رقیق ہو، قرآن پاک میں مختلف مقامات پر ایسے دلوں کی تعریف بیان کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دلوں کی نرمی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب کو بھی بیان کر دیا گیا ہے جو قرآن پاک کی ایسی تلاوت ہے جو تدبر سے کی جاتی ہے یا سنی جاتی ہے۔ ایسی تلاوت جو آیات کے ترجمہ و تفسیر کو سمجھ کر اپنائی جائے (پڑھنا اور سننا دونوں طرح سے) تو اس سے دل نرم ہو جاتے ہیں۔

دلوں کی سختی کے اسباب

ظلم و زیادتی، گناہوں کی دعوت و اشاعت، کبیرہ گناہوں پر اصرار، تکبر و حسد، غیبت، چغل خوری اور بہتان تراشی سے دل سخت ہو جاتا ہے۔

[1] سورۃ ق: آیت ۳۳

قرآنی آیات پر غور اور تدبر نہ کرنے اور بلا سوچے سمجھے یونہی پڑھنے اور سننے سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا، جو نزول قرآن کا مقصد ہے، اسی لئے قرآن پاک میں ایسے دلوں کو مقفل کہا گیا ہے، جو آیات قرآنیہ میں تدبر نہیں کرتے ''یہ لوگ قرآن میں تدبیر کیوں نہیں کرتے یا یہ کہ ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں'' (سورہ محمد) قلب وجل بھی انہی اچھے قلوب میں سے ایک ہے جیسا کہ سورۃ انفال آیت ۲، سورۃ الحج آیت ۳۵ اور سورۃ المؤمن آیت ۶۰ میں ارشاد ہے۔ وجل خوف الٰہی کا نام ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اس کی صفات وکبریائی کا تصور کر کے دل میں اطمینان وسکون کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کی وجہ سے دل پر سکون ومطمئن ہو جاتا ہے، ایسا دل، قلب مطمئن ہے جس کا ذکر سورۃ الرعد آیت ۲۸ میں ہے۔ اچھے قلوب کی یہ چھ صفات تھیں، جن کی وجہ سے ان قلوب کو چھ مختلف ناموں اور صفات سے یاد کیا گیا ہے۔

جس طرح اچھی صفات اور اعمال صالحہ وتقویٰ کی بدولت دلوں کی حالت خوب سے خوب تر ہو کر ان اعلیٰ صفات کا پیکر بن جایا کرتی ہے بالکل اسی طرح کفر وشرک اور فسق وفجور کی کثرت کی وجہ سے اور گناہوں کو مسلسل انجام دینے اور توبہ نہ کرنے کی وجہ سے انسانی دل جن بری صفات کا شکار ہو کر بگڑ جاتے اور بالآخر مر جاتے ہیں، ایسے قلوب اور اسباب کا ذکر بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ دل سخت کیوں ہوتے ہیں اور ان کی سختی کے اسباب کیا ہیں؟ اور دلوں کو نرم کیسے کیا جا سکتا ہے؟ ان تین اہم سوالوں کا مختصر جواب لکھا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کی مہربانی اور اس کے لطف وکرم سے ہم سب کے دل نرم ہو جائیں گے، بشرطیکہ ان کی نرمی کے اسباب بھی اختیار کئے جائیں گے۔

دلوں کی سختی کے اسباب میں یوں تو ہر گناہ اور ہر برائی شامل ہے، لیکن بعض خاص اور بڑے گناہ ایسے ہیں، جن سے دل سخت ہو کر مر جاتے ہیں، اسی طرح نفاق

بھی دلوں کی موت ہے، دلوں کی سختی اور موت کے اسباب میں کفر وشرک اور نفاق کے بعد کثرت سے ہنسنا ہے، یاد رہے کہ خوشی ومسرت کے موقع پر تبسم کرنا جائز ہے، البتہ قہقہہ لگا کر ہنسنا اور منہ پھاڑ کر ہنسنا منع ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''زیادہ مت ہنسا کرو کہ زیادہ ہنسنے سے دل مر جاتے ہیں۔''[1]

فکر آخرت سے غفلت اور دنیا کے کھیل کود میں پڑ جانا وہ لہو ولعب ہے، جو ناپسندیدہ ہے کہ اس سے انسان زندگی کے اصل مقصد سے غافل ہو جاتا ہے۔ غافل دل لہو ولعب میں پڑ جانے والا دل ہے، جس کی مذمت کی گئی ہے، سورۃ الانبیاء آیت ۳ میں اسی قسم کے غافل دلوں کا ذکر ہے، یہی غفلت جب بڑھتی ہے تو دل کو ایک دوسری بری بیماری میں مبتلا کر دیتی ہے جسے الغمرۃ (ہدایت سے دور ہٹانے والی چیز) کہتے ہیں۔ یہ دل جو قلب لہو ولعب تھا۔ اب قلب مغمور بن جاتا ہے، سورۃ المؤمنون کی آیت ۶۳ میں اسی طرف اشارہ ہے، کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کے ذکر، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر اور دوسری نیکی والی باتیں سن کر دل میں نفرت، بوجھ، گھٹن اور کراہت محسوس کرتے ہیں، یہ بھی نفاق کی علامت ہے جو دل کو بیمار کئے ہوئے ہے، ایمان والوں کا حال اور عالم تو یہ ہونا چاہیئے کہ اس قسم کی باتیں سن کر ان کا ایمان تازہ ہو اور ایمان کی حلاوت میں اضافہ ہو جیسا کہ سورۃ الانفال آیت ۲ میں ہے، لیکن اگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس حال یہ ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی تک کے دینی پروگرام ناپسند ہوں اور غلط پروگرام پسند ہوں تو یہ دل کی وہ منحوس بیماری ہے جو قلب کو قلب منکر بنا کر اسے مزید بیمار کر دیتی ہے اور دلوں کو اشمئزاز (گھٹن وحبس) کی بیماری میں مبتلا کر دیتی ہے (جیسا کہ سورۃ الزمر آیت ۴۵ میں ہے) ایمان قبول نہ کرنے والے اور ایمان سے منہ پھیرنے والے دل جس انکار کا ارتکاب کرتے ہیں، اس کا ذکر سورۃ النحل آیت ۲۲ میں ہے، یہ

[1] ترمذی، کتاب الزھد: ج ۲ ص ۵۶

قلب منکر بن جاتا ہے۔

دلوں کی سختی کے اسباب میں یہ تمام وہ بیماریاں، علامتیں، نشانیاں اور مراحل ہیں، جو بالآخر دل کی سختی اور بعد میں اس کی موت کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا ان سب سے بچنا ضروری ہے اور ان کے بارے میں علاج کرنا بھی واجب ہے۔ دلوں کی سختی وموت کے اسباب میں اکنان بھی ایک بیماری کا نام ہے (یعنی دل کا چھپ جانا) دل کو ہدایت سے دور رکھنا گویا کہ وہ مستور ہے اس اکنان اور اکنۃ کا ذکر قرآن میں مختلف آیات میں موجود ہے۔ مثلاً الانعام آیت ۲۵، الاسراء آیت ۴۷، الکہف آیت ۵۷، فصلت آیت ۵، النمل آیت ۴۷، القصص آیت ۶۹۔ دلوں کو سختی سے بچانے کے لئے جن کیفیات اور جن احساسات وجذبات سے نیز جن امور سے بچنا ضروری ہے، ان میں نویں نمبر پر شک وشبہ ہے جسے ریب وتردد کہا جاتا ہے، جس دل میں دین کی کسی بات کے بارے میں شک وشبہ اور تردد وتذبذب ہو اسے قلب مرتاب کہا جاتا ہے۔ سورۃ التوبہ میں آیت ۱۱۰، ۴۵ اور سورۃ النور آیت ۵۰ میں یہ بیان موجود ہے۔

اس کے علاوہ بعض دوسری بیماریاں بھی ہیں، جن کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ ان بیماریوں میں چند اہم کبیرہ گناہ شامل ہیں جن کی وجہ سے دل بیمار ہو جاتا ہے اور سخت ہو جاتا ہے۔ مثلاً ظلم وزیادتی، کبیرہ گناہوں پر اصرار کرنا، کسی گناہ کو کھلم کھلا انجام دینا، برائیوں کو نشر کرنا، لوگوں کو گناہوں کی دعوت دینا، تکبر وحسد میں مبتلا ہونا، حرام مال کھانا، کسی دوسرے مسلمان کو حقارت سے دیکھنا، مسلمان کی غیبت وچغل خوری کرنا، کسی مسلمان پر بہتان لگانا، زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو تکلیف پہنچانا وغیرہ یہ تمام بڑے گناہ ہیں، جن کے ارتکاب سے دل سخت ہو جاتا ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ نگاہوں کے غلط استعمال سے بھی دل سخت ہو جاتا ہے اور ہدایت سے دور ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگ تو وہ ہیں جو ان اہم گناہوں کی وجہ سے اپنے دلوں کو قلب قاسی یا قلب میت بنا بیٹھتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو فطرتاً سخت دل واقع ہونے کی وجہ سے اپنے دل کو سخت پاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے دل نرم ہوں، شفقت ورقت اور نرمی ومحبت کا پیکر بنیں، دلوں میں دوسروں پر ترس کھانا، رحم کرنا اور نرمی والا سلوک کرنے کی صفت پیدا ہو، دل نرم ہو تو اس کا اثر آنکھوں پر یوں پڑے کہ یہ خوف الٰہی سے اور دوسروں کے درد ومصیبت کے احساس سے اشک بہائیں۔

دلوں کی نرمی اور اس نرمی کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا رحمت الٰہی کی دلیل ہے، یمن کے لوگ وفد کی شکل میں جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری کے لئے آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا "یمن کے لوگ آرہے ہیں، یہ لوگ نہایت ہی نرم دل والے لوگ ہیں"[1]

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقع پر جب اشکبار ہوتے ہیں تو سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استغفار پر خود فرماتے ہیں "یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔"[2]

دلوں کی نرمی اور ان کی اچھی صفات کے حصول کے لئے چند اہم باتیں تحریر کی جارہی ہیں۔ ان پر مسلسل عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ دل نرم ہو جائیں گے۔

1. قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت (ایسی تلاوت جو ترجمہ وتفسیر کے ساتھ ہو) کرنا دلوں کی نرمی کا اہم سبب ہے، جس طرح قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے دل نرم ہو جاتے ہیں، اسی طرح قرآن پاک کی تلاوت سننے سے بھی

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فیه ورجحان اهل الیمن: ج ۱ ص ۵۳

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه: ج ۱ ص ۱۷۱

دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے، قرآن پاک کی کئی آیات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں مثلاً سورۃ الانفال آیت ۲ میں ارشاد ہے "ایمان والے تو وہ ہیں جن کے دل قرآن پاک کی تلاوت کے وقت نرم ہو کر اطاعت گزار بن جائیں" سورۃ الحدید آیت ۱۶ میں ارشاد فرمایا "کیا ایمان والوں پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل نرم پڑ جائیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور حق کے ساتھ نازل ہونے والے سے" (یعنی قرآن سے)۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت بھی دلوں کی نرمی کا باعث ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی متابعت (مکمل اطاعت) کرنے والوں کے بارے میں سورۃ الحدید آیت ۲۷ میں فرمایا "اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں نرمی و رحمت ڈال دی جنھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی متابعت کی"، جب عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرنے سے دل نرم ہو سکتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت بدرجہ اولیٰ دلوں کی نرمی کا باعث ہے۔

۳- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے "کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے دل نرم ہوں اور تمہاری ضروریات پوری ہوں؟ یتیم پر رحم وشفقت کرو اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرو اور اسے وہی کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا اور تمہاری ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔"[1]

۴- موت کی کثرت سے یاد اور آخرت کی فکر سے بھی دل نرم ہوتے ہیں، گاہے بگاہے قبرستان جانا بھی دلوں کی نرمی کا ایک اہم سبب ہے۔

[1] الترغیب والترهیب، کتاب البر والصلة وغیرهما، باب الترغیب فی کفالة الیتیم ورحمته: ج۳ ص۲۳۷

۵- اچھی دینی مجالس میں اور علمائے حق، اہل اللہ کے ہاں مسلسل حاضری سے بھی دل نرم ہوتا ہے، اسی طرح اچھی دینی، اصلاحی کتب کے مطالعے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

۶- دلوں کی نرمی سے متعلق اہم دعائیں ایسی ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں لیکن طوالت کی وجہ سے انہیں اخبار میں شائع کرنا ممکن نہیں ہے، اگر جوابی لفافہ بھیجا جائے تو آپ حضرات کے پتے پر وہ اہم دعائیں ...... بھیجی جا سکتی ہیں۔

۷- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے بھی دل پر گہرا اثر ہوتا ہے اور دلوں کی کیفیت بدل جاتی ہے، اسی طرح صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات پڑھنے سے بھی دل نرم ہوتا ہے، اس سلسلے میں خصوصاً "حیاۃ الصحابہ" نامی کتاب نہایت ہی مفید کتاب ہے۔

۸- نماز تہجد اور اس نماز میں خوب قرآن پڑھنا بھی دلوں کو نرم کر دیتا ہے اور ایسے بندے کا شمار غافلوں میں نہیں ہوتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کسی نے رات کو دس آیات پڑھ لیں وہ غافلوں میں سے نہیں ہے۔"[1]

۹- شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کی بیماریوں کا علاج اور اس کی نرمی کے لئے جن باتوں پر زور دیا ہے وہ یہ ہیں: قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرنا یا قرآن پاک کی تلاوت سننا، صدقہ کرنا، تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرنا، اپنے ہر معاملے میں عدل واعتدال کو قائم رکھنا، جب بھی کوئی گناہ ہو جائے اس پر ندامت کا اظہار کر کے اس کے فوراً بعد کوئی نیکی کر لینا، یہ اہم نیکیاں ہیں جن کی وجہ سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

[1] الترغیب والترهیب، کتاب قراءة القرآن، باب الترغیب فی قراءة القرآن فی الصلاة وغیرها وفضل تعلمه: ج۲ ص۲۳۲

حرمین کی مسلسل حاضری اور وہاں جا کر یقین کے ساتھ دعا کرنا بھی اس سلسلے میں نفع مند ہے، آپ حرمین شریفین حاضری دے کے وہاں خوب دعائیں مانگیے، زمزم پیتے ہوئے بھی دل کی نرمی و رقت کی دعا مانگیے یہ دعائیں قبول ہوتی ہیں، صالحین کی مجلس میں مسلسل حاضری دیجیے، قرآن کو ترجمہ وتفسیر سے پڑھیے۔ یتیموں، بیواؤں اور ناداروں کی مدد کیجیے، صلہ رحمہ کو اپنایئے اور اپنی زبان اور آنکھوں کو کسی بھی قسم کے گناہ میں پڑنے سے بچایئے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہر لمحہ اور ہر وقت اس کا شکر ادا کیجیے، امید ہے کہ ان نصیحتوں پر عمل کرنے سے آپ کے دل کی کیفیت بدل جائے گی اور دل نرم ہو جائے گا۔

غیبت اور بدگمانی کبیرہ گناہ ہیں

ہماری زبانیں جو کچھ بولتی یا قلم جو کچھ لکھتے ہیں، کل قیامت کے دن ان کی بابت سوال ہوگا، یہ تم نے کیوں کیا، یہ کیوں لکھا؟

سوال: ہمارے ہاں خاندان میں عموماً ہمارے ایک بڑے خالو کی وجہ سے اختلاف اور جھگڑا رہتا ہے، ہمارے یہ خالو عالم دین بھی ہیں، حاجی اور دیندار بھی لیکن ان کی زبان کی چوٹوں اور طنز وتشنیع سے ہمارے خاندان کے کسی بھی گھر کا کوئی فرد محفوظ نہیں ہے، کوئی بھی تقریب ہو، یہ صاحب وہاں جا کر کسی نہ کسی کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہنا شروع کر دیتے ہیں، کبھی کسی کے عقائد پر حملہ، کبھی کسی کی سیاسی وابستگی پر اعتراض اور کبھی کسی کی اولاد کے بارے میں رکیک حملے وغیرہ۔ ہم نے کئی بار سمجھایا مگر ان کا کہنا یہ ہے کہ حق بات کا اعلان کرنا بجائے خود ایک جہاد ہے یہ مسلسل جہاد میں مشغول ہیں اور ادھر ہمارے خاندان کے تمام لوگ ایک دوسرے سے کٹ گئے ہیں، بلکہ بعض تو ایک دوسرے کی شکل تک دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ کیا اس قسم کے بزرگ کو برسرِ مجلس ٹوکا جا سکتا ہے کہ آپ کیوں کسی دوسرے پر الزام

لگاتے ہیں یا آپ کیوں دوسرے کسی کی غیبت کرتے ہیں یا یہ کہ آپ دوسروں کے بارے میں ہمیشہ برا گمان کیوں کرتے ہیں۔؟ (ع۔ش۔ا)

سوال: ایک کتاب میں پڑھا تھا، پھر ایک دینی مجلس میں ایک مقرر سے سنا کہ ہم میں سے ہر ایک کو قیامت کے دن ہر ایک بات اور ہر ایک عمل کا حساب دینا ہوگا۔ زبان سے کہی گئی ہر بات یا قلم سے لکھی گئی ہر تحریر، ہر سطر، ہر حرف ہر جملہ، ہر کلمہ غرضیکہ یہ جو کچھ بھی کہا گیا یا لکھا گیا ہر ایک پر جوابدہی ہوگی، کیا واقعی ایسا ہوگا؟ اگر ایسا ہے تو یہ واقعی بہت ہی مشکل اور حساس بلکہ سنگین بات ہے کہ ہم لوگ اپنی پوری زندگی میں بلا سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کے مسلسل بولتے رہتے ہیں، لکھنے والوں نے تو ہزاروں صفحات لکھ ڈالے، کیا یہ سب قیامت کے دن پیش ہوگا؟ یقین مانیئے جب سے یہ سب کچھ سنا ہے عجیب حالت ہے کہ مسلسل پریشان ہوں کہ میرا کیا ہوگا۔ میں طالب علمی کے زمانہ میں ایک سیاسی طلباء یونین سے منسلک تھا اور شعلہ بیان مقرر تھا، بعد میں کچھ عرصہ صحافت کے میدان میں بھی دربدر خاک چھانتا رہا اور خوب لکھتا رہا، اب سوچتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ سب کچھ جو میں نے کہا اور یہ سب کچھ جو میں نے لکھا (جس میں سچ کم اور جھوٹ زیادہ تھا) کاش کہ اس وقت اپنی زبان اور اپنے قلم کو روک لیتا، کیا اب گنجائش معذرت ہے؟

جواب: امت مسلمہ اور پہلی امتوں کو جن اہم باتوں میں ایک سا مشترکہ حکم ملا ہے ان میں شرک نہ کرنا، عدل واعتدال قائم کرنا اور زبان سے ہمیشہ اچھی بات کہنا ہے، قرآن پاک کی کئی آیات اس بات کی گواہی دیتی ہیں، پھر دوسرے بعض مقامات پر ایمان والوں کو جن اچھی اخلاقی باتوں اور اچھے اعمال کا حکم دیا گیا ہے ان میں یہ بھی شامل ہے کہ لوگوں سے ہمیشہ اچھی بات اور خیر کی بات کو نشر کریں، سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ الحجرات اور دوسری کئی قرآنی سورتوں اور آیات میں اس اہم نیکی، بلکہ اس اہم ذمہ داری کا بیان موجود ہے جو اگرچہ اسلوب والفاظ کے فرق و

اختلاف کے ساتھ ہے، لیکن مفہوم یہی بنتا ہے کہ مسلم معاشرہ میں رہنے والا مسلمان اپنی زبان کو خیر، سچ، حق اور دوسروں کی خیر خواہی کے لئے استعمال کرے ورنہ چپ رہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کی طرف آیئے تو معلوم ہوگا کہ مسلمان کی تعریف ہی یہی ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں گویا کہ زبان اور ہاتھوں سے (یا دوسرے کسی طریقہ سے) مسلمانوں کو اذیت پہنچانے والا مسلمان نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان پر لعن وطعن کو حرام قرار دیا ہے اور کسی مسلمان کو برا بھلا کہنے کو فسق کہا ہے ارشاد فرمایا: ''کسی مسلمان کو (بے گناہ) قتل کرنا کفر ہے اور اسے برا بھلا کہنا فسق ہے۔''[1]

مسلمانوں کو قرآن پاک کی سورۃ الحجرات میں جن اہم اخلاقی نیکیوں کا حکم ملا ہے اور جن اخلاقی برائیوں سے دور رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں دو باتیں نہایت ہی اہم ہیں، ایک غیبت اور دوسرا بدگمانی کہ یہ دونوں گناہ کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور حرام ہیں، غیبت یہ ہے کہ کسی مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا جو اسے (اگر وہ موجود ہوتو) ناگوار گزرے جس پر برائی کا ذکر ہو رہا ہے اگر یہ برائی اس شخص میں موجود ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر یہ برائی اس میں موجود نہیں ہے تو یہ بہتان ہے جو غیبت سے بڑا گناہ ہے، صحیح مسلم کی ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کی غیبت سے سختی سے منع کیا ہے۔[2]

(علماء نے عادی مجرم یا ظالم کی غیبت کو جائز قرار دیا ہے جب کہ عام طور پر کسی بھی مسلمان کی غیبت جائز نہیں ہے)۔

[1] بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن ان یحبط عملہ: ج۱ ص۱۲

[2] کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ: ج۲ ص۳۲۳

اسی طرح کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی بھی حرام ہے، خاندانوں اور گھروں میں یا بعض دوسری جگہوں پر عموماً یہ عام بات ہوگئی ہے کہ کسی مرد یا کسی عورت کے بارے میں بدگمانی والی باتیں کی جاتی ہیں، حالانکہ قرآن نے مسلمانوں کو صاف صاف حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو! بدگمانی سے بچو کہ یہ گناہ (کبیرہ) ہے۔[1]

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا کسی مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان کے بارے میں بدگمانی رکھنی حرام ہے۔[2]

ہمارے ہاں چونکہ لوگوں کی اکثریت دین اسلام کے صحیح اور حقیقی معنی ومفہوم سے بے خبر ہے اور صرف چند رسموں اور کچھ ظاہری عبادات ہی کو پورے کا پورا دین سمجھ لیا گیا ہے (اور حقوق العباد سے بالکل بے خبری بلکہ پامالی کا عالم ہے) لہٰذا لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جملے اور ایک ہی ارشاد مبارک میں ایک مکمل مسلم شخصیت کی حقیقت کو بیان کر دیا ہے کہ کسی کے برا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت سے دیکھے۔[3]

اگر کوئی شخص ظاہری اعتبار اور گفتگو، تحریر کے لحاظ سے مکمل مسلمان اور مؤمن ہے، لیکن اس کے دل میں دوسرے مسلمانوں کے لئے بدگمانی، حقارت، حسد، بغض و کینہ اور برائی ہے تو اس کی ظاہری، رسمی دینداری نے اسے کماحقہ فائدہ نہ پہنچایا۔ آج ہمارے گھروں، ہمارے خاندانوں اور ہماری جماعتوں، بلکہ ہماری مسجدوں میں کتنے ایسے بزرگ، دیندار لوگ موجود ہیں، جو نہ صرف دل میں دوسروں کو برا اور حقیر

[1] سورۃ الحجرات: آیت ۱۲

[2] مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الظن والتجس والتنافس والتناجش ونحوھا: ج۲ ص۳۱۶

[3] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ: ج۲ ص۳۱۷

سمجھتے ہیں، بلکہ اپنی زبان سے بھی دوسروں کے بارے میں غیبت، بہتان، بدگمانی اور دوسری غلط باتیں کرکے مسلمانوں کو ستاتے ہیں۔

کسی مسلمان کی عزت و آبرو کے بارے میں کسی کے خاندان یا کسی کے ذاتی کردار کے بارے میں ادھر ادھر غلط باتیں کرنا اور افواہیں پھیلانا، جہاں کبیرہ گناہ اور حرام کام ہے، وہیں یہ شدید سنگین اخلاقی و معاشرتی برائی بھی ہے، اس جرم کی سنگینی کا اندازہ صرف اس حدیث سے لگائیں، جس میں حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا سود (اور سودی گناہ) یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت و آبرو کے بارے میں کچھ کہا جائے۔[۱]

یعنی کسی کے ذاتی کردار یا اس کی عزت و آبرو کے حوالے سے اسے بے عزت یا بدنام کیا جائے۔ دوسری بعض صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ سود کے بہتر (۷۲) درجے ہیں سود کا کم از کم درجہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے اور کسی مسلمان کو بے آبرو بے عزت کرنا سود کے تمام تر بہتر (۷۲) درجوں سے بھی زیادہ گناہ ہے۔[۲]

زبان اور قلم کی ہر بات جو کہی گئی یا تحریر کی گئی، ہر ایک بات بلکہ ہر ایک جملے کا حساب دینا ہوگا، سورہ ق آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہے: ”یہ کوئی لفظ بھی نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس پر ایک نگہبان مقرر ہے“ ہماری زبانیں جو کچھ بولتی ہیں اور ہمارے قلم جو کچھ تحریر کرتے ہیں، کل قیامت کے دن ایک ایک بات کی بابت سوال ہوگا کہ یہ تم نے کیوں کہا؟ یہ کیوں لکھا؟ یہ زبان ہی تو ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت جہنم میں جائے گی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو منہ کے بل جہنم میں جس کی وجہ سے پھینکا جائے گا وہ ان کی زبانیں

[۱] ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ: ج۲ ص۳۱۳

[۲] الترغیب والترہیب، باب الترغیب من الغیبۃ والبھت وبیانھما: ج۳ ص۳۲۶

ہی تو ہوں گی۔[۱]

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے: ”جو کوئی مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں“۔[۲]

یہ ایک بات جو کہی جاتی ہے اور یہ ایک جملہ جو لکھا جاتا ہے، اس ایک جملہ کی وجہ سے (اگر یہ جملہ غلط ہے) تو کیا سزا ملتی ہے؟

آیئے ذرا اس بارے میں بھی جان لیں اور سن لیں کہ حکیم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس بارے میں کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”انسان اپنی زبان سے ایک جملہ نکالتا ہے (اور یہ جملہ غلط ہوتا ہے) اور یہ اس کی وجہ سے ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم میں دھنسا دیا جاتا ہے۔“[۳]

آج ہمارے ہاں زوال کے اسباب کے ان اہم عناصر کی طرف توجہ دینے والے لوگ کہاں ہیں؟ لوگ مسلسل بولتے اور خوب لکھتے ہیں، لیکن کہی ہوئی کتنی باتیں اور لکھی گئی کتنی تحریریں، اسلامی آداب کے مطابق ہوتی ہیں؟ نہ بولنے والے نے سوچا اور نہ ہی لکھنے والے نے غور کیا کہ جو کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے، آخر اس کا (حرف حرف کا) حساب بھی دینا ہے، مسلمان اہل زبان اور اہل قلم (یعنی صاحب علم وفکر اور صاحب قلم) دونوں کی ذمہ داری ہے کہ یہ معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں کہ نیکی کی طرف بلانے والے کو بھی نیکی پر عمل کرنے والوں کے برابر کا اجر وثواب ملتا ہے۔[۴]

[۱] ترمذی کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلوۃ: ج۲ ص۸۹

[۲] کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان: ج۲ ص۹۵۸

[۳] مذکورہ حدیث کا ہم معنی، ترغیب والترہیب، باب الترغیب فی الصمت الا عن خیر والترہیب من کثرۃ الکلام: ج۳ ص۳۲۳ پر حدیث موجود ہے۔

[۴] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب وغیرہ: ج۲ ص۱۳۷

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ اگر تمہاری کسی بات (یا کوشش) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ اجر وثواب کا معاملہ ہے۔[1]

اس کے مقابلے میں وہ لوگ جو اپنی زبان وقلم کے ذریعے معاشرے میں بے دینی، بداخلاقی، فحاشی و بے پردگی اور دوسری برائیاں پھیلاتے ہیں، ان کے لئے قرآن پاک میں کئی مقامات پر جو دنیا وآخرت دونوں کے خسارے اور شدید عذاب کی وعید ہے۔[2]

سائل کو اگر اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی ہے کہ اسے اپنی ماضی کی اس سنگین غلطی، بلکہ بڑے گناہ کا احساس ہوگیا ہے تو اسے چاہیئے کہ سچے دل سے توبہ کرے، اگر کسی مسلمان پر زبان یا تحریر سے کوئی حملہ کیا ہے، بہتان لگایا ہے، کسی کو ستایا اور اذیت پہنچائی ہے تو ان سب سے معافی مانگی جائے، اللہ تعالیٰ کے حضور بھی اپنی توبہ کو پیش کیا جائے، اور آئندہ کے لئے اپنے اردگرد کے دوست احباب اور دوسرے عام مسلمانوں کو اس اہم کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔

آج ہمارے کتنے ایسے مسلمان بھائی ہیں، جو اپنی ظاہری دینداری کے باوجود معمولی معمولی فروعی مسائل پر دوسرے مسلمانوں سے الجھتے اور جھگڑتے ہیں، دوسروں کو گمراہ اور کافر سمجھتے ہیں، دوسروں کو اپنی زبان اور اپنی تحریر سے ستاتے اور دکھ پہنچاتے ہیں، کاش کہ یہ لوگ دین کے صحیح مفہوم کو سمجھ سکیں اور دوسرے مسلمانوں کو واقعی اپنا بھائی سمجھیں۔

اسلام میں نیک فال یا بدفال لینے کا حکم

سوال: کیا اسلام میں نیک یا بدفال لینا جائز ہے؟

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ج ۲ ص ۲۷۹ [2] سورۃ النور: آیت ۱۹

جواب: اسلام نے جاہلیت کی جن بری عادتوں، غلط رسموں، مختلف اوہام وتوہمات اور غلط عقیدے کو مٹایا، ان میں سے ایک بدفالی اور بدشگونی بھی ہے، ایام جاہلیت میں لوگ چیل، کوے اور الو جیسے متعدد پرندوں اور کتے، بلی جیسے جانوروں سے بدشگونی لیا کرتے تھے، چنانچہ ان کے آنے جانے اور آغاز سفر پر اگر ان پر نظر پڑ جائے تو سمجھتے تھے کہ سفر اچھا نہ ہوگا، اسی طرح کبوتر اور فاختہ جیسے دیگر حلال اور خوبصورت پرندے نظر آتے تو خوشگوار سفر کی امید لئے بیٹھتے۔

اسلام نے ہر حال میں تقدیر پر ایمان کا سبق سکھایا اور حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر یقین کامل کا عقیدہ بتلایا۔

افسوس کہ آج بہت سارے مسلمانوں میں بھی یہ بیماری عام ہے کہ کہیں تو کالی بلی کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور کہیں گدھے اور گھوڑے کو کچھ اور تصور کیا جاتا ہے، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض لوگ اپنی اولاد، بہو بیٹی بلکہ بیوی تک کے بارے میں اس قسم کی بدفالی یا بدشگونی کا عقیدہ وتصور رکھتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ کسی مرد وعورت کے آنے سے یا دیکھنے نہ دیکھنے سے خیر وشر کا کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا فیصلہ کرنے والی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ صالح ومتقی وایمان دار مسلمان کا وجود خواہ مرد ہو یا عورت باعث خیر وبرکت ہے جب کہ فاسق وفاجر کا ہر کام خیر وبرکت سے عاری وخالی ہوتا ہے، اگر کوئی ایسی بات یا چیز نیز کوئی واقعہ وغیرہ ایسا پیش آجائے جو بظاہر خیر کی علامت نہ ہو تو ایسے موقع پر یہ دعائیں پڑھ لی جائیں اور ان کے ترجمہ ومعانی پر اچھی طرح سے غور کیا جائے تاکہ اللہ کی ذات اقدس پر یقین مضبوط ہوجائے۔ وہ دعائیں یہ ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ﴾[1]

[1] ابو داؤد، کتاب العتاق، باب في الطيرة والخط: ج ۲ ص ۱۹۱

ترجمہ: "کہ اے اللہ! نیکیاں صرف آپ ہی لاتے ہیں اور بدیوں کو بھی آپ ہی دور کرتے ہیں اور برے کام سے بچنے کی اور نیک کام کی توفیق آپ ہی سے شامل حال ہوتی ہے۔"

﴿اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ﴾

ترجمہ: "کہ اے اللہ! کوئی فال نہیں، مگر آپ ہی کی اور خیر بھی ہے تو آپ ہی کی ہے اور نہیں ہے کوئی معبود مگر آپ کے۔"[1]

نیز ایسے موقع پر اس دعاء کا پڑھنا بھی منقول ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ﴾[2]

قرض پریشانی، آزمائش اور تکلیف سے نجات کی دعاء

کسی بھی قسم کی پریشانی، آزمائش، تکلیف، مالی مشکلات، کاروباری مسائل، قرض کی ادائیگی، وہم وغم، تنگی و بے چینی وغیرہ میں پڑھنے کے لئے اہم ترین دعاؤں کا مجموعہ:

﴿عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِمُعَاذٍ (مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ) اَلَا اُعَلِّمُكَ دُعَاءً تَدْعُوْ بِهٖ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ دَيْنًا، لَاَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ﴾

ترجمہ: "جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی ایک دعاء نہ سکھاؤں؟ جس کے ذریعہ دعاء مانگو تو اگر تمہارے ذمہ اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ پاک وہ تم سے ادا فرمائیں گے۔"

[1] عمل اليوم والليلة لابن السني، باب ما يقول اذا تطير من شيء: ص ۱۰۷

[2] عمل اليوم والليلة لابن سني، باب ما يقول اذا راى ما يحب ويكره: ص ۱۳۳

﴿قُلْ يَا مُعَاذُ: اَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَآءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ، اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ﴾

ترجمہ: "اے معاذ! تم یہ کہو: اے اللہ کل جہاں کے مالک! آپ جسے چاہیں حکومت دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں، اور جسے چاہیں عزت وغلبہ عطا فرمائیں اور جسے چاہیں ذلیل و پست کریں۔ بھلائی آپ کے اختیار میں ہے، یقیناً آپ ہر چیز پر قادر ہیں، آپ دنیا وآخرت کی بڑی بڑی نعمتیں عطا کرنے والے ہیں اور دونوں جہانوں کی باریک ولطیف رحمتوں کے مالک ہیں، جسے آپ کی مرضی شامل ہو دنیا وآخرت دونوں بخش دیتے ہیں اور جسے چاہیں آپ ان سے روکے رکھتے ہیں، مجھ پہ ایسا رحم فرما کہ جس رحمت کے ذریعہ آپ اغیار کی دست نگری سے مجھے بے نیاز کردیں۔"[1]

ایک اور جامع مسنون دعاء

﴿عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمَسْجِدَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ: يَا اَبَا اُمَامَةَ! مَالِيْ اَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ الصَّلٰوةِ،

قَالَ: هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ وَدُيُوْنٌ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

[1] مجمع الزوائد، كتاب الأدعيه، باب الدعاء لقضاء الدين: ج ۱۰ ص ۲۱۸

قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهُ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَمَّكَ وَقَضٰى عَنْكَ دَيْنَكَ؟

قَالَ: قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ﴾

تَرجَمَہ: ”جناب ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں انصاری صحابی حضرت ابو امامہ موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو اُمامہ: کیا بات ہے کہ میں تمہیں نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں؟

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ پر غم وفکر اور قرض سوار ہے (جس کی وجہ سے میں بیٹھا ہوا ہوں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتا دوں کہ اگر وہ تم کہو گے تو اللہ پاک تمہارے افکار کو دور اور تمہارے قرضے کی ادائیگی کا انتظام فرما دیں گے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح وشام یہ دعا پڑھتے رہا کرو: اے اللہ! میں فکر وغم سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور عاجزی اور سستی سے پناہ مانگتا ہوں اور کنجوسی و بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں اور قرضے کے بوجھ اور لوگوں کے ظلم و استبداد سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“[1]

---

[1] ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذة: ج۱ ص۲۱۷

کثرتِ استغفار کی فضیلت

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[1]

تَرجَمَہ: ”جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پابندی سے دعائے استغفار پڑھنے لگ جائے، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر تنگی سے نکلنے کا انتظام فرما دیں گے، اور ہر قسم کے فکر وغم سے نجات، اور اسے ایسے مقام وطریقے سے رزق عطا فرما دیں گے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا کہ یہ رزق کیسے مل گیا۔“

فکر وغم کے ازالے کا ایک اور نسخہ

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْقٰى رَبُّنَا، وَيَفْنٰى كُلُّ شَيْءٍ، عُوْفِيَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ﴾

تَرجَمَہ: ”جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ“ ”وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ“ اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْقٰى رَبُّنَا، وَيَفْنٰى كُلُّ شَيْءٍ“ کہے اسے فکر وغم سے گلوخلاصی عطا کی جائے گی۔“

---

[1] ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار: ج۱ ص۲۱۳

نوٹ: اس دعا کا ترجمہ یہ ہے:

"ہر چیز کے وجود سے پہلے، اور وجود کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں رہا، اور اللہ تعالیٰ کے سوا (اب بھی) کوئی حقیقی معبود نہیں ہے، ہمارا پروردگار باقی رہے گا اور ہر چیز فنا ہو جائے گی۔"[1]

مصیبت زدہ یہ دعا پڑھے

﴿عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کَلِمَاتُ الْمَکْرُوْبِ﴾

ترجمہ: "جناب ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصیبت زدہ آدمی کے دعائیہ کلمات یہ ہیں۔"

﴿اَللّٰھُمَّ! رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ﴾

ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہی کی رحمت سے آس لگائے بیٹھا ہوں، پس لمحہ بھر کے لئے بھی مجھے میری اپنی ذات کے حوالے نہ فرما، اور میرے تمام حالات درست فرما، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"[2]

کرب و بلاء سے نجات کے واسطے ایک اور دعا

﴿عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِیْنَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا﴾

[1] مجمع الزوائد، کتاب الأذکار، باب ما یقول اذا اصابه هم: ج۱۰ ص۱۳۵
[2] ابوداؤد، کتاب الأدب، باب ما یقول اذا اصبح. ج۲ ص۳۳۸

ترجمہ: "محترمہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کیا میں تمہیں کچھ ایسے (دعائیہ) کلمات نہ بتاؤں؟ جو تم مصیبت کے وقت پڑھو گی ...... وہ یہ ہیں: اللہ ہی اللہ میرا پروردگار ہے جس کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں کرتی۔"

نوٹ: عربی میں دعاء یوں پڑھنی ہے:

﴿اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا﴾[1]

ننانوے بیماریوں کا علاج

﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، كَانَ دَوَاءً مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِیْنَ دَاءً اَیْسَرُهَا الْهَمُّ﴾

ترجمہ: "جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہے تو یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہوگا جن میں سے آسان ترین بیماری فکر و غم کی بیماری ہے۔"[2]

پریشانیوں میں پڑھنے کی دعا

فکر و غم اور ہر قسم کی پریشانیوں میں آیت کریمہ کا مسلسل پڑھتے رہنا اور اپنی دعاؤں میں اسے پڑھ کر دعاء کرنا بھی مفید ہے، اور احادیث میں اس کا حکم دیا گیا

[1] ابوداؤد، کتاب الوتر، باب فی الاستغفار: ج۱ ص۲۱۳
[2] الترغیب والترهیب، کتاب الذکر والدعاء، باب الترغیب فی قول لا حول ولا قوة الا بالله: ج۲ ص۲۹۱

ہے۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿دَعْوَةُ ذِی النُّوْنِ اِذْ دَعَا وَهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ﴾

تَرْجَمَہ: ''(سیدنا) یونس علیہ السلام کی دعاء جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں ہونے کے دوران پڑھی تھی یہ ہے: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" سو جو کوئی مسلمان اس دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مانگے اللہ پاک اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔''[1]

دعائے یونس کی اہمیت کے بارے نبوی ہدایات

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دعاء سکھائی اور فرمایا کہ جو بھی اس دعاء کو سنے اسے چاہیے کہ اس دعاء کو یاد کرلے، اور یہ بھی فرمایا کہ اس دعاء کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فکر وغم کو ختم کرکے خوشحالی و مسرت کی زندگی عطا فرماتے ہیں۔

فکر وغم کے ازالے میں درود وسلام

سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں اپنا پورا وقت درود وسلام پڑھنے میں گزار دیا کروں گا، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پھر تو تمہارے سارے گناہ معاف کردیے جائیں گے اور تمہارے تمام فکر وغم دور کردیے جائیں

[1] ترمذی، کتاب الدعوات: ج ۲ ص ۱۸۸

گے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مصائب وآلام اور پریشانیوں کا حل کثرت سے درود وسلام پڑھنا ہے، لہٰذا ہم اس سب کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا چاہیے۔

کرب والم اور پریشانیوں کے موقع پر یہ دعاء پڑھنا بھی منقول ہے

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ﴾[1]

نظرِ بد کا علاج

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسان کی نظر سے پناہ مانگتے تھے۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا نزول ہوا تو آپ نے اسے اختیار فرمالیا باقی کو چھوڑ دیا۔[2]

فَائِدَہ: انسان اور جنات کی بدنظری اور اس قسم کی باتوں میں مثلاً جنات کا اثر معلوم ہو یا بچے بچیاں اس سے ڈر گئی ہوں یا اس قسم کا شبہ ہو، ان کا پڑھنا اور دم کرنا نفع بخش ہے۔

جادو اور کرتب کے ازالہ کے لئے یہ دونوں سورتیں بہت مفید ہیں اور صبح وشام سوتے وقت پڑھ کر دم کرنے کا معمول بنالیا جائے۔ پانی میں دم کرکے یا لکھ کر پانی سے دھوکر پلایا جائے یا اس کا تعویذ بنا کے گلے میں ڈال دیا جائے۔

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الکرب: ج ۲ ص ۹۳۹

[2] ابن ماجہ، کتاب الطب، باب من استرقی من العین، رقم الحدیث ۳۵۱۱

اسی طرح حاسدین کے حسد، موذی کی ایذاء سے بچنے کے لئے ان دونوں سورتوں کا ورد نافع ہے۔

غرض کہ ہر بیماری، نظر انسان و جن، خوف و ڈر، جادو کرتب، حسد، ایذاء سے حفاظت کے لئے اس کا ورد اور عمل مسنون اور مجرب ہے، اس کے علاوہ خلاف سنت وشرع تعویذ و جھاڑ و غیرہ میں نہ پڑے بلکہ یہ مسنون و مشروع طریقہ اختیار کرے۔

اور بیت العلم ٹرسٹ کراچی کی "مستند مجموعہ وظائف" میں جادو سے حفاظت کی بارہ مستند دعائیں ہیں وہ دعائیں مانگیں۔ اور مصیبتوں بلاؤں کے دور کرنے کے چالیس وظیفے، عورتیں نمازوں میں کون سی دعائیں پڑھیں، عورتوں کی نمازیں کس طرح صحیح ہوں، مستند مجموعہ وظائف، اپنی نمازیں صحیح کیجئے، اور مولانا تقی عثمانی صاحب کا رسالہ "نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے، عورتیں اپنی زکوۃ کا حساب کس طرح کریں، رہنمائے زکوۃ کا فارم کا مطالعہ بھی خواتین کے لئے انشاء بڑا فائدہ مند ہوگا۔

ان تمام دعاؤں کا اہتمام ان اوقات میں کرنا چاہئے جن اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اوقات قبولِ دعا کے بیان کئے ہیں جو حدیث پاک سے ثابت ہیں۔ ان وقتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

1. شب قدر میں۔[1]
2. عرفہ کے دن۔[2]
3. ماہ رمضان میں۔[3]
4. شب جمعہ میں۔[4]

[1] ترمذی عن عائشہ بحوالۂ حصن حصین ص۵۵
[2] ترمذی عن عمرو بن شعیبؓ ایضًا ص۵۵
[3] ترغیب والترهیب، کتاب الصوم باب الترغیب فی صیام رمضان: ج۲ص۹۰
[4] ترمذی عن ابن عباسؓ

5. یوم جمعہ میں۔[1]
6. شب آخر میں۔[2]
7. سحر کے وقت میں۔[3]
8. بوقت جمعہ امام کے خطبہ کے لئے جانے سے ختم نماز تک۔[4]
9. یوم جمعہ نماز سے سلام تک۔[5]
10. یوم جمعہ عصر سے مغرب تک۔[6]
11. جمعہ کا آخری وقت۔[7]
12. جمعہ کے دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک۔[8]

[1] ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب تفریع ابواب الجمعۃ ج۱ص۱۵۰
[2] مسند احمد بن حنبل: ج۳ص۳۰۶، رقم الحدیث۳۳۴۸
[3] صحاح ستہ عن ابی ہریرۃؓ بحوالۂ حصن حصین ص۵۵
[4] مسلم، کتاب الجمعہ، باب فی ذکر ساعۃ التی تقبل فیها دعوۃ العبد: ج۱ص۲۸۱
[5] ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ: ج۱ص۱۱۱
[6] کتاب الجمعۃ، باب فی الساعۃ التی ترجی فی یوم الجمعۃ: ج۱ص۱۱۱
[7] ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب الاجابۃ: ج۱ص۱۵۰
[8] حصن حصین: ص۵۵

مراجع ومصادر

اسماء کتب	اسماء مصنفین
تفسیر معارف القرآن	(حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) (ادارۃ المعارف کراچی)
صحیح البخاری	(محمد بن اسماعیل البخاریؒ) (ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)
صحیح المسلم	(مسلم بن الحجاجؒ) (ایچ ایم سعید کراچی)
سنن ابی داؤد	(ابوداؤد سلیمان بن الاشعثؒ) (ایچ ایم سعید، کراچی)
سنن الترمذی	(ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰؒ) (ایچ یم سعید کراچی)
سنن ابن ماجہ	(محمد بن یزید الربعی) (مکتبہ رشیدیہ دہلی ہند)
مسند احمد بن حنبل	(دار احیاء التراث العربی)
مجمع الزوائد	(حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمیؒ) (دار الکتب العلمیہ بیروت. لبنان)
ترغیب والترہیب	(ذکی الدین عبد العظیم المنذریؒ) (دار الکتب العلمیۃ، بیروت. لبنان)
عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی	(ابوبکر بن السنیؒ) (نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)
حصن حصین	(علامہ ابن جزریؒ) (میر محمد کتب خانہ کراچی)
عمدۃ القاری شرح بخاری	(علامہ بدر الدین العینیؒ) (بیروت لبنان)

اسماء کتب	اسماء مصنفین
مرقات شرح مشکوٰۃ	(علی بن سلطان محمد القاریؒ) (مکتبہ امدادیہ ملتان)
معارف السنن	(حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ) (ایچ ایم سعید. کراچی)
تکملۃ فتح الملہم	(مولانا محمد تقی عثمانی صاحب) (مکتبہ دار العلوم کراچی)
فتاویٰ شامی	(محمد بن عابدین الشامی) (ایچ ایم سعید. کراچی)
فتاویٰ عالمگیر	(مولانا شیخ نظام و جماعت من علماء الہند) (مکتبہ رشیدیہ. کوئٹہ)
فتاویٰ دار العلوم دیوبند	(مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن صاحبؒ) (دار الاشاعت. کراچی)
کفایت المفتی	(مفتی کفایت اللہ دہلویؒ) (مکتبہ امدادیہ ملتان)
بہشتی زیور	(مولانا اشرف علی تھانویؒ) (مکتبہ مدنیہ، اردو بازار لاہور)
فتاویٰ محمودیہ	(حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ) (کتب خانہ مظہری گلشن اقبال)
امداد الفتاویٰ	(مولانا اشرف علی تھانویؒ) (مکتبہ دار العلوم کراچی)
فتاویٰ رحیمیہ	(مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ) (دار الاشاعت کراچی)
احسن الفتاویٰ	(مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) (ایچ ایم سعید. کراچی)
جواہر الفتاویٰ	(مفتی عبد السلام چاٹگامی) (اسلامی کتب خانہ کراچی)
خیر الفتاویٰ	(مفتی محمد انور صاحب) (مکتبہ امدادیہ ملتان)

آپ کے مسائل اور ان کا حل .... (مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)
(مکتبہ لدھیانوی کراچی)

آپ کے مسائل کا حل .... (مفتی محمد صاحب)
(مکتبہ تعاون اسلامی، کراچی)

خواتین کا حج .... (مفتی عبدالرؤف سکھروی)
(میمن اسلامک پبلشرز کراچی)

تحفۂ خواتین .... (مولانا عاشق الٰہی بلند شہری)
(مکتبہ رشیدیہ کراچی)

خواتین کے لئے شرعی احکام .... (بیگم ظریف احمد تھانوی)
(دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

عورت کے لباس اور پردہ کے شرعی احکام .... (مفتی کمال الدین احمد راشدی)
(ماریہ اکیڈیمی کراچی)

عورت کے لئے بناؤ سنگھار کے شرعی احکام .... (مفتی کمال الدین احمد راشدی)
(ماریہ اکیڈیمی کراچی)

احکامِ میت .... (حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحبؒ)
(ادارۃ المعارف کراچی)

مسائل غسل .... (مفتی عبدالرؤف سکھروی)
(میمن اسلامک پبلشرز کراچی)

کتاب الدعاء .... (صاحب زادہ قاری عبدالباسط)
(عالمی حلقہ دروس قرآن و حدیث کراچی)

مُرتّبین

علماءِ مدرسہ بیت العلم
گلشنِ اقبال کراچی

ناشر

بیت العلم ٹرسٹ
گلشنِ اقبال، کراچی
فون: ۴۹۷۶۰۷۳۱ - ۴۹۷۶۳۳۹

قومیں ماؤں کی گود میں پلتی ہیں ایک ناقابل انکار حقیقت
ایک ماں کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے
اسی سلسلہ کی ایک بہترین کتاب

تالیف
محمد حنیف عبدالمجید

پسند فرمودہ
حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب

- بچوں پر شفقت ومحبت
- بچوں کے مزاج کو پہچان کر ان سے بات کرنا
- بچوں کو حافظ، عالم، داعی، مجاہد ملت بنانا
- بچوں میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا
- بچوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے
- بچوں کی تربیت کے دینی وشرعی اصول
- بچوں کی اصلاح کے مختلف طریقے
- بچوں کی دینی ذہن سازی کی چند تدبیریں

بیت العلم ٹرسٹ

قرآن وسنت اور اولیاء کرام کی دعاؤں کا نادر مجموعہ

مستند

مجموعہ وظائف

مشتمل بر سورِ قرآنیہ
و ادعیہ مسنونہ

بہترین وظیفہ کے طور پر عورتوں کے لئے، اللہ کے راستے میں پھرنے والوں کے لئے، عمرہ اور حج پر جانے والوں کے لئے، رمضان المبارک کی ساعتوں کو قیمتی بنانے کے لئے، سورہ کہف سورہ یٰسین مع ان کے فضائل، سورۃ السجدۃ وسورۃ الواقعہ، سورۃ رحمٰن، سورۃ ملک سورۃ التغابن، حل مشکلات کے مجرب وظائف، اچھے رشتے ملنے کی دعاء، آسیب جادو وغیرہ سے حفاظت کا مجرب نسخہ منزل، اسماء حسنٰی مع فضائل، دعاء والہانہ، گھروں میں لڑائی جھگڑے نہ ہونے کا مجرب عمل، دل ودماغ کو سکون پہنچانے والی دعائیں، صبح شام پڑھنے والی دعائیں، سو کر اٹھنے سے سونے تک کی دعائیں، چہل ربنا مع صلوٰۃ التسبیح، چالیس درود شریف، جمعہ کے دن پڑھے جانے والے ستر درود۔

تصدیق شدہ
حضرت مفتی نظام الدین شامزی صاحب
استاد حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبرہ

ناشر
بیت العلم ٹرسٹ
ST-9E بلاک 8 نزد الحمد مسجد گلشن اقبال کراچی۔
فون: 4976073-4976339

مُسلِم خواتین کے لئے اَنمول تحفہ

اس کتاب میں خواتین کے مخصوص مسائل کو نہایت
آسان و عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے

مُرتّب
(مولانا) محمد عُثمان نوی والا
اُستاذ مدرسہ بیتُ العلم کراچی

پسند فرمودہ

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی	حضرت مفتی محمود اشرف عثمانی اُستاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی	حضرت مولانا نور البشر صاحب استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

بیتُ العِلم ٹرسٹ

علماء کرام کی زیرنگرانی تیار کردہ چند مفید دینی کتب

کتاب	مصنف
۱) درسی بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ
۲) مستند معمولات صبح و شام مع منزل	محمد حنیف عبدالمجید صاحب
۳) مردوں کے تین سو فقہی مسائل	اساتذہ مدرسہ بیت العلم
۴) وصیت لکھیے	ابو محمد زمزمی
۵) طریقۂ وصیت	علماء مدرسہ بیت العلم
۶) خزینۃ الاسرار	حبیب اللہ نعمانی
۷) ستر استغفار مع درود شریف	علامہ قطب الدینؒ
۸) پرچھائیاں	محمد سعد
۹) اذکار جمعہ	علماء مدرسہ بیت العلم
۱۰) ہدیہ خواتین	مولانا محمد عثمان نوری والا
۱۱) درسی سیرت (مکمل ۳ جلدیں) المعروف بہ اصح السیر	مولانا حکیم ابو البرکات عبدالرؤف داناپوری
۱۲) ذوق شوق (پانچ جلدیں)	محمد سعد
۱۳) آبِ زم زم کے فضائل	مولانا محمد روح اللہ صاحب نقشبندی